انٹرنیشنل غوثیہ فورم

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 1

معاون ایڈیٹرز

علامہ شاہد جمیل اویسی۔ سید غفران شرف گیلانی
محمد تاج قادری۔ صاحبزادہ طاہر سلطان قادری

زیر سرپرستی

☆ پیر طریقت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن (ڈھانگری شریف)

☆ امیر اہل سنت حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری (بھرچونڈی شریف) ☆ شیخ الحدیث پیر سید محمد عرفان مشہدی
☆ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالحق بندیالوی ☆ پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری (بھاری شریف)
☆ پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی (بیربل شریف) ☆ محمد اشرف کوثر ☆ حاجی ملک جمیل اقبال
☆ سید ضیاء النور شاہ ☆ ڈاکٹر خالد سعید شیخ ☆ الحاج بشیر احمد چوہدری (لاہور)

مجلس تحریر

محقق العصر مفتی محمد خان قادری۔ ادیب شہیر پیر سید محمد فاروق القادری
مفتی محمد عارف نورانی۔ طارق سلطانپوری۔ علامہ قاری محمد زوار بہادر
پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی۔ سید وجاہت رسول قادری، عبدالمجید ساجد
مفتی محمد ابراہیم قادری۔ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی۔ سید صابر حسین بخاری
صاحبزادہ واحد رضوی۔ الحاج مفتی محمد شفیع ہاشمی۔ سید عبداللہ شاہ قادری۔ مفتی عبدالحلیم ہزاروی

مجلس انتظامیہ

ملک محمد قمر الاسلام قمر
مرزا محمد کامران طاہر

قیمت فی شمارہ
150 روپے

سالانہ رکنیت فیس
600 روپے

مجلس مشاورت

پیر سید مرید کاظم بخاری، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان
صوفی گلزار حسین قادری رضوی، حافظ محمد خان ماہل ایڈووکیٹ، الطاف چغتائی
قاری عبدالعزیز قادری، مولانا محمد اختر نورانی، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور
ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرم اعوان، محمد جاوید اقبال کھارا
مرزا عبدالرزاق طاہر، پیرزادہ محمد رضا قادری، پیر میاں غلام صفدر گولڑوی
مولانا محمد محفوظ چشتی، قاری محمد عامر خان، ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی
صاحبزادہ محمد بلال الہاشمی

کمپوزنگ محمد طیب

انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۲ جوہر آباد ضلع خوشاب
0300-9429027
0321-9429027
Ph: 0454-721787

مشمولات

دُعائے صحت کے لئے خصوصی اپیل

یہ بات بڑی پریشان کن ہے کہ عالم اسلام کی عظیم علمی و عملی شخصیت، نامور بزرگ عالم و روحانی پیشوا حضرت محدث اعظم پاکستان کے خلیفۂ مجاز، حضرۃ العلام پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب (مرکزی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان و سرپرست اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ) گذشتہ ماہ سے شدید علیل ہیں...... اس لئے قارئین کرام سے گذارش ہے کہ حضرت قبلہ کی صحت کی بحالی اور درازی عمر کے لئے خصوصی دُعائیں فرمائیں۔جزا کم اللہ تعالیٰ فی الدارین..............(ادارہ)

اپنی بات

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم ملك يوم الدين اياك نعبد و اياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم آج سے اپنے ....سہ ماہی 'انوارِ رضا' جوہر آباد............ کا باضابطہ اجراء کر رہے ہیں ہمیں امید ہے کہ آپ اسے خالص دینی، سماجی، اخلاقی اور ملّی اقدار کا محافظ پائیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قدم قدم پر ہمیں آپ کی مشاورت اور تعاون کی ضرورت رہے گی اور اسی سے ہی یہ عظیم سفر جاری رکھنا ممکن ہوگا۔ آپ اس جریدۂ حمیدہ کی رکنیت سازی، خریداری اور اس میں اشتہار کے ذریعے بھرپور حصہ لے سکتے ہیں۔

ہمارا آئندہ شمارہ ......'ختم نبوت نمبر'...... کے طور پر آئے گا۔ (ان شاء اللہ) کیونکہ فتنۂ قادیانیت' مرزا قادیانی کی موت (۱۹۰۸ء) کے بعد (۲۰۰۸ء) میں اپنے صد سالہ جشن کی تیاریوں میں مصروف ہے لہٰذا 'فتنۂ انکارِ ختم نبوت' کی سرکوبی کے لئے جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے۔

آپ بھی آیئے اور اپنے حصے کا کردار ادا کیجئے۔ وما توفیقی الا باللہ

والسلام

غبارِ راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

(چیف ایڈیٹر)

فضل الرحمن

درجہان زینت گلزار و بہاری ازتست — نغمۂ طوطی وہم بانگ ہزاری ازتست

شکوہ از گردشِ ایام چہ آرم برلب — جود و الطاف کہ بینم ہمہ کاری ازتست

نشہ از بادہ انگور؟ غلط می گویند — این ہمہ مستی و این کیف و خماری ازتست

جلوۂ رنگ کہ در صحن چمن می بینیم — این ہمہ منظر نیرنگ و بہاری ازتست

لالہ در سینۂ خود داغ فراقت دارد — وز جدائی جگر غنچہ فگاری ازتست

قصۂ عشق تو افسانہ قیس و لیلی — پس محمل کہ بہ افراشت غباری ازتست

جذبۂ عشق خلیل، آتش نمرود زتست — ایں ہمہ نور زتست و ہمہ ناری ازتست

تاب حلاج کجابود کہ حرفے گفتی — حرف حق گفتن وہم دادن داری ازتست

چون عظیمی بچمن نگہِ کند، می یابد
این گل وغنچہ زتست و ہمہ خاری ازتست

☆☆☆

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے نعت

نگاہ لطف کے امید وار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دل بیقرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

تمہاری اک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سر راہ گذار ہم بھی ہیں

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور ﷺ
تو پھر ہم بھی کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ادھر بھی تو ہوں عام حضور ﷺ کے جلوے
تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنانا ان کے اختیار میں ہے
سپرد انہی کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسن! جن کی سخاوت کی دھوم دوعالم میں
انہی کے تم ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(حضرت حسن رضا خان حسن بریلوی قدس سرہٗ)
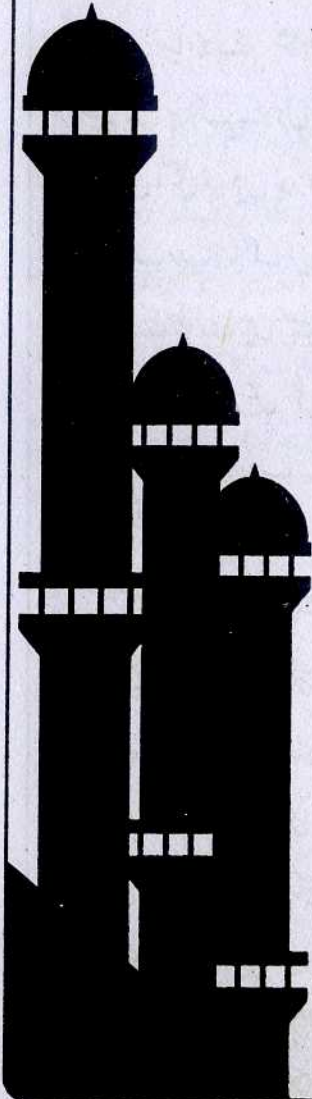
رفعت رحمت کبریا دیکھئے

رفعتِ رحمتِ کبریا دیکھئے
چہرہ والضحیٰ دل رُبا دیکھئے

لائی باد صبا، بوئے شاہِ زمن
جلوہ احمدِ مجتبیٰ ﷺ دیکھئے

شہرِ طیبہ میں ہر اک کے دل کی صدا
مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ ﷺ دیکھئے

وہ ہیں شمس الضحیٰ وہ ہیں بدر الدجے
نورِ انوارِ نورُ الھدیٰ دیکھئے

وہ ہیں محبوبِ رب، مالکِ این و آں
حوضِ کوثر پہ روزِ جزا دیکھئے

چارسوان کے جلوے ہیں پھیلے ہوئے
روئے انور پہ جھومر سجا دیکھئے

بزم اقراء میں جبریل کی گفتگو
شہرِ مکہ میں غارِ حرا دیکھئے

یہ ہے سدرہ نشیں اور وہ رب کے قریں
شب اسراء کا پردہ اٹھا دیکھئے

ہیں صحابہ ستارے، قمر آپ ہیں
قدس میں مقتدی، مقتداء دیکھئے

میرے آقا کے خادم شہنشاہِ کل
مظہرِ مصطفیٰ ﷺ، مرتضیٰ دیکھئے

جو بھی دیکھے تجھے بس وہ کہتا رہے
صورتِ مصطفیٰ ﷺ حق نما دیکھیئے

آپ کے جد اعلیٰ کا فیضان ہے
آب زمزم پہ یہ جمگھٹا دیکھئے

میں ہوں خادم ترا اور تری آل کا
شہرِ طیبہ میں مجھ کو بلا دیکھئے

ہے مری یہ دعا اور یہی التجا
اپنی امت کو خیر الوریٰ ﷺ دیکھئے

قادری ہی نہیں تیرا مدح سرا
بوحنیفہ و غوث و رضا دیکھئے

نتیجہ فکر: محمد محبوب الرسول قادری

خاتون جنت

سید سلمان رضوی

رسول پاکؐ کی بیٹی کا یومِ رحلت ہے
دلوں میں زینبؓ و کلثومؓ کے قیامت ہے

جناب فضہ کی مخدومہ چپ ہیں حجرے میں
نہ کوئی شوق نہ خواہش نہ کچھ ضرورت ہے

وہ اس کا پہلو مجروح اور خاموشی
تمام عالمِ احساس کو ندامت ہے

علیؑ جو شیر خدا ہیں شکستہ خاطر ہیں
حقیقتاً یہ شہادت بڑی شہادت ہے

حسینؑ کھاتے تھے ہر چیز جس کے ہاتھوں سے
وہ ماں غضب ہے کہ بچوں سے آج رخصت ہے

جو ہاتھ ٹوٹی ہوئی پسلیوں سے اٹھ نہ سکا
حسینؑ کیلئے پھیلا وہ دست شفقت ہے

رکوع و آسیہ سائی حجاب و حق طلبی
بتول پاک کا ہر ہر عمل عبادت ہے

جراحتِ کف پا اور قیام ذکر خدا
یہ التزام المناک ہی سیادت ہے

دکھوں سے جس کے سیہ پڑ گیا تھا سورج بھی
وہ سیلِ نورِ خدا بے نشان تربت ہے

تمام رات جو روتی تھی قمریوں کی طرح
اس اشکبار کی تخفیف درد و زحمت ہے

عزائے شاہ کی سرحد شرف کی سرحد ہے
محافظوں کو یہ سلمانؓ کی ہدایت ہے

☆☆☆

مُنقَبَةُ الغَوثِ الاَعظَمِ وَالِاستِغَاثَة

غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء ۔ غَـوثِ یَـاوَارِثَ الاَنبِیَـاء

اَنـتَ اٰلٌ مِّـنْ اٰلِ عَـلِـیٍّ ۔ اَنـتَ اٰلٌ مِّـنْ اٰلِ نَبِـیٍّ
فَـآئِـزٍ فِیْ مُقَـامِ الرِّضَـاء ۔ غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء

اِنَّکَ دَافِـعُ الـحَـادِثَـاتِ ۔ اِنَّکَ رَافِـعُ الـمُشـکِلَاتِ
مِـنْ مَّسَـاکِیـنَ مِـنْ اَغـرِبَـاء ۔ غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء

اَعـطِـنِـیْ حُـبَّ اٰلِ البَتُـوْلِ ۔ اَعـطِـنِیْ حُبَّ رَبِّ الرَّسُوْلِ
وَالـمُـحِـبِّیـنَ وَالاَصـدِقَـاء ۔ غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء

عَـالِـنِـیْ مِنْ سَبَابِ عَلِـیٍّ ۔ عَـالِـنِـیْ مِنْ سَبَـابِ وَلِـیٍّ
مِـنْ فَسَـادٍ وَّمِـنْ اِعتِـدَاء ۔ غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء

وَقِـنِـیْ مِـنْ جَفَـاءٍ وَّسَـبٍّ ۔ سَـبِّ مَحبُوبِ حَقٍّ وَّرَبٍّ
زِدْنِ فِی العِلْـمِ وَفِی الحَیَـاء ۔ غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء

لَیتَـنِـیْ حَـامِـدٌ لِّلْمُجِـیْبِ ۔ لَیتَـنِـیْ وَاصِـفٌ لِّلْحَبِیْـبِ
کُـلَّ عَیْـشٍ اِلَی الاِنتِهَـاء ۔ غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء

اِنَّ نَـجْـمَ الاَمِیْـنِ اَثِیْـمٌ ۔ لٰـکِنْ عَبْدٌ لَّکَ یَـا کَرِیْمُ
اَنـتَ اَدْخِلْـهُ فِی الاَتـقِیَـاء ۔ غَـوثِ یَـا سَیِّـدَ الاَولِیَـاء

﴿کلام محمد نجم الامین فاروقی مونیاں شریف گجرات﴾

گذارش : پڑھنے لکھنے میں اعراب کا خاص خیال رکھیں

ترجمہ

ا۔اے میرے فریادرس اے ولیوں کے سردار! اے میرے فریادرس اے نبیوں کے وارث

۲۔(آپ کی شان میں کیا بیان کروں) آپ تو حضرت علی کی اولاد میں سے ہیں، آپ تو اس نبی ﷺ کی اولاد میں سے ہیں جو مقام رضا پر فائز ہیں،

۳۔آپ حادثات کو دور فرماتے ہیں، آپ مشکل کشا ہیں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے

۴۔مجھے آل بتول کی محبت عطا کر دیجئے، مجھے رسول ﷺ کے رب تعالیٰ کی محبت عطا کر دیجئے، اور انکی جو آپ ﷺ سے پیار کرتے ہیں اور جو آپ ﷺ کے ساتھی ہیں

۵۔مجھے حضرت علی کی گستاخی سے بلند (دور) رکھیے، مجھے ہر ولی کی گستاخی سے دور رکھیے، فساد اور ظلم سے بھی دور رکھیے

۶۔مجھے بچائے رکھیے جفاء سے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو برا بھلا کہنے سے (معاذ اللہ)

۷۔اے کاش میں اللہ تعالیٰ کا حامد بن جاؤں، اے کاش میں نبی ﷺ کا واصف بن جاؤں، ساری زندگی یہی کام کروں یہاں تک کہ میرا خاتمہ ہو جائے

۸۔بیشک نجم الامین بہت گنہگار ہے، لیکن اے کریم بندہ تو آپ ہی کا ہے، آپ اس کو بھی نیک بنا دیں
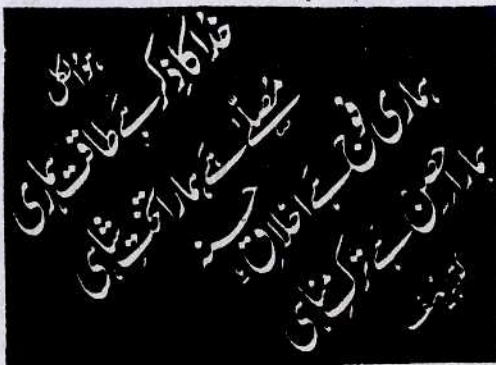
قطعہ تاریخِ شہادت

"شہادتِ عالی منزلت"

1348ھ

"فردوس والا غازی علم دین شہید"

1929ء

نبی* کی آن پر مٹنا ہے منشا دین و ایماں کا
بڑا ہی مرتبہ ہے دوستو اُس بندۂ حق کا

فدائے ساقیٔ کوثر*، غلام خواجۂ گیہاں
دل و جاں کر دیئے ناموسِ احمد* پر فدا تُو نے

مراتب مل گئے دونوں تجھے یکتائی کی صورت
کرے گا کیا بھلا کوئی جہاں میں ہمسری تیری

ہُوا ہے قابلِ تقلید غازی رہتی دُنیا تک
خدایا رحمتیں نازل تُو فرما بے بہا اس پر

یہی سرِّ حقیقت ہے یہی راہِ ہدایت ہے
میسّر آ گیا جس کو تقاضائے مشیت ہے

کسے معلوم ہے یہ جو بھی اس میں تیری عظمت ہے،
نہیں ہر ایک کے حصّے میں آسکتی یہ ثروت ہے

بنا غازی، ملی تجھ کو شہادت کی سعادت ہے
یہ اپنا اپنا جذبہ ہے یہ اپنی اپنی قسمت ہے

نمونہ اہلِ ایماں کے لئے تیری شہادت ہے
یہ فخرِ دین و ملّت عاشقِ آقا* کی تربت ہے،

ندا اس کی شہادت پر مجھے مہجورؔ آئی یہ
کہو "جنت مکاں پروانۂ شمعِ رسالت" ہے

1929ء

* صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سیّد عارف محمود مہجورؔ رضوی
گجرات

جشنِ میلادِ مصطفےٰ ﷺ کی تقریب سے لیبیا کے سربراہ مملکت

کرنل معمر القذافی کا روح پرور خطاب

ذکرِ مصطفےٰ ﷺ امت کے تمام مسائل کا حل

میلاد منانا اور سیرت اپنانا ساڑھے چودہ سو صدیوں سے اُمت مسلمہ کا طریقہ اور وطیرہ رہا ہے ہر عہد میں مسلمان شاہ و گدا ہمیشہ اپنے عظیم رسول ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کرنا اپنے لئے دارین کی سعادتوں کا سبب خیال کرتے رہے ہیں شاہ اربل سے لے کر سلطان محمود غزنوی تک بڑے بڑے حکمرانوں نے سرکاری سطح پر میلاد منانے اور سیرت اپنانے کے لئے بھرپور اقدامات کئے موجودہ عہد زوال میں لیبیا کے سربراہ مملکت کرنل معمر القذافی بڑے اہتمام سے ہر سال موسم میلاد میں ذکر رسول ﷺ کی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں آئندہ چند صفحات میں آپ کرنل معمر القذافی کا وہ روح پرور خطاب پڑھیں گے جو انہوں نے ایک سالانہ انٹرنیشنل میلاد کانفرنس کے موقع پر کیا تھا۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران گرامی!

محترم سامعین!

میرے پاس آپ کیلئے اپنے احساسات سپاس وتشکر کے اظہار کیلئے مناسب الفاظ نہیں جن کے ذریعے میں آپ حضرات کا شکریہ اداء کرسکوں کہ آپ دنیا کے دور دراز ممالک سے زحمت سفر برداشت کرتے ہوئے آج کائنات کی اس افضل اور بابرکت محفل میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے ہیں جو باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے تاریخی موقعہ پر افریقہ کے اس دور دراز علاقہ میں منائی جارہی ہے۔ یہ بات جہاں ہم سب کیلئے باعث فخر ہے کہ ہم سب یہاں کائنات کے برتر واعلیٰ نسبت سے یکجا ہوئے ہیں، وہاں بالخصوص افریقہ کے اس دور دراز خطہ کیلئے بھی وجہ اعزاز وتفاخر ہے کہ جس سے بہت کم لوگ واقف ہیں اور اس تقریب سعید نے اسے گمنامی کی تہوں سے نکال کر ایک بار پھر عالمی شہرت سے ہمکنار کردیا ہے۔ اس مبارک محفل میں پیش کیے گئے نثری ومنظوم شہ پاروں اور حمد ونعت کے وجد آفرین اور سحر انگیز خطبوں نے اس

صحرائے اعظم کی وسعتوں کو ہی لبریز نہیں کیا، دل کی دنیا میں معانی و مفاہیم کا در وا کر دیا ہے

مختصر یہ کہ اس صحرائے اعظم کے باسیوں کیلئے یہ دوسرا تاریخی موقعہ ہے جب وہ آفاقی اہمیت کے اس تاریخی اجتماع کا نظارہ کر رہے ہیں چنانچہ ایک ایسا ہی تاریخی اجتماع گذشتہ سال ٹمبکٹو شہر میں ایک ایسے ہی موقعہ پر منعقد ہو چکا ہے۔ آج کا یہ تاریخی اجتماع ایک مخصوص پس منظر موقعہ میں منعقد کیا جا رہا ہے جس کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے اور اس لحاظ سے یہ اجتماع ہمارے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، خاص طور پر ایسے حالات میں جب عالمی سطح پر پیغمبر اسلام ﷺ، قرآن کریم اور پوری امت مسلمہ کے خلاف ایک ظالمانہ یلغار جاری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ یلغار بالخصوص عراق اور افغانستان وغیرہ کے خلاف جارحیت کے بعد دیکھنے میں آ رہی ہے چنانچہ اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن کریم کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ جاری ہے جس نے پورے یورپ کے علاوہ سکنڈے نیوین ممالک کے دور دراز اور یخ بستہ خطے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کیا معلوم ہے؟ اور کس نے انہیں ان کے بارے میں بتایا ہے؟۔۔۔

ظاہر ہے کہ یہ لوگ نفرت اور نسل پرستی پر مبنی تعلیم دے رہے ہیں جو سکنڈے نیوین جیسے دور دراز خطوں تک جا پہنچی ہے۔

ہمیں الزام دیا جا رہا ہے کہ ہم (مسلمان) دہشت گرد ہیں، اور نفرت کو ترویج دیتے ہیں اور یہ کہ ہم دوسروں کو برداشت نہیں کرتے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم تو دوسروں کو برداشت کر رہے ہیں۔ ہم عیسائیوں کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام کے سمیت تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان و یقین رکھتے ہیں جن میں یہودیوں کے انبیاء بھی شامل ہیں۔ ہم ان تمام انبیاء پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور ہمارے ہاں ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔

اس کے برعکس دراصل اقوام مغرب ہی پیغمبر اسلام ﷺ کی منکر ہیں اور ان پر خدا تعالی کی طرف سے نازل کردہ کتاب مقدس قرآن کریم کو ماننے پر تیار نہیں۔ دراصل یہی اقوام مسلمانوں کے خلاف انتہا پسندی، تشدد اور دہشت گردی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ گویا جو کچھ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اصل صورتحال اس کے سراسر خلاف ہے۔

ذرا سوچیے، سکنڈے نیویا میں جو صحافی حضرت محمد ﷺ کی خیالی تصویر بنا رہا ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟

اسے کس نے بتایا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نامی ایک پیغمبر ہیں اور وہ آپ ﷺ کے بارے میں اس قدر علم و ادراک رکھتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتی، سماجی اور عام زندگی کے بارے میں مختلف گوشوں کی تصویر کشی کرنے لگتا ہے؟۔

چنانچہ ضرور کوئی طاقت ہے جو ان لوگوں کو اس نفرت انگیز اور کینہ پرور رجحان کی تعلیم دیتی ہے۔ اس تمام مہم کے پیچھے کوئی تو ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عداوت و دشمنی کے جذبات کو ہوا دے رہا ہے۔ کسی مسلمان کی یہ شان تو نہیں کہ حضرت عیسی، حضرت موسی، حضرت یوسف، حضرت اسحاق، حضرت ابراہیم، حضرت ہود، حضرت صالح علیہم السلام کے علاوہ ان 25 انبیاء کی شان میں گستاخی کا تصور بھی کرے جن کے ذکر معطر سے خدا تعالی کی مقدس کتاب قرآن کریم کے صفحات مزین ہیں اور قرآن کریم دراصل ان کی زندگی، ان کے حالات اور ان کی اصلی اور حقیقی تعلیمات کا محافظ بھی ہے اگر قرآن نہ ہوتا تو زمانہ قدیم کے ان انبیاء کی حقیقی تعلیمات آج دنیا میں کہیں بھی اپنی اصلی شکل و صورت میں نہ ملتیں۔

مسلمانوں کا یہ ایمان و یقین ہے کہ ان انبیاء میں سے کسی ایک کا انکار بھی ان کے عقیدہ اور ایمان کے منافی ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ ہم جب کسی نبی کا نام لیتے ہیں تو اس کے ساتھ علیہ السلام (Peace be upon him) کے الفاظ کہنا واجب سمجھتے ہیں اس کے برعکس تہذیب و تمدن اور اظہار رائے کی آزادی کی علمبردار یہ اقوام ہمارے نبی کا نام لیتی ہیں تو دشنام اور زبان درازی پر اتر آتی ہیں۔ چنانچہ یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ انتہا پسند اور تشدد پسند درحقیقت کون ہے؟۔

ہم اس سے قبل بھی کہہ چکے ہیں اور ایک بار پھر اعادہ کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ صرف ہمارے ہی نبی نہیں۔۔۔ ایسا سمجھنا دراصل ان اقوام کی بے خبری اور جہالت ہے۔۔۔ چنانچہ آپ ﷺ قیامت تک اس کائنات میں خدا تعالی کے واحد اور آخری نبی ہیں اور اس لحاظ سے دنیا بھر کی اقوام کے نبی بھی وہی ہیں حتی کہ سکنڈے نیوین اقوام کے بھی۔ چنانچہ انہیں بھی چاہیے کہ وہ بھی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لا کر اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لے لیں۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جن باتوں کا الزام ہم (مسلمانوں) کو دیا جا رہا ہے ان کا ارتکاب دراصل یہی اقوام مغرب خود کرتی دکھائی دیتی ہیں۔

چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ہم نفرت کی تعلیم دیتے ہیں۔ جبکہ یہ لوگ خود نفرت کی ترویج میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

اے بندگان خدا!! اگر ہمیں نفرت کی تعلیم دینا ہوتی تو ہم کم از کم قرآن کریم سے حضرت عیسی علیہ السلام کا اسم گرامی ہی مٹا دیتے جو قرآن میں ایک دو بار نہیں 25 بار مذکور ہے۔ اگر ہمیں اپنی نسلوں کو نفرت سکھانا ہوتی تو ہم قرآن کریم سے حضرت عیسی علیہ السلام کا نام ہی اوجھل کر دیتے!!!

حضرت مریم (علیہا السلام) کا ذکر قرآن میں 33 بار دہرایا گیا ہے۔ ہم نے تو کبھی اس پر خط تنسیخ نہ کھینچا۔ موسی علیہ السلام جو دراصل یہود کی طرف مبعوث کیے گئے تھے کا ذکر بھی قرآن کریم میں 136 بار دوہرایا گیا ہے۔ ہمیں تو کبھی خیال تک نہ گذرا کہ ان میں سے ایک عدد کی بھی کمی کر ڈالیں۔!!! اگر ہم نفرت انگیزی کرتے تو آج ان چیزوں کا اسلام کی تعلیمات میں کہیں ذکر نہ ملتا۔ کیا یہ اس بات کا قطعی ثبوت نہیں کہ قرآن کریم واقعی خدا تعالی کی سچی اور اٹل کتاب ہے۔ جس میں کسی کیلئے مجال تحریف نہیں۔ اور یہ کہ ہم (مسلمان) نفرت شعار نہیں، یہ دراصل اقوام مغرب ہیں جو نفرت کو ترویج دے رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسلمان ہی ہیں جن کو دنیا بھر میں اغیار کی طرف سے مخالفانہ یلغار کا سامنا ہے۔ اس کی واضح مثال عراق جیسے مسلم ملک پر طاقت کے بل بوتے پر ظالمانہ قبضہ بھی ہے، جس کے دوران وہاں کے صدر کو گرفتار کیا گیا اور پھر مسلمانوں اور عربوں کے سامنے پھانسی پر لٹکا دیا گیا ،جبکہ وہ اس صورتحال پر خندہ زن ہیں اور قہقہے بلند کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسرے اسلامی ملک افغانستان پر نیٹو کی افواج قابض ہیں۔ اور ہم نے فلسطینیوں کے حقوق کی طرف سے چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے۔ اب فلسطینی تنازعہ کا کوئی وجود نہیں رہا۔ فلسطینی پناہ گزینوں کے طور پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور یوں ان کا کام تمام ہوا مسلم امت کے خلاف دست درازی اور جارحیت اس حد تک بڑھ چکی ہے تو ہم مسلمانوں کا کم از کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ ہم اس چیلنج کا سامنا کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کا یوم پیدائش منا کر اس یلغار کا جواب دیں جس کے ذریعے آپ کی یاد دلوں سے محو کرنے، آپ کے یوم پیدائش منانے سے روکنے اور تعلیمی نصابوں سے قرآنی آیات نکال دینے اور الحادی اور گمراہ کن تحریکوں کے ذریعے اسلام کی صورت مسخ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

اسلام اور ہمارے عقیدہ کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے اگر ہمیں وہ تلواریں اور شمشیریں میسر آ

جائیں جن کا استعمال ہمارے مسلم آباؤ اجداد نے خیبر، بدر، احد، حنین اور کفر وارتداد کے خلاف اپنے دلیرانہ معرکوں اور دیگر مختلف فتوحات کے دوران کیا تھا ان میں بعض تلواریں سیف محمد ﷺ (محمد ﷺ کی تلوار)، سیف علی رضی اللہ عنہ، سیف حمزہ رضی اللہ عنہ، سیف عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سیف کے نام سے مشہور ہیں۔

اگر آج ہمارے پاس وہ خطوط مبارک محفوظ ہوتے جو نبی کریم ﷺ نے اس وقت کے عالمی سربراہوں کو لکھے تھے تو اس میں کیا نقصان تھا؟ کیا حرج تھا؟ ۔۔۔ وہ برچھیاں کہاں ہوئیں؟ زرہیں کہاں گئیں، تلواریں کدھر گئیں اور تیر و کمان کہاں گئے جن سے یہ مقدس یادیں وابستہ ہیں؟، یہ تمام اسباب وسامان حرب کہاں گیا؟ کیا یہ سب کچھ تباہ کر دیا گیا تا کہ یہ پتہ ہی نہ چلے کہ یہاں کوئی دین ومذہب بھی تھا۔ کوئی نبی بھی تھا جس کا نام مبارک محمد ﷺ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو درحقیقت ایک بڑے چیلنج کا سامنا ہے جس کا سامنا کرنا چاہیے۔ ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام صرف حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ہی نہیں بلکہ یہ دنیا بھر کے انسانوں کا دین بھی ہے اور ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا درحقیقت آخرت میں ناکام ونامراد رہیگا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے (ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین) جو کوئی بھی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اور طرز زندگی اختیار کریگا تو اس کا یہ طرز عمل ناقابل قبول ہے اور وہ آخرت میں وہ نقصان میں رہیگا۔

اور فرمایا: (ان الدین عند الله الاسلام) یعنی اللہ کے ہاں پسندیدہ طرز زندگی اسلام ہی ہے۔

چنانچہ حضرت محمد ﷺ اس دین کی تکمیل کی غرض سے دنیا میں تشریف لائے جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے ذریعے تمام آسمانی ادیان کی تکمیل ہوئی اسطرح کہ آپ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کیلئے اسلام کو ضابطہ حیات کے طور پر پیش فرمایا وہ ہی اسلامی دستور حیات جس کی تلقین سابقہ تمام انبیاء نے فرمائی تھی۔

چنانچہ ہم سب پر لازم ہے کہ اسی دین کا اتباع کریں۔ اب نہ تو دین موسوی کی کوئی گنجائش

ہے نہ دین عیسوی کی۔ اگر کوئی ان میں سے کسی ایک کی پیروی کریگا، وہ غلطی کا مرتکب ہوگا یہاں تک کہ
اگر آج حضرت عیسی علیہ السلام موجود ہوتے تو وہ بھی حضرت محمد ﷺ کی ہی اتباع کرتے۔

یہ بات ہم علانیہ کہتے ہیں۔ اور اس کیلئے ہم انٹرنیٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے علاوہ ابلاغ کا ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتے ہوئے اپنی آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتے رہینگے اور انہیں یہ بتائیں گے کہ تم غلطی پر ہو اور یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا گیا جبکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: (وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم) یعنی: انہوں نے نہ تو انہیں قتل کیا اور نہ سولی دے سکے بلکہ انہیں مغالطہ ہوا،، ۔ یہ سب خرافات ہیں اور بت پرستی کی شکلیں۔ ان کی دائیں بائیں کی تحریک کا بھی حضرت عیسی علیہ السلام سے کوئی واسطہ نہیں، نہ انہوں نے کبھی ایسا حکم دیا ہے۔ جیسا کا ارشاد خداوندی ہے: (ورھبانیة ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم) یعنی: انہوں نے یہ ترک دنیا کی بدعت خود سے گھڑ رکھی ہے، ہم نے انہیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا،،۔

چنانچہ ہم واضح طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر افریقہ کا کوئی باشندہ اپنے آپ کو مسیحی (عیسائی) قرار دے۔ یا کوئی یورپین مسیحی ہونے کا دعوی کرے۔ تو یہ سراسر غلط ہے۔ اسی طرح کسی امریکی کا ایسا دعوی بھی غلط ہوگا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام محض بنی اسرائیل کیلئے ہی حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کی غرض سے مبعوث فرمائے گئے تھے۔ (نہ کہ دیگر قوموں کیلئے) چنانچہ دیگر تمام امتوں کا ان مذاہب پر عمل پیرا ہونے کا دعوی غلط ہے۔

علاوہ ازیں جو لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کی تصاویر بناتے اور ان کی طرف رخ کرتے ہوئے دعائیں کرتے ہیں۔ شریعت میں اس کی تو کوئی اصل نہیں۔ یہ بت پرستی کے علاوہ کچھ نہیں۔ ہم نے اس پر حکم خداوندی (وجادلھم بالتی ھی احسن)۔ ''ان سے بحث وگفتگو کیلئے شائستہ انداز اختیار کرو،،۔ کے مطابق اعراض سے کام لیا مگر اس اعراض وسکوت کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ہم نے اب تک اس لیے خاموشی اختیار کیے رکھی کہ ہمارے لیے درشت کلامی کی گنجائش نہ تھی۔ اگر آپ ان سے کہیں کہ یہ بات غلط ہے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم متعصب ہیں اور یہ کہ ہم ان کو برداشت نہیں کرتے۔ جب (دوسروں) سے مراد یہ خود ہی ہوں لیکن (دوسروں) سے مراد اگر ہم

ہی ہو تو ان کے ہاں دشنام طرازی کی کھلی چھٹی ہے۔

میں صحرائے اعظم میں واقع نیجر کے شہر آغادیس کے اس تاریخی اجتماع میں شرکت کی غرض سے دنیا کے کونے کونے سے آپ کی تشریف آوری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ یہ عظیم اجتماع دراصل ان قوتوں کیلئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے جو اخلاق وتہذیب کی حدیں پھلانگ رہے ہیں۔

ابھی کل ہی کا واقعہ ہے کہ ایرانیوں نے برطانوی بحریہ کے افراد کو پکڑ لیا۔ انگریز اس پر بڑے سیخ پا ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے علاقائی سمندر میں تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری سمندری حدود برطانوی جزیرے کے اندر ہیں یا عراق میں؟۔ عراق برطانوی سرحد کا کب سے حصہ بن گیا ہے؟ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے باشندوں کو برطانوی علاقائی پانیوں سے گرفتار کیا گیا ہے۔۔۔۔

ایرانیوں کا کہنا ہے کہ ہم نے انہیں برطانیہ سے گرفتار کیا ہے یا عراق سے؟ اگر تو ہم نے انہیں برطانیہ میں تمہارے علاقائی سمندر سے پکڑا ہے تب تو تمہیں احتجاج کا حق ہے۔ اس کے برعکس اگر تم عراق میں ہو، اور عراق تمہاری ملکیت بن چکا حتی کہ عراق کے علاقائی سمندر برطانیہ کے علاقائی پانی قرار دیے جانے لگے!۔ چنانچہ وہ ایرانیوں کو کہتے ہیں کہ تمہیں ہمارے علاقائی پانیوں میں ہماری بحریہ کے لوگوں کو پکڑنے کا کوئی حق نہیں!!۔ آپ اندازہ کریں کہ معاملات کہاں تک جا پہنچے۔۔۔!!

انہوں نے ایک عرب ملک پر قبضہ کر رکھا ہے جہاں انہوں نے ایک امریکی کو وہاں کا حاکم بنا رکھا ہے۔ اور اگر یہی حال رہا تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ریاض سربراہ کانفرنس میں بھی آ دھمکے اور عرب سربراہان ایسی صورتحال کو بھی قبول کر لیں۔۔!!

اگر یہ شخص جس کا نام (پریمر) ہے۔ کیا اس کا یہی نام نہیں؟۔ جسے انہوں نے عراق کا حاکم بنا رکھا ہے، اگر اب یہاں موجود ہوتا تو سربراہ کانفرنس میں عراق کی نمائندگی کر رہا ہوتا۔ اور یہ لوگ کبھی انکار نہ کرتے۔ انکار کون کرتا ہے۔ کون پوچھتا ہے: تم کون ہو؟ یاد رکھو ہم حالات کا سامنا کرینگے

۔۔۔ اپنے ملک، عقیدہ ومذہب، عزت وشرف اور اپنی بقاء کا دفاع کرتے رہینگے۔

اب یہ بانسری بجانے والے چپ ہو جائیں۔ یہ ضعیف عاجزی اور درماندگی اور ابتری اور انحطاط کی سی حالت ختم ہونی چاہیے۔ جس کا مظاہرہ عرب اور مسلم حکمرانوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔

الحمد للہ۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب قیادت حکمرانوں کے ہاتھ میں نہیں رہی نہ ہی محلات سے احکامات جاری ہوتے ہیں۔ اب پہلے سے برعکس قیادت سڑکوں کی طرف منتقل ہو چکی ہے اور

قوموں کے فیصلے چوکوں، چوراہوں میں ہوتے ہیں۔ اب قیادت اور حکومت انقلابیوں کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ یہ سرکشوں اور باغیوں۔۔۔ اور دہشت گردوں کا دور ہے۔ چلو تھوڑی دیر انہیں دہشت گردوں کا نام دے دیتے ہیں۔

آج سبھی چھوٹے بڑے ممالک دہشت گردوں سے لرزہ براندام ہیں۔ یہ دہشت گرد کون ہیں؟ یہ حکمران نہیں، عام لوگ ہیں، ان کے پاس نہ مسلح فوج اور لشکر ہیں نہ تاج وتخت اور کاخ وقصور ومحلات۔۔ بلکہ یہ عام لوگ ہیں جن کے ڈر سے دنیا کی بڑی طاقتیں کانپ رہی ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم دہشت گردوں کے حامی ہیں یا ان کے علاوہ کسی اور کی حمایت کرتے ہیں۔

میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ آج کل قوموں کی تقدیر اور حالات میں تبدیلی کے فیصلے سڑکوں پر ہونے لگے ہیں اور ان تبدیلیوں میں عام شہری، یعنی ہم لوگ، عوام کا بنیادی کردار ہے۔ چنانچہ آج کل عوام کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور وہی اصل صاحب اختیار اور ارباب بست وکشاد قرار پاچکے ہیں۔

چنانچہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ آج کا دور ہمارا دور ہے۔ ہم ہی ارباب بست وکشاد ہیں۔ ہم اگر چاہیں تو سڑکوں پہ آگ لگا دیں۔ اشتعال کے شعلے بھڑکا دیں جنہیں بجانا نہ امریکا کے بس میں ہوگا اور نہ کسی اور کے۔

ہم نے گذشتہ موقعہ پر کہہ دیا تھا کہ ہم معاہدہ ٹمبکٹو کی پاسداری کریں گے۔ چنانچہ ایک سال گزر چکا ہے اور ہم اس معاہدہ کی پوری پابندی کر رہے ہیں۔ اس عرصہ کے دوران محض ایک معمولی سی خلاف ورزی ہوئی جس کا ذکر میں بعد میں اپنے ساتھیوں کیساتھ علیحدگی میں کروں گا۔

یہاں میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ معاہدہ ٹمبکٹو کے بعد سے بعض حکمرانوں پر کپکپی طاری ہے اور ان کی نیندیں اڑ چکی ہیں۔

ہم نے کہا۔ بھائیو۔ شور کی کوئی بات نہیں، ہم نے آخر ٹمبکٹو میں کیا ایسی کاروائی کر دی کہ آپ پریشان ہو رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں بلکہ تم نے ٹمبکٹو میں بڑا خطرناک کام کر دیا ہے!!

(خطرناک کام)۔۔؟ وہ کیا؟ کہتے ہیں: آپ نے وہاں ایک وسیع وعریض صحرائی سلطنت کی بنیاد رکھ دی جو ملک شام سے سینیگال تک پھیلی ہوگی۔۔

کیا واقعی کوئی مملکت قائم کر دی ہے؟! یا کوئی نئی سٹیٹ کھڑی کر دی ہے؟! ہم نے تو کوئی ایسا

کام نہیں کیا۔۔

ہم نے جو کچھ کہا تھا وہ بس اسقدر تھا کہ ہر ملک کی موجودہ سرحدوں کا مکمل احترام کیا جائے۔ ہم میں سے کون ہے، جس نے یہ کہا ہے کہ موجودہ سرحدوں کو تبدیل کر دو۔۔۔؟ کبھی نہیں۔۔۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا۔۔ لیبیا لیبیا رہے گا۔۔ الجزائر، الجزائر۔۔ سینیگال، سینیگال۔۔ اردن اردن ہی رہیگا۔۔ موریتانیا، موریتانیا، سوڈان، سوڈان یہ سب ممالک اپنے اپنے موجودہ مسلمہ نقشوں کے مطابق یوں ہی رہینگے۔۔ ہم نے کبھی انہیں تبدیل کرنے کو نہیں کہا ہے۔

بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم جو اس صحراء کے باسی ہیں۔ صحراء میں بکھرے ہوئے حیران وسرگردان، مارے مارے پھر رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ ہماری مٹی سیاہ سونے کی دولت سے مالا مال ہے اور ہم اس دولت سے فائدہ حاصل نہیں کر رہے۔ ہمارے ہاں پٹرول اور گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں، ہمیں ان سے استفادہ کرنے کا شعور نہیں گویا گائے ہم پال رہے ہیں اور اس کا دودھ سات سمندر پار کے لوگ اڑا لے جاتے ہیں!! ہم نے یہ کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم سب شمال والوں کیساتھ باہمی احترام اور مساوات کے اصول کی بنیاد پر پرامن زندگی بسر کریں اور اپنے شہروں بستیوں میں استحکام کی غرض سے امن وسلامتی پرمبنی ماحول پیدا کریں۔

کیا ہم نے جنگ کی کوئی بات کی ہے؟ یا لوٹ مار کی بات کی ہے؟ کیا ہم نے دہشت گردی کی حمایت کی ہے؟ یا ہم نے کہا ہے کہ ہم تشدد کو پسند کرتے ہیں؟

ہرگز نہیں۔۔ ہم ان چیزوں کے قطعاً خلاف ہیں پھر آخر ان حکمرانوں کو کیا ڈر لاحق ہے؟ اگر تو یہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ہم آزادی کی کوئی تحریک برپا کر رہے ہیں اور صحراء کی معدنی دولت میں حصہ دار ہونگے اور اس کی آمدنی ہمیں ملے گی۔ اور حکمرانوں کو یہ خوف لاحق ہے تو وہ اس میں حق بجانب ہیں۔

لیکن اس کا واضح مطلب ہے کہ یہ لوگ اس صحراء کی معدنی دولت سے ہمارا جائز حق دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ کم از کم صحراء کی دولت سے ہی۔ ہم سمندری دولت سے حصہ نہیں مانگتے۔۔ وہ یہی لوگ لے جائیں۔۔ ہمیں صرف صحراء کی دولت چاہیے جہاں سونا، پٹرول اور گیس کی دولت پڑی ہے۔ ہمیں یہ دولت دے دیں۔۔۔

ہم نہ تو اسلحہ چاہتے ہیں۔ نہ انقلاب چاہتے ہیں نہ علیحدگی چاہتے ہیں۔۔ ہم ان سب

چیزوں کے خلاف ہیں۔۔ہم علیحدگی کیسے اختیار کر سکتے ہیں۔۔مثلاً ہم ایک قبیلہ کے پاس آتے ہیں جہاں اردن سے شام سے عراق سے اور جزیرہ عرب سے مختلف وفود آئے ہوئے ہیں۔۔۔جہاں میں نے شمر شاہی صاحب کا خطاب سنا۔ پھر شمر اردنی صاحب کی باری آئی۔ پھر شمر عراقی تشریف لائے پھر الجزیرہ کے شمر صاحب آئے پھر حجازی صاحب، پھر شمر نجدی صاحب۔ معلوم ہوا کہ شمر کا یہ سارا قبیلہ ان مختلف ممالک میں بکھرا پڑا ہے۔

اب یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم شمر کے اس قبیلہ کو الگ الگ کر دیں؟ یہ نامعقول سی بات ہے۔۔ کیونکہ ہم دیگر قبائل کیساتھ سختی سے مربوط ہیں۔

اب الہوسا نامی قبیلہ کی طرف آئیں ان کی تعداد 20 ملین ہے اور یہ لوگ نیجر کے علاوہ نائجیریا اور ان کے پڑوسی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔۔کیا یہ معقول بات ہوگی کہ ہم ان سے کہیں کہ آزادی حاصل کرلو اور اپنی الگ ریاست قائم کرلو!!

اب ایک قبیلہ (الفولانی) کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ آپ کو بورکینا فاسو، سینیگال، مالی، ساحل العاج اور نیجر وغیرہ ممالک میں ملتے ہیں۔ اب یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ ہم ان سب کو اکٹھا کرنے کے بعد ان کی الگ ریاست بنا دیں؟۔۔

ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم ہر قبیلہ کیلئے الگ ریاست قائم کرینگے یا صحراء میں مستقل ریاست قائم کرینگے۔ ہم نے تو موجودہ سرحدوں کے احترام کی بات کی ہے چاہے ان کے اندر اندر براجمان حکمران قیامت تک اقتدار سے چمٹے رہیں، ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔

ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم صحراء کے اندر آزادانہ نقل وحرکت کرسکیں۔ اگر ہم میں سے کوئی اسلحہ سمگلنگ یا کرنسی، منشیات بردہ فروشی یا دیگر اشیاء کی سمگلنگ میں ملوث پایا جائے تو انہیں حق ہے کہ ایسے لوگوں کو گرفتار کرنے کے بعد ان پر قانون کے مطابق مقدمہ چلائیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں آزادانہ کام کرنے دیجیے۔ مگر دن کے اجالے میں۔ ہم معاہدہ ٹمبکٹو کی رو سے ہر ایسے شخص سے براءت کا اعلان کرتے ہیں جو سمگلنگ، غیر قانونی سفر، ممنوعہ سامان کی تجارت یا خلاف قانون سرگرمیوں میں ملوث پایا جائے۔

اور اگر صحراء کے قبائل میں سے کوئی قبیلہ میثاق ٹمبکٹو کے خلاف کوئی عمل کرتا ہے تو مقامی

قیادت کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کا محاسبہ کریں اس کے خلاف مشترکہ اقدامات کریں اور اس کو قبائلی رسم ورواج کے مطابق مناسب سزا دیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بھی شخص اس صحراء کے باسیوں اور ان میں بسنے والے قبائل کی نیک نامی کو داغدار کرے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں کے قبائل کی اپنی اخلاقیات ہیں ان کی اپنی مخصوص تہذیبی روایات ہیں، اپنے اصول اپنی تاریخ اور عزت وشہرت ہے۔ جن کی رو سے کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ سمگلنگ، منشیات فروشی، غیر قانونی نقل وحرکت یا دہشت گردی جیسی ناپسندیدہ کاروائیوں میں ملوث ہو۔

ہم نے یہی کچھ کہا ہے۔۔اور ہم بارہا یہ بات کہتے ہیں اور خوفزدہ حکمران یہ بات اچھی طرح سن لیں۔

اب مثال کے طور پر میں جب قبیلہ الطوارق سے ملتا ہوں یا ان کے ساتھ جنہیں یہ لوگ قبیلہ تمایق کے نام سے پکارتے ہیں۔۔جب ہم الجزائر میں ان لوگوں سے ملتے ہیں تو ان سے (خوش آمدید) کہتے ہیں آپ الجزائر کے قوم پرست شہری ہیں اور خوشحال، زندگی بسر کر رہے ہیں۔ خدا نے چاہا تو امن وسلامتی اور اتحاد الجزائر کا مقدر رہیگا۔۔ماشاء اللہ آپ کی حالت بڑی اطمینان بخش ہے۔ خیال رکھنا کوئی ایسی بات نہ کرنا، جو طوارق قبائل کیلئے بدنامی کا باعث بنے یا وہ انہیں ایک اقلیت تصور کرنے لگیں۔

اب ہم لیبیا میں رہنے والے (طوارق) قبائل کے لوگوں سے ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں ۔۔آپ لیبیا کے شہری ہیں خوش رہو ماشاء اللہ یہ آپ کا اپنا ملک ہے۔

ہم نیجر میں رہنے والے (طوارق) قبائل سے ملتے ہیں تو ان سے بھی یہی کہتے ہیں کہ نیجر تمہارا اپنا ملک ہے۔ خوشی سے یہاں رہو۔۔آباد رہو۔۔۔ ہم نیجر میں تمہارے لیے عنقریب ترقیاتی منصوبوں کا آغاز کرینگے۔ تمہیں نیجر میں وہی سہولتیں ملیں گی جو دیگر تمام قبائل کو حاصل ہیں، اور جن سے لیبیا اور الجزائر کے قبائل استفادہ کر رہے ہیں۔

ہم مالی میں جاتے ہین تو وہاں بھی یہی بات دہراتے ہیں اور وہاں کے (طوارق) قبائل سے کہتے ہیں کہ تم بھی سنگالی، برابش، بمباری، الفولانی، الموسی قبائل کی طرح ہی یہاں کے شہری ہو تم سب ایک ہی طرح کے اصلی شہری ہو۔

کیونکہ یہ بات ہمارے بس میں نہیں کہ ہم ان سے کہیں کہ جاؤ اور اپنی الگ طوارق ریاست

قائم کرلو۔اسی طرح (بمباری) اپنی الگ حکومت قائم کرلیں، الموسی اپنی سلطنت بنالیں۔۔الفولانی بھی اپنی ریاست بنالیں۔۔(یروبو) اپنی ریاست قائم کرلیں۔۔الہوسا بھی اپنی سلطنت بنادیں۔۔(ٹیبو) اپنی حکومت قائم کرلیں۔۔(القذاذفۃ) اپنی حکومت بنالیں۔۔ورفلہ اپنی مملکت حاصل کرلیں اوراسی طرح (الفرحان) قبائل بھی اپنی مستقل ریاست قائم کرلیں۔۔۔

یہ نامعقول بات ہے۔

مختصر یہ کہ ہم لوگ مختلف قبائل کی شکل میں کئی ایک ممالک میں بکھرے پڑے ہیں۔ایسی صورت میں قبائل کوالگ الگ کرنا ہمارا مقصد نہیں۔اس کے برعکس ہم ان تمام ممالک کوایک متحدہ بلاک کی شکل دینا چاہتے ہیں۔

چنانچہ ٹمبکٹو کی سرزمین سے ہماری یہ دعوت الجزائری حکومت کے مفاد میں بھی ہے مالی میں قائم حکومت کے مفاد میں بھی ہے نیـــجــر کی حکومت کا بھی اس میں فائدہ ہے یہ بات لیبیا کی عوامی حکومت کے نظام کیلئے بھی مفید ہے اور مصر، اردن، جزیرہ عرب، شام اور سوڈان وغیرہ سب ممالک کا مفاد بھی اسی میں ہے۔

مثال کے طور پر اگر ہم اریٹیریا میں آباد قبائل (الرشایدہ) سے کہیں کہ اپنی الگ ریاست قائم کرلو۔اب جبکہ یہ قبائل سوڈان اور ارض حجاز میں بھی پائے جاتے ہیں سمندر کے راستے اپنی ریاست کیسے قائم کریں؟ البتہ سب کے سب الرشایدہ قبائل اپنی آبائی سرزمیں حجاز کولوٹ جائیں تو یہ الگ با ت ہے۔وہ ایسا کرلیں۔

اسی طرح اگر (الطوارق) قبائل لیبیا آنا چاہیں اور کہیں کہ یہ ہمارا ملک ہے۔تو ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے۔۔بے شک آجائیں اگر تبو قبائل اپنے ملک کوواپس آنا چاہتے ہیں اور کہیں کہ ہم چاڈ کوواپس جانا چاہتے ہیں اور مثال کے طور پر اس کیلئے وہ بلبمہ، تجرھی وغیرہ علاقوں کے راستے سے آنا چاہتے ہیں۔۔تو بہت اچھا۔۔آجائیں۔۔اگر وہ کہتے ہیں نہیں، ہم تو لیبیا جانا چاہتے ہیں۔تو ہم انہیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔الہوسا کہتے ہیں کہ ہم نیـجر سے اکتا گئے ہیں اور نائیجیریا جانا چاہتے ہیں۔۔یہ بھی ممکن ہے کہ الموسی قبائل سب کے سب بورکینا فاسو میں اکٹھے ہوجائیں۔۔بخدا!!! اگر وہ چاہتے ہیں تو انہیں اس کی پوری آزادی ہے۔

لیکن ہم انہیں کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ الگ الگ ہوجاؤ۔ہم انہیں ہرگز علیحدگی کا مشورہ نہیں

دیتے۔۔ہم انہیں کشت وخون اور لڑائی کا نہیں کہتے۔۔نہ مشکلات پیدا کرنے کی تلقین کریں گے ۔اب یا تو ان لوگوں کو ہماری باتیں سمجھ نہیں آتیں۔۔یا پھر سامراجی طاقتیں ہی انہیں کوئی الٹی پٹی پڑھا رہی ہیں۔یا پھر انہیں ہمارے اب تک کے کارناموں کے متعلق کوئی خبر نہیں۔!! اتحاد کی شکل میں، جس کا میں نے ابھی آپ سے ذکر کیا، ہم اسلحہ اٹھالیں گے، اور کسی بھی سامراجی طاقت کی طرف سے صحراء میں مداخلت، سامراجی اڈوں کے قیام یا حملہ کی صورت میں ہم لڑیں گے۔ہم نے کہہ دیا ہے کہ اگر کبھی کسی سامراجی نے صحرا میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم یہاں کی ریت کو دشمنوں کیلئے شعلے، اس کے پتھروں کو دھکتے انگارے اور اس کی ہوا کو ان کیلئے گیس بنا کر رکھ دینگے جس سے یہ گھٹ کر مرجائیں گے۔ہاں، بخدا ایسا ہی ہوگا۔

اور تم تو دیکھ ہی چکے کہ صحراء میں کیا ہو رہا ہے۔اگر کسی بھی سامراجی نے صحراء میں گھسنے کی کوشش کی۔۔کسی بھی شکل میں تو ہم تمہیں ایسی صورت میں اسلحہ سنبھالنے کا حکم دینگے اور کہیں گے کہ صحراء کی آزادی کیلئے قتال شروع کردو اور سامراجیوں کو سمندر سے پرے دھکیل دو۔البتہ اس کے علاوہ ہم کبھی ہتھیار نہیں اٹھائیں گے اور نہ سرحدوں کو پامال کرنا ہمارا مقصد ہے۔

لیکن اتنی آزادی ہمیں ضرور ہونا چاہیے کہ ہمیں آمدورفت کی پوری آزادی ہو اور ہم لیبیا، الجزائر، الحزائر اور مالی، مالی اور نیجر، نیجر اور نائجیریا، نائجیریا اور کیمرون، کیمرون اور چاڈ، چاڈ اور سوڈان، اردن اور مصر، مصر اور شام، عراق اور شام کے مابین آزادی سے اور قانون کے مطابق سرحد عبور کرسکیں، چھپ کر نہیں۔ہم منشیات فروش نہیں۔۔نہ ممنوعہ اسلحے کا کاروبار کرتے ہیں کہ چھپ کر سرحدیں عبور کریں۔

ہم آخر چوری چھپے ایسا کیوں کریں۔۔یہ ہمارے شایان شان نہیں۔اور پھر یہ تمام ممالک سیاسی جماعتوں اور انتخابات کے ذریعے جمہوری نظام میں منسلک ہیں، جس کی رو سے ہم جمہوری اصولوں کے تحت بھی اپنا حق حاصل کرنے کے روادار ہیں۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دارفور میں مسلح جدوجہد کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔۔ہرگز نہیں ۔اس کے برعکس ہزاروں لوگ بے فائدہ مارے گئے۔دارفور سے کچھ لوگ خرطوم آگئے۔اور اب یہ لوگ وہیں موجود ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاس اس چیز کی کمی ہے۔اور ہمارے پاس یہ نہیں اور وہ نہیں

بہت خوب ! دارفور میں تمہارے پاس کسی چیز کی کمی نہ تھی ۔۔ کیوں کہ خرطوم میں کم از کم سڑکیں تو ہیں ۔۔ بجلی نہیں ۔۔ تم مشرق ومغرب میں جہاں بھی چلے جاؤ ۔۔ ہر جگہ تمہیں کمی کا سامنا تو کرنا پڑے گا ۔۔ چاہے الرشایدہ (قبائل) کے پاس چلے جاؤ یا النوبہ کے ہاں اس سے زیادہ تو کسی کے بس میں نہیں ۔۔ ملک کے وسائل اسی قدر ہیں ۔۔ آؤ انہیں آپس میں تقسیم کرلو ۔۔

لہذا ہم ایک بار پھر کہتے ہیں کہ جب عوامی کانگرسوں عوامی کمیٹیوں کے ذریعے عوام کا اقتدار، عوام کی حکومت قائم ہو جائے گی ۔۔ بجٹ اور میزانیہ لوگوں کے اپنے ہاتھ میں ہوگا ۔ جب لوگ خود قانون سازی کرینگے تو یہی ایک راستہ ہے، جس کے ذریعے ہر قسم کی محاذ آرائی اور کشمکش کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

اب دیکھیں ۔۔ پیسے لوگوں کے اپنے ہاتھ میں ہیں ۔۔ آپ جتنا چاہتے ہیں خرچ کرلیں ۔۔ بجلی کیلئے کتنی رقم درکار ہے لے لیجیے ۔۔ سڑکوں کیلئے ۔۔ تعلیم کیلئے ۔۔ صحت کی سہولتوں کیلئے کتنی رقم ضرورت ہے ۔ لیبیا میں یہی کچھ ہو رہا ہے ۔۔ جہاں پٹرول کی ساری آمدنی عوامی کانگرسوں کے ذریعے لوگوں کے اپنے ہاتھ میں ہے ۔۔ 30 ہزار کمیونٹیوں میں 3 ملین لیبین کام کر رہے ہیں جہاں پٹرول کی تمام آمدنی ان کے سامنے میز پر رکھ دی جاتی ہے اور انہیں کہا جاتا ہے یہ لو ۔۔ تقسیم کرلو ۔۔ صحت کیلئے ۔ زراعت کے شعبے کیلئے ۔۔ صنعت کیلئے جس قدر ضرورت ہے لے لو ۔۔

اس کے بعد ہر شخص اپنا حصہ لیتا ہے اور جن چیزوں کی کمی دیکھتا ہے وہاں صرف کرتا ہے ۔ ہر ایک کیلئے اس کے علاقے کا ایک بجٹ مخصوص ہے جسے وہ حسب خواہش حسب منشا خرچ کرتا ہے ۔ کسی کا اس کے کام سے کوئی واسطہ نہیں ۔۔ ایسا صرف ایک (جماہیریہ) پبلک سٹیٹ ہی میں ممکن ہے، جہاں خالص عوامی نظام اور عوام کی حقیقی حکومت کی عملداری ہوتی ہے۔

میں اس موقعہ پر یہاں موجود صحافی حضرات سے بھی کچھ بات کرنا چاہتا ہوں ۔ باوجود یکہ ان میں ایک بڑی تعداد اس مسئلے سے غیر متعلق ہے کیونکہ وہ دور دراز خطوں سے تشریف لائے ہیں ۔ اس ملک کی تاریخ اور اس کے شمالی خطہ سے متعلق موجودہ صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے میں خاص طور پر ان لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں، جو تاریخ سے واقفیت کے علاوہ علم وثقافت اور سیاسی شعور وادراک کے ساتھ ساتھ حالات کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں ۔۔۔ نہ کہ سطحی اور سرسری نظر رکھنے

والے ۔۔۔ یہ علاقہ جہاں ہم اس وقت موجود ہیں بحر اٹلانٹک سے اس خطہ کے آخر تک جو زرخیز سبز ہلالی علاقہ کہلاتا ہے، اس خطہ کو آجکل کچھ اس قسم کے حالات کا سامنا ہے جیسے اس سے قبل مختلف تاریخی ادوار میں اسے پیش آتے رہے ہیں اور ان میں وہ عرصہ بھی قابل ذکر ہے جس کے دوران عباسی خلافت اپنی کبرسنی اور کہن سالی کے مرحلے کو پہنچنے کے بعد ضعف، کمزوری اور زبوں حالی کی سی حالت کے باعث، اندرونی طور پر دوبارہ اٹھنے کے قابل بھی نہ رہی تھی چہ جائیکہ بیرونی دشمن کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتی ۔ یہ علاقہ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا، اور جو اس وقت عباسی سلطنت کے زیر تسلط تھا، آج کل ایک بار پھر اسی قسم کے حالات سے دوچار ہے، جہاں کمزور اور لاغر حکومتیں، مریل قسم کے حکمران، ناز ونعمت میں غرق، فربہ، اور عیاش امراء واغنیاء اور نشہ سے بدمست مخمور ذمہ داران وافسران جنہیں رعایا کی بدحالی وزبوں حالی کی مطلق پروا نہیں ۔ افریقہ کے شمال اور مشرق میں حد سے بڑھتی ہوئی سماجی وطبقاتی تقسیم، گروہ بندی وفرقہ پرستی ٹکڑوں میں بٹی حکومتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں، دست بگریباں حکمران اور قبائلی شیوخ وسرداران کے مابین جاری محاذ آرائیاں، شورشیں اور آویزشیں، ایک دوسرے کے خلاف تحریکیں، بغاوتیں اور مذہبی تعصب اور ٹکراؤ کی کیفیت، جن سے افریقی خطہ کے ممالک آج کل دوچار ہیں۔

تاریخ دان، سیاستدان اور تجزیہ نگار جو سیاست اور سیاسی علوم سے دلچسپی رکھتے ہیں میری مراد ان لوگوں سے ہے جو سیاسی علوم کا مطالعہ کرتے ہیں آج کل کے حکمرانوں کی طرح کے سیاستدان نہیں ۔۔۔ کہ یہ کوئی سیاست نہیں ۔۔۔ بلکہ سیاسی علوم کے فارغ التحصیل جو سیاسی علوم، تاریخ اور سماجی علوم کا فہم وادراک بھی رکھتے ہیں، ان حالات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں، جن کا اس خطہ کو عباسی سلطنت کے آخری دور میں سامنا کرنا پڑا تھا۔

آج کل یہاں ایک طرح کی شکست وریخت کی سی کیفیت موجود ہے جس کا اعتراف کیے بغیر ہمارے لیے چارہ کار نہیں ۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان قوتوں کا کھوج لگائیں جو اس کیفیت کو مزید گہرا کرنے کی کوشش میں ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے ان سامراجی طاقتوں کا ہاتھ ہے جو اسلام کے علاوہ عربوں اور اہل فارس کی بھی دشمن ہیں ۔۔ البتہ یہ (دوسرے) کون ہیں جن کے بارے میں یہ اکثر بات کیا کرتے ہیں جب ہم سے کہا جاتا ہے کہ (دوسروں) کو قبول کرو ۔ اور (دوسروں) کو اپنے اندر جذب کرو ۔ جبکہ یہ (دوسرے) نہ تو ہمیں برداشت کرنے کو تیار ہیں نہ ہمیں

اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ ایسا آخر کیوں ہے؟ ہم بھی تو ان کیلئے (دوسرے) ہیں۔ یہ (دوسرے) جن سے متعلق یہ ہمیں کہتے ہیں کہ انہیں اپنالو ان سے گفت وشنید کرو، انہیں اپنے اندر جذب کرو۔ اس کا مقصد دراصل اسی شکست وریخت اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل کی تکمیل ہے اور شاید اس کے پیچھے انہی کا ہاتھ ہے۔

اب تو انہوں نے اسلام کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک طرف شیعہ اسلام ہے اور دوسری طرف سنی اسلام ہے جب کہ یہ محض من گھڑت چیز ہے۔ بدعت ہے۔ (ما انزل اللہ بہا من سلطان) ایسی بدعت جس کی کوئی سند اور دلیل اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی۔ حضرت محمد ﷺ نے تو کبھی یہ نہیں کہا کہ میں تمہارے لیے شیعی اسلام یا سنی اسلام لے کر آیا ہوں؟!

چنانچہ یہ ایک بدعت ہے۔ ایسی بدعت جس کی خبر اب وائٹ ہاؤس والوں کو بھی ہو چکی ہے۔ آپ حیران ہونگے کہ امریکی صدر بھی آج کل شیعہ سنی کی باتیں کرنے لگا ہے جب کہ اسے شیعہ سنی کا مطلب تک معلوم نہیں۔ بلکہ وہ تو ان الفاظ کے درست تلفظ کی بھی قدرت نہیں رکھتا! چنانچہ جب ہم شیعہ کی بات کرتے ہیں جو خلافت کیلئے محاذ آرائی کے دوران حضرت علی کے طرفدار بن گئے تھے، اس کے بعد اثنا عشریہ۔ ساتویں امام اور حضرت امام جعفر الصادق کا دور آتا ہے۔

کیا امریکی صدر مسئلے کی ان تمام تفصیلات سے واقف ہے؟! چنانچہ میں نے اس سے ایک نتیجہ اخذ کیا ہے، شروع میں میں یہ بتاتا چلوں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ دراصل عربوں کو ایران اور ایرانیوں کو عربوں کے خلاف صف آراء کر رہے ہیں تاکہ اس کے بعد شیعہ سنی کے تنازعے کو ہوا دی جاسکے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم پہلے مسلمان ہیں یا پہلے شیعہ اور سنی؟! اور یہ تقسیم کس کے مفاد میں ہے؟ دراصل اس سے انہی (دوسروں) کے مقاصد پورے ہو رہے ہیں جن کا ذکر ابھی میں کر چکا ہوں۔ چنانچہ اس سے مسلمانوں کے سامراجی دشمنوں کے مفادات پورے ہو رہے ہیں۔ آج کل عرب اور مسلمان حکومتوں کو جس زبوں حالی کا سامنا ہے یہ بعینہ انہی حالات سے مشابہ ہیں، جو سلطنت عباسیہ کو اس کی پیرانہ سالی اور گروہ بندی کے دور میں درپیش تھے۔ اور دسویں صدی عیسوی کی ابتداء تک صورت حال اسی طرح تھی۔

چنانچہ ایک طرف شمالی افریقہ میں۔۔۔ یہ محض چند مثالیں ہیں۔۔۔ مختلف قسم کی شورشیں برپا تھیں۔ اور یہ علاقہ مختلف ریاستوں مثلاً، دولت مدراریہ، رسولیہ، ادریسیہ اور غالبیہ وغیرہ میں بٹا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ مختلف دینی اور مذہبی گروہوں کے مابین فرقہ وارانہ منافرت اور خوارج اور غیر خوارج اور اہل بیت اور خوارج کے مابین اختلافات بھی عروج پر تھے۔ چنانچہ خوارج کی طرح اہل بیت اور شیعہ میں سے بھی ہر ایک کئی ذیلی گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔

امامیہ اور نسلی قسم کے فرقوں کے درمیان اختلافات بھی تھے اور مختلف قبائل ایک دوسرے کے خلاف باہمی دست بگریباں تھے۔ ان میں زناتہ، کتامہ اور صنہاجہ نامی عربی بربر قبائل بھی تھے جو بنو ھلال نامی عربوں سے پہلے یہاں آباد ہو چکے تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے خلاف لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

یہ عرب بربر قبائل اس زمانہ میں بھی ایک دوسرے کے خلاف لڑتے تھے جیسے آج کل مختلف قبائل کے مابین لڑائیاں دیکھنے میں آرہی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کچھ شمالی افریقہ کے علاوہ اس تمام خطہ میں لڑ رہے تھے اور کچھ دوسرے مصر شام اور دیگر علاقوں میں۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ دسویں عیسوی کے آغاز میں سلطنت فاطمیہ کے نام سے ایک مملکت قائم ہوئی جس نے شمالی افریقہ کے ممالک کیلئے ایک چھتری کی حیثیت اختیار کر لی جس کے سایۂ عاطفت میں یہ تمام قبائلی، مذہبی، سیاسی اور نسلی اختلافات دب کر رہ گئے اور اس خطہ میں نیا فاطمی تشخص ایک مشترکہ قومی شناخت کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ یہ سلطنت 260 سال تک قائم رہی اور یہ مشرقی عرب علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

مہدیوں کے زوال کے بعد قاہرہ سلطنت فاطمیہ کا دارالحکومت بنا جو زوال پذیر سلطنت عباسیہ کی جانشین تھی۔ عباسی سلطنت اس وقت تک اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ اس کے اندر مختلف شورشوں اور کرائے کے فوجیوں کی طرف سے حملوں کے مقابلہ کرنے کی بھی سکت نہ رہی تھی جو دراصل اصل حکمران بن چکے تھے اس کے برعکس عباسی سلطنت اپنی بقاء کیلئے انہی گروہوں کی دست نگر بن چکی تھی۔ چنانچہ فاطمی سلطنت ایک نئی (جوان سال) نوخیز سیاسی طاقت کے طور پر ابھر کر سامنے آئی جس کی نسبت قدرتی طور پر سیدہ فاطمہ الزہراء کے نام مبارک سے تھی۔ الازھر (یونیورسٹی) کا قیام بھی اسی دور میں عمل میں آیا جسے سلطنت فاطمیہ کے شاندار تاریخی قلعے کی حیثیت حاصل تھی۔ مصر کی الازھر (یونیورسٹی) سیدہ فاطمہ الزہراء بنت رسول کریم کی طرف منسوب ہے جن کے نام سے سلطنت فاطمیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ جو 260 سال قائم رہی۔ اس دوران قاہرہ کی بنیاد رکھی گئی جو فسطاط نامی شہر کے بجائے فاطمی سلطنت کا دارالخلافہ قرار پایا۔

اسطرح اس علاقہ میں 260 سال تک مثالی امن واستحکام رہا۔ جو ایک مشترکہ تشخص اور متحدہ قومی شناخت کا ثمر تھا۔اس دوران ڈھیلی ڈھالی فاطمی سلطنت کی طرف سے سلطنت کے اندر بعض چھوٹی داخلی اور خودمختار ریاستوں کے وجود سے بھی کوئی تعرض نہ کیا گیا۔اس کا یہ اثر ہوا کہ کتامہ اور صنہاجہ اور اس قسم کے مختلف قبائل اور مذہبی فرقوں کے مابین جاری کشمکش اور محاذ آرائی پس منظر میں چلی گئی۔اور سب نے فاطمی شناخت اختیار کر لی جو بالآخر سلطنت کے اندر استحکام کا باعث بنی۔اب کہا جاتا ہے کہ شیعہ ایران میں ہیں اور یہ فارسی نسل تک محدود ہیں اور اہل سنت سے مراد عرب نسل کے لوگ ہیں۔جبکہ یہ جھوٹ اور مغالطہ ہے اور ایسی رائے رکھنے والے لوگ سراسر جاہل اور تاریخ سے ناواقف ہیں۔اس کے برعکس پہلی شیعہ ریاست شمالی افریقہ میں قائم ہوئی تھی۔

فاطمیہ سلطنت پہلی شیعہ مملکت تھی جو 260 سال قائم رہی۔ایران میں شیعوں کی ریاست کب قائم ہوئی؟ کبھی نہیں۔۔ایران میں کبھی بھی شیعہ ریاست قائم نہیں رہی۔

شمالی افریقہ۔اور اس میں بالخصوص یہ علاقہ جہاں ہم اس وقت موجود ہیں۔جہاں بھی چلے جاؤ۔ان کی عادات وروایات کے بارے میں معلوم کرلو۔آپ دیکھیں گے کہ یہ ان کی تمام عادات وروایات شیعوں والی ہیں یوم عاشورہ منانا، یوم عاشورہ کے موقعہ پر ماتم کرنا، عاشورہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یاد منانا، ان کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے کہانیاں بیان کرنا۔اپنے آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت سے منسوب کرنا۔۔وغیرہ۔حضرت معاویہ کو تو یہ جانتے ہی نہیں، مصر سے لے کر بحر اٹلانٹک کے آخری کنارے تک گھوم پھر کر دیکھ لیں۔آپ کو کوئی ایک بھی معاویہ نام کا آدمی نہ ملے گا۔ سب کے ہاں علی، فاطمہ، خدیجہ، حسن اور حسین وغیرہ جیسے اہل بیت والے ناموں کا ہی رواج ہے۔پھر جب ان دنوں دینی اور مذہبی رجحان عام ہوا۔اور ایسی بحثیں چل رہی ہوں کہ امامت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔۔تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خاندان نبوت سے زیادہ اس کا بھلا کون حقدار ہوسکتا ہے؟ آجکل کے حکمرانوں سے زیادہ تو اہل بیت ہی امامت وسیادت کے حقدار ہیں۔۔نہ کہ ان کے سوا کوئی اور۔۔۔

جب ہم مذہبی پس منظر میں مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ اسے مذہبی رنگ دے رہے ہیں۔۔تو سوال یہ ہے کہ یہ خود ہی اپنے آپ کو اس قضیہ میں ملوث کر رہے ہیں جب یہ کہتے

ہیں کہ سنی شیعہ کے خلاف اور عرب فارسیوں کے خلاف عداوت رکھتے ہیں۔آخر انہیں کس نے یہ بات سجھادی ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ غیر ملکی قابض طاقتوں اور توسیع پسند صیہونیوں کی ذہنی اختراع ہے۔یہ سب کچھ کیا ہے، جبکہ تم نے اپنے آپ کو شیعہ سنی کے آویزش میں الجھا رکھا ہے۔تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ شیعہ ایران میں نہیں ہیں۔

شیعہ شمالی افریقہ میں پائے جاتے ہیں، منظر الٹ چکا ہے۔۔معاملات باہم کچھ اس طرح خلط ملط ہوگئے کہ انہیں اس کا کبھی گمان بھی نہ ہوا ہوگا۔

چنانچہ ہم آج کل شمالی افریقہ کے اندر اس دور کی دوسری سلطنت فاطمیہ کے قیام کی سمت گامزن ہیں۔جس کے اندر ہمیں مشترکہ فاطمی شناخت حاصل ہوگی۔جہاں صرف عرب اور افریقہ کے بربر ہی یکجا نہ ہونگے، مختلف الخیال جماعتیں، گروہ اور فرقہ، دائیں بازو والے، بائیں بازو والے انتہا پسند اور تشدد پسند سبھی ایک ہی رنگ میں رنگے جائیں گے اور آپس میں گھل مل جائیں گے۔

اسطرح نہ صرف یہ کہ شمالی افریقہ میں جاری محاذ آرائی کا خاتمہ ہوگا، بلکہ الجزائر، سوڈان، مصر اور صحرائے اعظم کے علاقوں میں جاری تصادم اور خونریزی سے بھی نجات کی صورت پیدا ہوگی۔جب ہم سبھی فاطمی رنگ میں ڈھل جائینگے تو پھر تمام قبائلی، مذہبی اور نسلی لڑائیاں اور محاذ آرائیاں کافور ہو جائیں گی۔ہم عرب بھی ہیں اور شیعہ بھی، کیا تم ہی نے یہ نہیں کہا کہ شیعہ فارس کے رہنے والے ہیں؟!

ہم شمالی افریقہ میں سب کے سب عرب ہی تو ہیں۔شمالی افریقہ میں سو فیصد عرب آباد ہیں۔ جنہیں ہم بربر کے نام سے پکارتے ہیں اصل میں یہی لوگ خالص عربی النسل ہیں۔یہ صرف فرانس اور مغربی سامراجی ہی ہیں جو انہیں عرب تسلیم نہیں کرتے۔چنانچہ جو کوئی بھی ان کی بات مانے گا خود ذمہ دار ہوگا۔یاد رکھیں کہ شمالی افریقہ عرب بھی ہے اور شیعہ بھی۔۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ سارا منظر ہی الٹ چکا تم ہمیں کہتے ہو کہ صرف فارس کے لوگ ہی شیعہ ہیں۔۔نہیں۔جھوٹ ہے۔۔عرب شیعہ ہیں۔۔وہ کیسے؟

وہ یوں کہ شیعہ فاطمی سلطنت دراصل شمالی افریقہ میں قائم ہوئی تھی نہ کہ ایران میں اور ہم اسے دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہیں اور ان تمام قوتوں سے اپیل کرتے ہیں، جو پہلی فاطمی سلطنت میں شامل تھیں، کہ وہ دور جدید کی دوسری سلطنت فاطمیہ کے قیام کیلئے اٹھ کھڑی ہوں۔شرط صرف یہ ہے کہ نئی سلطنت کو سابقہ تمام آویزشوں سے دور رکھنا ہوگا چاہے وہ مذہبی اور فرقہ وارانہ ہوں، امامت

وحکومت سے متعلق ہوں یا زمانہ قدیم میں رائج مغالطہ آمیزیاں اور توھمات، اس دور میں ان کی کوئی گنجائش نہیں۔

ہمیں آج اس سے کوئی غرض نہیں کہ جعفر الصادق نے موسیٰ الکاظم کے حق میں وصیت کی تھی یا انہوں نے اپنے بعد وراثت اور امامت کی ذمہ داریاں اسماعیل کو سونپی تھیں۔۔ یہ جعفر الصادق، اسماعیل اور موسیٰ الکاظم کا اپنا مسئلہ ہے اوران کا دور ختم ہو چکا، اللہ ان سب کی مغفرت فرمائے۔

نہ ہی ہمیں اس سے سروکار ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں سے کون خلافت کا زیادہ حقدار تھا۔ اور پھر خلافت کا دین ومذہب سے کچھ تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ محض دنیاوی حکومت کیلئے اکھاڑ پچھاڑ تھی اور بس۔۔۔ لیکن جب انہیں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کون حکمران بنے؟ تو نبی کریم ﷺ تو حکمران نہ تھے۔ وہ تو نبی تھے اور بس۔۔ ان کے وفات پانے کے بعد نہ تو ان کا کوئی بیٹا تھا نہ وارث اور نہ ہی کوئی وصی اور نائب۔۔ اور اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ کے عرب ہیں یا جزیرہ عرب کے باشندے ہیں۔ ہم میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ ان پر تو وحی نازل ہوئی تھی۔ اب ہمیں ان کی وفات کے بعد کیا کرنا چاہیے۔

اگر ہم کسی کو علامتی طور پر خلیفہ مقرر کر لیں۔ باوجود یہ کہ خلیفہ غلط ہے۔ نبی کریم ﷺ کا کوئی خلیفہ نہیں۔ نہ آپ کے بعد کوئی آپ ﷺ کی جگہ لے سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہا اے اللہ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر بنا دیجئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ اگر خدا تعالیٰ ان کی دعا قبول نہ فرماتے تو ہارون کبھی ان کے وزیر نہ بن پاتے۔

چنانچہ لوگوں نے رائے دی کہ ہمیں کم از کم کسی کو تو حاکم بنا دینا چاہیے۔ جو امور حکومت عملاً انجام دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی پہلے ایسے شخص ہونے چاہئیں۔ اگر تو یہ انتخاب اہل بیت سے نسبت اور تعلق اور حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری اور نبی کریم ﷺ کی قرابت کی بنیاد پر ہونا تھا تو ظاہر ہے کہ حضرت علی اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے۔ اور اگر فیصلہ بزرگی، کبر سنی علم وحکمت وحسن تدبیر اور مال ودولت کی بنیاد پر ہونا ہے تو ممکن ہے دولت وثروت اور نبی کریم ﷺ کے صدیق ہونے کی وجہ سے۔۔۔ قرعہ فال حضرت ابوبکر الصدیق کے نام نکلتا۔۔۔

جب نبی کریم ﷺ کو نبوت عطاء ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر 12 سال تھی، جبکہ

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی عمریں زیادہ تھیں جو 40 سے 50 سال کے لگ بھگ تھیں۔ چنانچہ یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔ چنانچہ لوگوں کی رائے تھی کہ وہی امور خلافت انجام دیں۔ یہ ایک معقول رائے تھی۔

لیکن اس وقت یہ باتیں ان کا ذاتی معاملہ تھیں۔ آج ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کے باوجود جذباتی طور پر ہم تمام مسلمان چاہے وہ عرب ہوں یا غیر عرب، حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ جس کا سیدھا سادہ مطلب یہی ہے کہ عرب سب کے سب شیعہ ہیں۔ یعنی اگر شیعہ ہونے کا مطلب حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ محبت اور ہمدردی ہے تو ایسی صورت میں تو تمام عرب شیعہ ہیں۔ کیا کوئی بھی ایسا عربی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعناد رکھتا ہو؟ ہر گز نہیں۔

بے شک تمام عالم عرب اور عالم اسلام میں ریفرنڈم کرا کے دیکھ لو۔ اور یہ معلوم کر لو کہ کیا آپ معاویہ کیساتھ ہو یا علی کیساتھ؟ تو سب یہی کہیں گے کہ ہم تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ ہیں۔ اگر تم ان سے یہ پوچھو کہ تم حضرت فاطمہ الزہراء کیساتھ ہو یا پھر معاویہ یا یزید وغیرہ کی بیویوں میں سے کسی کی حمایت کرتے ہو۔ تو یقیناً سب کا جواب یہی ہوگا کہ نہیں۔ بلکہ ہم تو حضرت فاطمہ الزہراء کیساتھ ہیں۔ اس کا مطلب ہے شیعہ کے علاوہ کیا ہے؟ یعنی اہل بیت کی حمایت میں شامل ہونا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں مل جانا۔ چنانچہ تمام عرب اور تمام مسلمان اس مفہوم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر شیعہ ہونے کا مطلب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل ہونا ہے، تو ہم سب کے سب شیعہ ہیں یہ حقیقت بھی ہے اور ہماری ثقافت بھی، اور اگر سنی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں آپ ﷺ کی سنت کے مبارک طریقوں کی اتباع اور پیروی کرتے ہیں تو اس مفہوم کے مطابق ایرانی سنی قرار پائینگے۔

کیا کسی ایرانی نے کبھی کہا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے مخالف ہیں؟ ہر گز نہیں۔ وہ سب یہی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے نبی ہیں اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کیا تم نبی کریم ﷺ کی سنت کا اتباع کرتے ہو؟ تو یقیناً ان کا جواب اثبات میں ہی ہوگا۔

تو پھر تو تم سنی ہو۔ وہ کہیں گے۔۔ ہاں۔۔ درست ہے۔ پھر وہ یہاں شمالی افریقہ میں آباد ہم

عرب مسلمانوں کے پاس آئینگے اور ہم سے بھی یہ سوال کریں گے: کیا تم حضرت علی سے محبت کرتے ہو؟، ہم کہیں گے۔۔ ہاں۔۔ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔۔ کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو یا معاویہ سے؟ ہم کہیں گے۔ ہم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ کہیں گے۔ پھر تو تم شیعہ ہو۔

چنانچہ ایرانی سنی قرار پائے اور شمالی افریقہ میں آباد ہم لوگ شیعہ۔۔!! اور یوں تمام پتے آپس میں خلط ملط ہو گئے۔ اب اس تمام بحث مباحثے اور جھگڑے اور دشمن کی طرف سے شیعہ سنی تفرقہ بازی کو اپنے مخصوص مقاصد کیلئے استعمال کا کیسے خاتمہ کیا جائے۔ جبکہ عرب حکمران امریکہ کی خوشامد میں مصروف غیر ملکی قبضہ پر خوشی کے شادیانے بجانے اور ایرانیوں کے خلاف نفرت کو ہوا دینے میں مصروف عمل ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ایٹم بم بنا رہا ہے اور وہ ایسا ہے اور فارس کے لوگ ایسے ویسے ہیں اور اس طرح وہ اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تم لوگ ایران کے خلاف کیوں ہو؟ تو کہتے ہیں کہ وہ شیعہ ہے! نہیں۔۔ نہیں۔۔ ہم شمالی افریقہ میں دور جدید کی نئی فاطمی سلطنت قائم کر رہے ہیں۔

سن لو۔! ہم سب شیعہ ہیں، شیعہ کی فلاح ونجات اب ایرانیوں کے بجائے شمالی افریقہ میں ہے۔ جہاں تاریخ کی دوسری سلطنت فاطمیہ کا قیام ناگزیر ہو چکا ہے۔ ہم شمالی افریقہ کے شیعہ ہیں۔ لیکن اگر آپ ہم سے نبی کریم ﷺ کی سنت کے بارے میں پوچھو گے۔ تو ہم کہیں گے۔ کیوں نہیں؟ ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کیوں نہ کرینگے؟ ہم سنت کی پوری پابندی کرینگے۔

پھر تو تم سنی ہو! ہاں۔ یہ درست ہے۔ ہم سنی بھی ہیں کیونکہ ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کے متبع ہیں اور ہم شیعہ بھی ہیں کیونکہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں۔ لو تمام اختلافات ختم ہو گئے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ دولت فاطمیہ کے دوبارہ قیام کی صورت میں جس کیلئے ہم کوشاں ہیں، پہلی سی مغالطہ یا ملمع سازی کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔ افریقہ کی تمام سرگرم طاقتیں اور عوام اس سوچ کی بھرپور تائید کرینگے۔

چنانچہ علاقہ میں اب کوئی عرب یا غیر عرب مغربی اتحاد کا تصور قبول نہیں کیا جائیگا۔ نہ ہی ایک دوسرے کے خلاف تیاریوں، یا ایک دوسرے کے خلاف جنگ کی اجازت ہوگی۔ نہ یہ سرحدیں اور وہ سرحدیں۔۔ سرحدوں سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔۔

سلطنت فاطمیہ: اب تمہارا جی چاہے تو مصری رہو۔ یا لیبیا کے شہری یا الجزائری، یا تونسی یا موریتانی یا نائیجیریا، مالی وغیرہ۔۔ تم چاہے سوڈان کے اندر ہو یا زرخیز ہلالی علاقہ میں یا اردن میں اب تمہاری شناخت فاطمی کے نام سے ہوگی۔

اس سے ایک بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ ہر وہ شخص جو اس تنازعہ کے ذریعے اپنا کاروبار چلا رہا تھا کہ (ایرانی) شیعہ ہیں اور اہل عرب سنی ہیں، اب اس کی یہ منطق ناکام ہو جائے گی جب یہ واضح ہو جائے گا کہ ایرانی تبع سنت ہیں لہذا وہ سنی ہیں اور شمالی افریقہ کے عرب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار ہونے کے باعث شیعہ ہیں اور وہ اہل سنت سے اپنی نسبت اور تعلق کی بنیاد پر سلطنت فاطمیہ قائم کر رہے ہیں۔ اور اگر حکومت کرنا اہل بیت کا حق ہے تو پھر فاطمی سلطنت سے بہتر کیا چیز ہو سکتی ہے جس کی نسبت سیدہ فاطمہ الزہراء کی طرف ہے۔

اور اگر حکومت کا معیار عقل وفہم اور جمہوریت قرار پائی تو پھر انہیں عوام کا حق اقتدار تسلیم کرنا ہوگا۔ لہذا پیپلز کانگریسیں بنا تو عوامی کمیٹیاں قائم کر لو۔۔ حکومتیں ختم کر دو۔۔ بادشاہوں صدروں کو ختم کر دو۔۔ اور ان بوسیدہ فرسودہ نقشوں کو ختم کر دو۔۔ اور تمام معاملات باہمی مشورہ سے طے کیے جائیں (وامرھم شوری بینھم)۔ البتہ اگر تمہارا مقصد حکمران بنانا ہے اور اسلام کو اس کیلئے استعمال کرنا ہے۔ تو پھر ہر کوئی اسلام کو استعمال کرتا رہیگا۔

جب تم نے اسلام کو سیاست میں گڈمڈ کر دیا تو اسلام کا استحصال کرنے والے سن لیں کہ اہل بیت ان سب سے زیادہ اولی اور بہتر ہیں۔ آخر تجھے کس نے یہ حق دے رکھا ہے کہ تو اسلام کے نام پر حکومت کرے؟ اگر تم اسلام کے نام پر حکومت کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہارے مقابلے میں اہل بیت سب سے اولی وافضل ہیں۔

اور اگر تو کہتا ہے کہ چھوڑو دین ومذہب کو ہم اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر انتخابات کے ذریعے حکومت کے معاملات چلانا چاہتے ہیں تو یہ دوسری بات ہے اسلام کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ دور حاضر کی دوسری فاطمی سلطنت کے احیاء کے ذریعے یہ سب جھگڑے ختم ہو جائینگے اور دشمن کا راستہ مسدود ہو کر رہ جائیگا۔ اور امت کے مسائل کے ذریعے اپنے مفادات کی دکان

سجانے والوں کے پاؤں تلے سے زمین سرک جائیگی اور آپ جلد دیکھ لیں گے کہ پھر کون یہ راہ اختیار کرتا ہے۔

سب سے پہلے الازہر کی طرف رخ کیا جائیگا جو فاطمی سلطنت کا اہم ستون تھا۔۔اور المہدیہ اورحتی کے قیروان اور دیگر تمام ایسے ادراوں کی طرف بھی رجوع کیا جائیگا جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ فاطمی سلطنت کے ستون اور اس کا ورثہ تھے۔

رہا یہ قصہ کہ اسماعیلی مذہب ہے جس کی نسبت اسماعیل بن جعفر الصادق سے ہے۔اور یہ فرقہ اثناعشریہ ہے اس کی نسبت موسیٰ الکاظم کیساتھ ہے۔اور یہ زیدیہ فرقہ ہے۔ ہمارا ان میں سے کسی سے کوئی تعلق نہیں۔کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو دوسری چیز کیساتھ متناقض ہو۔ ہرگز نہیں چنانچہ اگر آپ قرآن کریم کو روایت نافع یا کسی دوسری روایت کے مطابق پڑھنا چاہتے ہیں۔یا پھر حضرت امام مالک کے مسلک کے مطابق عبادات کرنا چاہتے ہیں تو پھر آزاد ہیں۔ یا اباضی یا امام احمد بن حنبل کی تشریحات کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں یا امام شافعی کے مسلک کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کی بھی پوری آزادی حاصل ہے۔

کیونکہ سلطنت فاطمیہ کے اندر ان تمام لوگوں کو عبادات انجام دینے کی پوری آزادی ہوگی اور شافعی، مالکی، حنبلی، اسماعیلی اور خارجی مسلک اپنانے کا بھی انہیں اختیار ہوگا۔اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ سلطنت فاطمیہ اپنے دور میں مالکی مسلک کے خلاف تھی، تو اگر اس وقت کوئی ایسی بات تھی بھی تو وہ فقہاء کا معاملہ تھا، یہ جمہور اور عوام الناس کا مسئلہ ہرگز نہ تھا اور پھر یہ مسئلہ اس دور سے متعلق تھا۔۔آج کل مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔اور ہمارے پاس قرآن کریم کی 10 روایات مروج ہیں اور ہمیں ان میں سے کوئی بھی روایت اختیار کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔

ہمارے ہاں آسان ترین مسلک بھی موجود ہے۔اور ہمارا اندازہ ہے کہ یہاں نیجر میں ہمارے لیے مالکی مسلک کا نفاذ زیادہ بہتر رہیگا۔البتہ بعض مخصوص معاملات میں حنبلی مسلک کے مطابق بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔۔جب یہ معلوم ہوجائے کہ ایسی صورت میں زیادہ آسانی ہوگی۔اور اگر شافعی مسلک میں آسانی نظر آئی تو زیادہ آسانی کی غرض سے ہمیں اسے اختیار کرنے میں بھی تردد نہ ہوگا۔

پھر یہ بھی خیال رہے کہ یہ تمام مسلک درحقیقت بدعت، یعنی بعد کے دور کی اختراع ہیں۔یہ سب کچھ بدعت اور اجتہادات ہیں اور یہ ایک ایسے دور میں ظہور میں آئے تھے جب ہر چیز ہی مشکوک تھی۔حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح اور آشکار ہے اور خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ گروہوں میں مت بٹو اور جماعتیں مت بناؤ۔۔یہ سب کچھ قرآن مجید میں موجود ہے۔پانچ نمازیں تو مشہور ہیں، نوافل بھی مشہور ہیں۔۔روزہ بھی مشہور ہے حج کو بھی سبھی لوگ جانتے ہیں اور حج کے ارکان و فرائض کو بھی۔زکاۃ بھی معلوم ہے، کلمہ شہادت بھی معلوم ہے، اسلام کے پانچ ارکان بھی اچھی طرح معلوم ہیں۔

پھر آخر اختلاف کس بات کا؟ کونسی ایسی چیز ہے جس کے بارے میں اختلاف رائے ہو؟ کوئی کہتا ہے: بخدا تو شیعہ ہے!!اللہ فرماتے ہیں: (وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا) یعنی ''مسجدیں صرف اللہ کی عبادت کیلئے مخصوص ہیں، ان میں اللہ کے سواء کسی اور کو مت پکارو۔۔''، چنانچہ یہ کیسی مسجدیں ہیں؟ کوئی کہتا ہے یہ شیعہ مسجد ہے۔کوئی کہتا ہے یہ سنی مسجد ہے!!

یہ کس نے کہا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے وقت ایسی کوئی تقسیم تھی؟ کہ کوئی شیعہ مسجد ہو اور کوئی سنی مسجد؟ یہ بدعت کہاں سے آئی؟ خدا کی پناہ!!(مسجدیں خدا تعالیٰ کا گھر ہیں) یہ تمام مسجدیں صرف اللہ کی ہیں۔آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ شیعوں کی مسجد ہے اور وہ سنیوں کی؟

شیعہ سنی مساجد میں آخر کیا فرق ہے؟ کیا اس لیے کہ کچھ کا قبلہ دائیں سمت اور کئی اور کا قبلہ بائیں سمت ہے؟ کیا سبھی بیت اللہ کی طرف رخ نہیں کرتے؟۔ یہاں میں یہ بات بھی یاد دلا دوں کہ حرمین سے مراد وہ حرمین نہیں جسے آج کل سمجھا جاتا ہے، حرمین (دو حرم) سے مراد مکہ شریف اور القدس شریف ہیں۔یہ تمام جھگڑے جو اس وقت رائج تھے ہمارا ان سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہم انہیں دوبارہ سر اٹھانے دینگے۔

ہم صرف ایک ہی چیز کو زندہ کرینگے اور وہ ہے مشترکہ فاطمی تشخص اور متحدہ شناخت جس میں شمالی افریقہ میں موجود یہ تمام شکلیں گھل مل جائینگی۔ (اب کسی کی شناخت اس طرح نہیں ہوگی کہ) تو کون ہے؟۔تو عربی ہے یا غیر عربی۔۔یا تو امازیغی (قبیلہ) سے تعلق رکھتا ہے۔۔کیا تو عربی ہے؟۔۔۔ہاں! میں عربی ہوں۔۔نہیں۔۔تو کوئی اور ہے۔۔اور تو کون ہے؟ کیا تو اباضی (قبیلہ) سے

ہے؟۔۔۔تو مجھے تو اباضی معلوم نہیں ہوتا۔۔تو مالکی ہے۔۔تو متشدد ہے۔۔تو بنیاد پرست ہے۔۔ تو سلفی ہے۔۔۔تو تشدد پسند ہے۔۔اور تو کہاں سے آیا ہے؟۔۔۔تو طارقی (قبیلہ) سے ہے اور تو شائمی (قبیلہ) سے ہے۔۔اور تجھے تو میں نہیں جانتا۔۔تو کیا چیز ہے۔۔اور تو عربی ہے۔۔اور تو عربی نہیں۔۔

یہ سب آویزشیں ختم ہو جائینگی اور سب کی پہچان (فاطمی) کے طور پر ہوگی۔اب کسی کو پروا نہیں کوئی اماذیغی یعنی کوئی قدیم عربوں کے ناپید ہو جانیوالے قبائل سے تعلق رکھتا ہے اور نہ اس کی پروا کہ کوئی افریقہ کے بربر قبائل سے منسوب ہے، جو گیارھویں صدی کے درمیان میں آئے تھے۔نہ کسی کو اس سے سروکار کہ تو کسی اور طرف سے آرہا ہے۔نہ کسی کو اس کی پروا کہ تمہارا رنگ کالا ہے۔۔سفید ہے ،سرخ ہے یا پیلا ہے۔نہ کسی کو اس کی فکر کہ تم کس لہجہ اور بولی میں بات کرتے ہو۔یہ سب کے سب قدیم انسانی عربی زبانیں اور لہجے ہیں۔اب یہ سب کوئی مسئلہ نہیں ہیں۔

اب صرف اس بات کی اہمیت ہے کہ تم فاطمی شناخت اور پہچان رکھتے ہو۔اور بس۔۔یہی کافی ہے۔۔ہاں، یہ سب سے بہتر حل ہے۔بجائے اسکے کہ یہ پوچھا جائے تو کہاں سے تعلق رکھتا ہے ؟ آیا تو تونسی ہے۔اور تو لیبی ہے۔۔اور (لاؤ اپنی شناخت کراؤ)۔۔اور تو کون ہے؟ میں الجزائری ہوں۔۔اور تو؟۔میں نجیری ہوں۔۔اور تو؟۔میں مالی سے تعلق رکھتا ہوں۔۔اور تو کون ہے؟ جی، میں مصری ہوں۔

اب اس کی کوئی حاجت ہی نہیں کہ (تو کہاں سے آیا ہے؟) بس ہمیں فاطمی ہی رہنے دیں ۔حکمران تو ان چیزوں کی مخالفت کرینگے۔جلد ہی آپ ان کا ردعمل دیکھ لینگے۔البتہ ہمیں سکون ملے گا۔ کیونکہ اب ہمارا تشخص فاطمی کے نام سے ہوگا۔کیا تم اسلام کو برباد کرنا چاہتے ہو، جب یہ کہتے ہو کہ شیعہ ایران میں ہیں اور سنی عربوں میں، ہرگز نہیں۔۔شیعہ مملکت صرف شمالی افریقہ میں قائم ہوئی تھی۔ اور یہ سلطنت فاطمیہ کی شکل میں قائم ہوئی تھی اور یہی تاریخ کی پہلی شیعہ اسٹیٹ تھی۔

ایسے میں ایران میں کیسے شیعہ ریاست قائم ہوگئی؟۔ہم اپنے فارس کے بھائیوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اہل بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداری کی کیونکہ وہ اہل بیت کیساتھ مل گئے۔یہ بہت عظیم چیز ہے۔مجھے اس پر بڑا تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ مثال کے طور پر اردن

میں اہل بیت کے کچھ لوگ شیعوں سے عناد رکھتے ہیں۔شیعہ کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ اہل بیت کی طرفداری اور حمایت کرنا۔۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اردن میں خود تمہارا طرفدار بن جاؤں؟ اور جب میں ایران

میں جاؤں تو وہاں تیرا طرفدار بن جاؤں؟

اندازہ کرو۔۔یہ کیسے ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے!!! اور ہمیں ایک دوسرے کے مدمقابل لا کھڑا کیا! چنانچہ سلطنت فاطمیہ کے دوبارہ احیاء کی صورت میں سبھی اس کی حمایت کرینگے۔جن میں اسماعیلی، زیدی، نزاری، دروزی، علوی اور وہ تمام تحریکیں شامل ہونگی جو اس سے قبل فاطمی سلطنت کے تابع تھیں۔۔اور مجھے پختہ یقین ہے کہ وہ اب بھی مشرقی ممالک میں موجود ہیں۔

یہ ہمارا بہترین تشخص ہوگا جس میں تمام قومیں، قبیلے، خاندانی اور مذہبی گروہ اور فرقے یکجا ہو کر ایک ہی لڑی میں منسلک ہو جائینگے۔اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غزوۂ احد کے چند روح پرور مناظر

تحریر............ملک محبوب الرسول قادری

یوں تو تمام غزوات النبی ﷺ جہد مسلسل، ایثار، قربانی اور للہیت کی لازوال داستانیں ہیں جن کے مطالعہ سے انسان کے قلب وجگر میں شوق شہادت و جہاد برقی رو کی طرح گردش کرنے لگتا ہے خود امام المجاہدین سید کائنات ﷺ نے جہاد کی فضیلت اکثر اوقات میں بیان فرمائی اور عملاً ہمہ وقت جہاد میں شریک رہے اس وقت غزوۂ اُحد کے حوالے سے صحابہ کرام کی جرأت و بہادری، جواں مردی، ناموس رسالت پر کٹ مرنے کی آرزو، حب رسول ﷺ کی لازوال داستانیں اور اپنے وفاداروں پر حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایات کے مناظر و مظاہر اور چند ایمان افروز اور روح پرور واقعات ہماری نظر سے گذریں گے۔

..................☆☆☆..................

غزوہ احد میں شہید ہونے والے جلیل القدر صحابہ کرام کی تعداد ستر ہے گویا ہمارے دس فی صد مجاہدین کو ربّ کریم نے منصب شہادت پر فائز المرام فرمایا۔ ان ستر شہداء میں انصار کی تعداد 66 جبکہ مہاجرین کی تعداد چار تھی۔ مہاجر شہداء میں حضور سید عالم ﷺ کے پیارے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

..................☆☆☆..................

اسی موقع پر حضور سید عالم ﷺ شہداء کے لاشوں کے پاس تشریف لائے اور تاریخی ارشاد فرمایا .... میں ان پر گواہ ہوں جو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہوا ہے اللہ کریم اس کو قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم

تازہ اور خون رواں ہوگا۔اس کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری کی ہو
گی .... (سیرت ابن ہشام جلد۲ ص ۹۸)

............☆☆☆............

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد ابو عامر غداری کے نتیجہ میں مدینہ منورہ
کے قبیلے اوس کے ساتھ متعلق ہوگیا اور مشرقین مکہ کے ساتھ مل کر غداری کا ارتکاب کیا
اور اس نے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے خلاف جنگ میں
حصہ لیا۔ جبکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بہادر، جری، نڈر، سچے عاشق رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کے حقیقی مجاہد تھے ناموس رسالت کے اس وفادار سپاہی
کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم! مجھے اجازت عطا فرمائیے کہ میں اپنے غدار باپ (ابوعامر) کو ٹھکانے
لگادوں۔لیکن رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کی اجازت نہ دی۔

............☆☆☆............

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ہی وہ عظیم صحابی ہیں کہ جنہیں شادی کے
بعد ایک دن بھی اپنے گھر گزارنے کا موقع نہ ملا اور شب عروسی ہی کو رات کے کسی
لمحے معرکۂ احد کے لئے میدان میں اترنا پڑا۔ انہوں نے صرف ایک شب اپنی نئی
نویلی دلہن کے ساتھ گزاری اور پھر جہاد کا حکم مل گیا۔ آپ اسی حالت میں مصروف
جہاد ہو گئے اور جواں مردی سے لڑتے ہوئے شہادت کے منصب عظمیٰ پر فائز ہو گئے۔
بارگاہ رسالت سے آپ کو "غسیل الملائکہ" کا لقب عطا ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو
میدان اُحد میں بھیجا وہ میدان سے لاشے کو لے گئے اور جہاں اللہ کو منظور تھا۔غسل دیا
اور پھر واپس میدان میں پہنچا دیئے گئے۔ سبحان اللہ ربی الاعلیٰ۔ قرآن کریم میں خود
رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ .... "............مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں

نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ
دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔ (الاحزاب: ۲۳۔ترجمہ: کنز الایمان)
رب کریم حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہدائے احد کے تصدق
ملت مسلمہ کے ہر فرد کو انہی کا شوق شہادت اور جذبۂ جہاد عطا فرمائے تاکہ وہ فلم، وی
سی آر، عیاشی وعریانیت کے دلدل سے نکل کر جہادی وعسکری میدان میں اتریں۔

............☆☆☆............

اندازہ فرمائیے کہ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے حسین و
جمیل اور شکیل نوجوان کا لاشہ میدان اُحد میں تھا آپ کا باپ غدار ابوعامر راہب
قریب سے گزرا۔ اس بدبخت نے اپنے شہید بیٹے کے لاشے کو حقارت بھری نظر سے
دیکھا اور پھر اس نفرت سے اس کے سینے میں اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری کہ جیسے وہ
اس کا بیٹا ہی نہیں تھا۔ ساتھ ہی کہنے لگا اے حنظلہ! تو نے دو گناہ کئے ایک یہ کہ میں
نے تجھے اس جگہ قتل ہونے سے منع کیا تھا اور دوسرے بخدا تو بہت صلہ رحمی کرنے والا
تھا............(البدایہ والنھایہ)
اس واقعہ سے اہل ایمان کے دلوں کو تقویت نصیب ہوئی اور دنیا کے رشتوں
کے عارضی ہونے کا یقین پختہ ہوا نیز اس جذبے میں مسلمانوں کو عروج اور استحکام نصیب
ہوا کہ اگر کفر کے لیے بیٹے سے نفرت کی جاسکتی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے محبوب
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے دین اسلام کی خاطر قربانیاں کیوں نہیں دی جاسکتیں۔

............☆☆☆............

تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک خاتون
حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوۂ احد میں شریک ہوئیں۔ اُن کا اسم گرامی عمارہ
نسیبہ بنت کعب بن عمرو المارنیۃ البخاریہ ہے جب آتی تھیں اس وقت لڑائی کی نیت نہ
تھی نہ ہی فوج بھرتی ہوئی بلکہ کافی حد تک عمر رسیدہ تھیں۔ اپنے خاوند اور دو جوان

بیٹوں کے ساتھ میدان میں جنگ دیکھنے کی غرض سے آئی تھیں پھر جب ضرورت محسوس
کی تو تیمارداری اور انتظامی امور میں حصہ لینے لگیں۔ مجاہدین کے لئے پانی بھر کر اپنی
پشت مبارک پر لاد کر لاتی تھیں۔

جب حالات سنگین ہونے لگے تو انہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے مامور کر لیا۔ تیر اندازی بھی کرنے لگیں اور آنے والے
تیروں کو روکنے کا کام بھی سنبھال لیا۔ سبحان اللہ۔

..................☆☆☆..................

سیرت ابن ہشام جلد دوم کے صفحہ ۸۲ پر مرقوم ہے کہ ...."
حضرت اُم سلمہ بنت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اُم عمارہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے فرمائش کی کہ آپ ہمیں غزوۂ اُحد کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرمائیں۔
حضرت عمارہ نے ماضی میں جھانکتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ میں دن کے پہلے پہر لوگوں کی
کارروائی اور جنگ کے حالات دیکھنے کی غرض سے نکلی اور میرے پاس پانی کا ایک
مشکیزہ بھی تھا۔ پس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر
ہوگئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور
مسلمانوں کو غلبہ حاصل تھا۔ جب حالات بدلنے لگے تو میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف پلٹ آئی اور میں خود بھی جنگ میں حصہ لینے لگی۔ حتیٰ کہ مجھے زخم آ گیا۔
(یہاں حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے خود یہ متذکرہ زخم کا نشان دیکھا جو کندھے
پر گہرا زخم تھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ زخم کس نے لگایا تھا؟ فرمایا ....ابن قمئہ
نے' اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے۔ پھر جب لوگ بھاگنے لگے تو اس بدبخت نے میرے
پاس آ کر مجھے کہا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں؟
ساتھ ہی کہنے لگا کہ وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ اس وقت میں اور حضرت مصعب
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے لوگوں نے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ ثابت قدم رہے تھے اسے روکا۔ اس نے مجھے یہ زخم لگایا اور میں نے بھی اس کو کئی
ضربیں لگائیں مگر وہ دشمن خدا ایک زرہ کے اوپر دوسری زرہ پہنے ہوئے تھا۔

..................☆☆☆..................

میدان اُحد میں شیر دل خاتون حضرت عمارہ کو بارہ زخم آئے خود اللہ تعالیٰ
کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی جرأت وشجاعت کی تحسین و آفرین
فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُحد کے روز جب بھی میں نے دائیں بائیں دیکھا میں
نے اُم عمارہ کو عظمت اسلام کے لئے اپنی حفاظت میں لڑتے ہوئے پایا۔ (سیرت ابن
ہشام جلد دوم صفحہ ۲۵) جب حضرت عمارہ نسیبہ اپنے خاوند حضرت زید بن عاصم اور دو
صاحبزادگان حضرت حبیب اور حضرت عبداللہ کے ساتھ میدان اُحد کے لئے نکلیں تو
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی کہ ...."اے اہل
بیت! اللہ تمہیں برکت دے............" حضرت اُم عمارہ نے عرض کیا آپ یہ
دُعا فرمایئے کہ ہم جنت میں بھی آپ کی غلامی میں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔ اے اللہ! انہیں جنت میں میرا رفیق بنا دے۔ اس موقع پر حضرت اُم
عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اب دنیا سے جو بھی تکلیف مجھے پہنچے گی میں اس کی
پرواہ نہیں کروں گی ...." ....(سیرت حلبیہ' جلد دوم)

جب میدان اُحد میں لوگ منتشر ہونے لگے تو ثابت قدم رہنے والے صحابہ
کرام میں حضرت قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ تیر اندازی کرنے والے دشمنانِ خدا کے خلاف تیر اندازی میں مصروف
رہے حتیٰ کہ ایک تیر حضرت قتادہ کو لگا اور آپ کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی بلکہ آنکھ کا ڈیلا
باہر نکل آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے آنکھ سے نکلا ہوا
ڈیلا واپس آنکھ میں رکھا اور دُعا فرمائی ...."اے اللہ! اسے خوبصورتی کے
ساتھ زیب تن کر دے۔ اور وہ اس کی خوبصورت ترین آنکھ تھی اور جس سے زیادہ

دکھائی دیتا تھا.....‘‘ ....سو ان کی آنکھ کی بینائی واپس لوٹ آئی سبحان اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران حضرت قتادہ کی کمان سے تیر اندازی بھی فرمائی جس کو بعد میں انہوں نے تبرکاً سنبھال کے رکھا۔ غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زخموں کے سبب کئی نمازیں بیٹھ کر ادا فرمائیں اس سے غزوۂ احد میں حملوں کی شدت کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

..................☆☆☆..................

غزوۂ احد کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ شریف تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کی مبارک سواری کی لگام تھام رکھی تھی حضرت اُم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ میری ماں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مرحبا کہا، رک گئے اور ان کے شہید بیٹے حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے۔ وہ کلمات مبارکہ سن کر حضرت اُم سعد نے تاریخی جملے کہے آپ بھی پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔ عرض کیا ۔ ....’’یا رسول اللہ! آپکو سلامت دیکھا ہے تو ہر مصیبت کم ہوگئی ہے اور سارے غم غلط ہو گئے ہیں‘‘ .... پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد اور ان کے اہل کے لئے دُعا فرمائی اور حضرت اُم سعد کو فرمایا کہ ’’تجھے بشارت ہو اور ان کے اہل کو بھی بشارت دے دے کہ ان کے سب شہداء جنت میں اکٹھے ہیں اور اپنے اپنے اہل کے سفارشی ہیں۔‘‘ رب کریم پوری امت کو اور خصوصاً قوم کی بہو بیٹیوں کو حضرت اُم عمارہ اور حضرت اُم سعد جیسا جذبۂ جہاد اور حُب رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرمائے کیونکہ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی فوز وفلاح کا راز پنہاں ہے ورنہ بقول اقبال:

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں، خاک کا ڈھیر ہے

دُعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

از قلم......علامہ الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی

سوال: علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ دُعا بعد از نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ اسے حرام اور مکروہ تحریمی کہتے ہیں؟

الجواب: مسلمانوں کی اکثریت شروع ہی سے جنازے کے بعد دُعا مانگتی آرہی ہے چند آدمی اس کو حرام کہتے ہیں۔ سارا فساد اور گڑ بڑ ان لوگوں کی وجہ سے ہے اگر یہ لوگ اعتراض کرنا چھوڑ دیں تو کوئی جھگڑا نہیں اور علم مناظرہ کی رو سے مدعی کی تعریف یہ ہے کہ:

مَنْ تَرَكَ تُرِكَ — کہ جو اعتراض چھوڑ دے تو جھگڑا ختم ہو جائے۔

لہٰذا اس مسئلہ میں منکریں دُعا مدعی ہوئے انہیں قرآن یا حدیث سے دُعا بعد از نماز جنازہ کے حرام اور تحریمی ہونے پر دلیل دینی پڑے گی لیکن قیامت تک وہ نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی حدیث جس میں دُعا بعد از نماز جنازہ سے منع کیا گیا ہو۔

الحلال ما أحل الله في كتابه الحرام ما حرم الله في كتابه و ماسكت عنه فهو مما عفي عنه (ابن ماجہ صفحہ ۲۴۹)

حلال وہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے اور جس سے خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے۔

اب اس حدیث کی رو سے کوئی چیز حرام تب ہوگی جب اسے اللہ تعالیٰ حرام قرار دے تو قابل توجہ بات یہ ہے کہ دُعا بعد از نماز جنازہ محض کسی آدمی کے کہنے سے حرام اور مکروہ تحریمی کیسے ہوسکتی ہے؟

جو لوگ دُعا بعد نماز جنازہ کو حرام قرار دیتے ہیں وہ مانتے ہیں کہ جنازہ سے قبل بھی دُعا جائز ہے اور بعد از دفن بھی جائز ہے تو ان سے ہمارا یہ سوال ہے کہ جب قبل از جنازہ اور بعد از دفن میت کے لئے دُعا جائز ہے تو بعد از جنازہ قبل از دفن کیوں حرام ہے؟

عقیدہ اہل سنت:

اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمان میت کے لئے دُعا بعد نماز جنازہ مستحب ہے۔

دلائل آیت نمبرا:

ادعونی استجب لکم مجھے سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔

(پارہ اول رکوع نمبر ۱۱ سورۃ المومن)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دُعا مانگنے کے لئے مطلق امر فرمایا ہے اور کسی وقت کی تخصیص نہیں فرمائی لہٰذا جنازہ سے قبل جنازہ کے بعد دفن کے بعد ہر وقت دُعا جائز ہے۔

آیت نمبر۲:

واذا سألك عبادى عنى فانى قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان اے محبوب جب تم میرے متعلق میرے بندے پوچھیں تو میں قریب ہوں دُعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے جب وہ مجھے پکارے۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دُعا کس وقت مانگنی چاہیے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ دُعا کے لئے کوئی خاص وقت معین نہیں جس وقت بھی دُعا مانگو اللہ قبول فرماتا ہے ادھر اصول فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔

الملطلق يجري على إطلاقه مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔

(اصول الشاشی صفحہ ۱۱)

اب کتاب اللہ کے مطلق کو مقید قرآن کی کوئی آیت ہی کرسکتی یا حدیث متواتر یا مشہور یا اس کے ماسوا خبر واحد اجماع، قیاس وغیرہ قرآن کے مطلق کو مقید نہیں کر سکتے۔

إذا امن العمل بمطلق الكتاب فلا يجوز تخصيصه بخبر الواحد والقياس (اصول الشاشی ص) یعنی جس وقت کتاب اللہ کی آیت کو اپنے اطلاق پر باقی رکھ کر عمل کرنا ممکن ہو تو اس کی تخصیص خبر واحد اور قیاس سے جائز نہ ہوگی۔

اب دُعا بعد جنازہ کا عدم جواز تب ثابت ہوگا کہ کوئی شخص آیت یا حدیث متواتر یا مشہور پیش کرے کہ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا ناجائز ہے۔

آیت نمبر۳:

فاذا فرغت فانصب (تفسیر مظہری جلد اول ص ۹۹، تفسیر ابی السعود جلد نمبر ۹ ص ۱۷۳، تفسیر قرطبی جلد نمبر ۲۰ ص ۱۰۸، تفسیر در منثور جلد نمبر ۶ ص ۳۶۵)

فرغت من صلاتك فاجتهد فى الدعا جب نماز سے فارغ ہو تو دُعا میں کوشش کر جنازہ بھی نماز ہے۔

کیوں بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۶ اس میں صاف لکھا ہے **سماها صلوة** جنازہ کا نام سرکار دو عالم ﷺ نے خود صلوۃ رکھا تو جب قرآن کی رو سے ہر نماز کے بعد دُعا ثابت ہے تو جنازہ کا نماز ہونا حدیث سے ثابت ہے تو لہٰذا جنازہ کے بعد دُعا کا استحباب بھی قرآن سے ثابت ہوگیا۔

آیت نمبر۴:

ان الذين يستكبرون عن عبادتى سيدخلون جهنم داخرين بے شک جو میری عبادت دُعا سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر رہ جائیں گے۔

آیت نمبر۵:

والذين جاؤ وامن بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں بخش دے ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

اور جس کا جنازہ پڑھا جاچکا ہے وہ بھی سابق بالایمان ہے یعنی ایسا ایماندار ہے جو پہلے وصال کر چکا لہٰذا اس کے لئے دُعا بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہے۔

آیت نمبر ۶:

واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات — اے محبوب اپنے خاص اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دُعائے مغفرت کر۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مومنین کے گناہوں کی معافی مانگنے کا ارشاد فرمایا معلوم ہوا کسی غیر کے لئے مغفرت طلب کرنا جائز ہے تو ہم بھی سرکار دو عالم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جنازہ کے بعد میت کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۷:

ادعوربکم تضرعا و خفیه — اپنے رب سے دُعا کرو گڑگڑا کے اور آہستہ۔

اب جہاں بھی عام حکم ہے جس وقت مرضی دُعا کرو کوئی وقت معین نہیں۔

آیت نمبر ۸:

من یجیب المضطر اذادعاه ویکشف السوء — کون ہے جو مجبور شخص کی دُعا کے وقت اس کی حاجت پوری کرتا ہے اس سے ضرر کو دور کرتا ہے۔

آیت نمبر ۹:

قال اخسؤ فیها والاتکلمون انه کان فریقا من عبادی یقولون ربنا آمنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر

الراحمین فاتخذ تموهم سخریا — رب فرمائے گا دھتکارے ہوئے پڑے رہو جہنم میں اور مجھ سے بات نہ کرو بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرماتو سب سے زیادہ رحم کرنے والا تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا دیا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنے والے کے ساتھ مذاق کرنا اللہ کو سخت ناپسند ہے جنازہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جاتی ہے لہٰذا اسے بدعت کہہ کر مذاق اڑانا صحیح نہیں۔

آیت نمبر ۱۰:

رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات — نوح علیہ السلام نے دُعا کی اے اللہ مجھے معاف کر اور میرے والدین کی مغفرت فرما اور جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں داخل ہوگیا اور تمام مومنین اور مومنات کی مغفرت فرما۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ دُعا مومن مرد عورتیں زندہ اور فوت شدہ سب کو شامل ہے۔

اعتراض

اہل سنت قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ دُعا کا امر ہے اور ہر وقت جائز ہے اور پھر جنازے کے بعد انہیں دُعا کو فرض کہنا چاہیے مستحب کیوں کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کے ہر امر سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ کبھی امر استحباب کے لئے بھی ہوتا ہے مثلاً فکاتبوھم غلاموں کو مکاتب بناؤ یا امر اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے:

اذا حللتم فاصطا دو — جب احرام کھولو تو شکار کرو۔

کلو اواشر بو کھاؤ پیو۔

یہاں بھی امر اباحت کے لئے ہے۔

حدیث نمبر ا:

قال رسول اللہ ﷺ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعا (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۷، مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۶، ابوداؤد جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۰)

جس وقت تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو پھر اس کے لئے خاص دُعا مانگو۔

فاخلصو پر جو فا ہے یہ واضح کر رہی ہے کہ یہ دُعا بعد نماز جنازہ کے ہے کیونکہ علم معانی اور اصول فقہ کی سب کتابوں میں تصریح ہے کہ فا تعقیب مع الوصل کے لئے آتی ہے (مختصر معانی صفحہ ۹۳، نور الانوار صفحہ ۱۱۶) قرآن بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

اذا طعمتم فانتشروا — جب کھانا کھا چکو تو پھر بکھر جاؤ۔

مقصد ہے کہ کھانے کے بعد بکھر جاؤ یہ نہیں کہ کھانے کے دوران بکھر جاؤ۔

اس حدیث کے متعلق ملا علی قاری لکھتے ہیں قال ابن حجر و صححه ابن حبان (مرقات جلد نمبر ۴ صفحہ ۵۹) ابن حجر نے کہا کہ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا۔

حدیث نمبر ۲:

إن النبی صلی علی جنازه فلما فرغ جاء عمر و معه قوم فأراد أن یصلی ثانیاً فقال له النبی ﷺ الصلوٰة علی الجنازة لاتعاد ولکن ادع للمیت واستغفر له

(بدائع صنائع صفحہ ۵۸۷)

حضور اکرم ﷺ نے ایک میت کی نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ آئے اور ارادہ کیا کہ جنازہ دوبارہ پڑھیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میت پر جنازہ دوبارہ نہیں پڑھا جاتا لیکن تو اس کے لئے دُعا کرو اور استغفار کر۔

نوٹ:

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ جنازہ کے بعد دُعا کو حضور اکرم ﷺ نے جائز سمجھ کر حکم فرمایا اگر ناجائز ہوتی تو حضور اکرم ﷺ کیوں حکم دیتے۔

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابوطلحہ بن برا انصاری کے متعلق واقعہ ہے کہ آپ کا وصال ہوا تو رات کو ہی دفن کر دیئے گئے صبح حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دُعا کی اے اللہ اس طلحہ سے اس حال میں ملاقات کر کہ وہ تجھے دیکھ کر مسکرائے اور تو اسے دیکھ کر راضی ہو۔

(مظاہر حق جلد ۵ صفحہ ۳۱۹)

عون المعبود شرح ابوداؤد جو دیو بندی حضرات کی کتاب ہے اس میں بھی موجود ہے۔

ثم رفع یدیه قال اللهم ألق طلحة یضحك إلیك و تضحك إلیك

یعنی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی۔

اب اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ کا سلام پھیر کر اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی۔

حدیث نمبر ۴:

إنه صلی الله علیه وسلم علی صبی فقال اللهم قه من عذاب النار (شرح الصدور صفحہ ۶۲)

بے شک حضور اکرم ﷺ نے ایک بچے پر نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا اے اللہ اسے عذاب قبر سے بچا۔

یہاں فاتعقیب مع الوصل کے لیے ہے تو معلوم ہوا کہ یہ دُعا جنازہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔

حدیث نمبر ۵:

عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ فاتحة الکتاب فقال لتعلموا انها

حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پڑھا جنازے کے

سنة (بخاری جلد اول ص ۱۷۸) بعد آپ نے فاتحہ پڑھی فرمایا تاکہ لوگ جان لیں یہ سنت ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد اول کتاب الجنائز باب المشي بالجنازه مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے کہ اس سے جنازہ کے بعد دُعا جو آج کل متعارف ہے وہ بھی مراد ہوسکتی ہے۔

حدیث نمبر ۶:

عن واثلہ بن الاسقع قال ﷺ علی رجل من المسلمین راسمعه یقول اللھم ان فلان بن فلان فی ذمتك وجعل جوارك فقه من فتنه القبر و عذاب النار وانت اھلالوفا والحق فاغفرله وارحمه انت الغفور الرحيم

(ابن ماجہ ص ۱۰۸)

یہاں بھی فاتعقیب مع الوصل کے لیے ہے لہٰذا اس سے بھی جنازہ کے بعد دُعا مراد ہے اب اس حدیث میں جنازہ کے بعد دُعا میں سرور دو عالم ﷺ کے الفاظ آگئے۔

اعتراض:

ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ جنازہ کے بعد دُعا حضور اکرم ﷺ نے مانگی اور دوسری طرف اسے مستحب کہتے ہیں۔

جواب: مستحب کی تعریف یہ ہے کہ جو کام حضور اکرم ﷺ نے کیا ہو اور کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔ سلف نے اسے پسند کیا ہو۔ (درمختار ص ۱۱۵)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد نمبر ۵ ص ۴۳۵ پر ہے کہ جنازہ کے بعد دُعا میں کوئی حرج نہیں۔

اہلسنت میں تنظیمی شعور بیدار کرنے کے لئے چند تجاویز

از: جناب...... خلیفۂ حضرت مفتی اعظم ہند محترم صوفی گلزار حسین قادری رضوی نوری

حضرت اقدس صوفی گلزار حسین قادری رضوی نوری...... جانشین امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہٗ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری رضوی بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز اور حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری قدس سرہٗ کی مجلس فیض سے تربیت حاصل کرنے والے خوش نصیب ہیں۔ مسلک اہل سنت کے ساتھ ان کا قلبی و روحانی تعلق منفرد حیثیت کا حامل ہے وہ پرانے بزرگوں کی حسین و عظیم روایات کے امین ہیں جدید سوسائٹی کے فرد ہونے کے باوجود قدیم عقائد و معمولات پر سختی سے کاربند ہیں ہمہ وقت خوش خلقی اور درد کی کیفیات سے سرشار رہتے ہیں خانوادۂ بریلی شریف کی محبت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ کتاب دوستی ان کی فطرت ثانیہ ہے اردو سے سندھی اور سندھی سے اردو زبان میں کتابوں کو منتقل کرتے رہتے ہیں اس حوالے سے آجکل ادیب شہیر اور نامور محقق حضرت پیر سید محمد فاروق القادری کی شہرۂ آفاق کتاب فاضل بریلوی اور امور بدعت' تختۂ مشق پر ہے۔ خدا کرے وہ اس سلسلہ میں جلد کامیاب ہوں اور وادئ مہران صوبہ سندھ کے باسی اپنی مادری زبان میں یہ اہم کتاب پڑھ سکیں۔ آپ نے نہایت درد دل کے ساتھ ایک نشست میں چند تجاویز بیان فرمائیں جو اہل سنت میں تنظیمی شعور بیدار کرنے کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہیں۔ افادیت کے پیش نظر یہ تجاویز نذر قارئین ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم! امابعد

معزز سامعین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر کی جانب سے چند تجاویز پیش خدمت ہیں۔

ا۔ اہلسنت کا بڑا مسئلہ فعال تنظیم کا فقدان اور عامۃ الناس تک رسائی کا ہے اور اس کے لئے معاشرہ کے تمام طبقات کو ساتھ ملائے بغیر نتائج کا حصول ممکن نہیں۔ اس ضمن میں جہاں جماعت اہلسنت میں ایک طرف تو علمائے ذی وقار، مشائخ عظام، دانشور حضرات، ادیب ولکھاری، وکلاء، تجر صاحبان، کارخانہ دار و سرمایہ داران و اعلیٰ عہدیداران کا وجود ضروری ہے بالکل اسی طرح اس میں عوام الناس کا شامل ہونا بھی از بس ضروری ہے۔ بقول شاعر:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں　　موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ وسائل کے بغیر مقاصد کا حصول بہت ساری مجبوریوں کو جنم دیتا ہے اور بددلی اور ناکامی کا سبب بنتا ہے۔ احقر کے نزدیک ابتداء ہمیں اس طرح سے کرنی چاہیے کہ شہر کی تمام سنی مساجد کے صدور کے ساتھ رابطہ کیا جائے اور مساجد کی انتظامی کمیٹیوں کا ایک مرکزی اجلاس طلب کیا جائے اور ان تمام عہدیداران کو مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کی ممبر شپ فراہم کی جائے۔

مساجد کے کمیٹی ممبران میں عموماً ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوتے ہیں جن میں صاحب خیر' ڈاکٹرز' وکلاء' تاجر حضرات اور عوام الناس سبھی شامل ہیں۔ مختلف علاقوں کے حساب سے ان کی سب کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور سنی مساجد میں مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے دفاتر قائم کیے جائیں اور اپنے اپنے محلوں کی حد تک ان ممبران کے ذمہ عامۃ الناس کی ممبر شپ کا فریضہ سونپا جائے اور اس سارے کام کو تقریباً ایک ماہ کی مدت میں مکمل کیا جائے۔ اس کے بعد ان ممبران و عہدیداران کا ایک مرکزی اجتماع کیا جائے اور جس کے تحت فعال و مقتدر ذمہ داران کے الیکشن کروائے جائیں تاکہ ہر علاقہ میں آپ کو فعال کارکن میسر ہو سکیں۔ ابتدائی طور پر اس عمل سے بڑی تعداد میں بکھرے ہوئے ایماندار اور جذبۂ خدمت رکھنے والے حضرات میسر ہونگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اور پھر اسی طرح ان کے ماہانہ اجلاس ہوتے رہیں۔

نہایت ہی حکمت و تدبر کے ساتھ ان ممبران میں اخوت و اخلاص پیدا کیا جائے اور ان کے جذبوں کو ماند نہ پڑنے دیا جائے اور ان کو متحرک رکھا جائے علاقہ وائز' چند صاحب مخیر حضرات اور عام ممبران سے ماہانہ چندہ وصول کیا جائے یہ ان شاء اللہ العزیز

معاملات کو چلانے میں آسودگی کا سبب بنے گا۔

سنی بیت المال قائم کیا جائے جس میں چندہ جات' قربانی کی کھالیں' زکوٰۃ اور دیگر عطیات کی صورت میں حاصل شدہ آمدنی کو شامل کیا جائے۔ یونین کونسل کی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک تنظیمی ڈھانچہ ترتیب دیا جائے۔ ہر سطح کے عہدیداران میں ہر طبقہ کو مکمل نمائندگی دی جائے۔

اللہ رب العزت اور نبی کریم ﷺ کی رضا جوئی و خوشنودی کی خاطر اپنی ذات کی مکمل نفی کرتے ہوئے تمام امور نہایت ہی خلوص وللّٰہیت سے سرانجام دیے جائیں۔ آپس میں باہمی احترام' یگانگت و درگزر کو فروغ دیا جائے' حصول اقتدار اور نمود و نمائش کی مکمل نفی کی جائے۔ اپنے سے بہتر حضرات کو آگے لایا جائے اور ان کی مکمل پشت پناہی اور مدد کی جائے اور یوں بقائے اہلسنت و جماعت اپنے اوپر لازم کی جائے۔

اہلسنت رائٹرز گلڈ بنائی جائے اور لکھاری حضرات کی حوصلہ افزائی کی جائے اور شعبۂ نشر و اشاعت کو منظم کیا جائے۔ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی طرز پر تنظیم المساجد کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ مساجد اہلسنت کا تحفظ ہو سکے۔ تبلیغ دین متین اور مسلک اہلسنت میں در آئی بدعات و خرافات کا سدباب کیا جائے اور مسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی اصل روح اور فکر کو سمجھا اور سمجھایا جائے اور عامۃ المسلمین تک یہ روشنی پہنچائی جائے۔

اگر ہم یہ سب کچھ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو بارش کا یہ پہلا قطرہ ابر رحمت بن کر خطۂ ارض پاک میں ایک نئی بہار کی نوید لے کر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز الحکیم

اللہ کریم ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور بوسیلہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ جملہ اہلسنت پر اپنا خصوصی فضل و کرم فرمائے اور ہمیں آپس میں اتحاد و یگانگت کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام مع الاکرام

الفقیر ابوالرضا گلزار حسین قادری رضوی نوری

خلیفۂ مجاز' حضور مفتی اعظم

الشاہ محمد مصطفٰے رضا خان صاحب نوری رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

سفرِ عشق

با دلِ تنگ بہ سوی تو سفر باید کرد

از سرِ خویش بہ بتخانہ گذر باید کرد

پیرِ ما گفت ز میخانہ شفا باید جُست — از شفا جُستنِ ہر خانہ حذر باید کرد

آنکہ از جلوۂ رُخسار چو ماہست پیش است — بی گمان معجزۂ شَقِّ قمر باید کرد

گر درِ میکدہ را پیر بہ عُشّاق کشُود — پس از آن آرزوی فتح و ظفر باید کرد

گر دل از نشۂ می دعوی سرداری داشت — بہ خود آید کہ احساس خطر باید کرد

مژدہ ای دوست کہ روزی سرِ خُم را بگشود — بادہ نوشان لب از این بادہ تر باید کرد

در رہِ جُستنِ آتشکدہ سر باید باخت — بہ جفا کاری او سینہ سپر باید کرد

سرِ خُم باد سلامت کہ بہ دیدار رخش — مستِ ساغر زدہ را نیز خبر باید کرد

طُرّۂ گیسوی دلدار بہ ہر کوی درست

پس بہ ہر کوی و در از شوق سفر باید کرد

کلامِ رضا میں فرشتوں کا تذکرہ

از.........ابوالبلال محمد سیف علی سیالوی......ہرسہ شیخ (چنیوٹ)

فرشتہ فارسی زبان کا لفظ ہے فرشتوں کے لئے عربی زبان میں لفظ ملائکہ آیا ہے فرشتہ کے معنی ہیں قاصد۔ چونکہ فرشتے حق اللہ تعالیٰ عزوجل اور اُس کے پیغمبروں کے درمیان وحی لانے والے قاصد ہوتے ہیں نیز اس دنیا میں رحمتیں اور عذاب لے کر آتے ہیں۔ اس لئے انہیں مَلک کہتے ہیں۔

فرشتے کی حقیقت

یہ نوری جسم ہیں مختلف شکل بدل سکتے ہیں' بہت طاقتور ہیں۔ ان کی کثرت کا یہ حال ہے کہ تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ انسان جنات کا دسواں حصہ اور جن وانس خشکی کے جانوروں کے دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ' یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ' ساتوں آسمان تک یہ ترتیب ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد اوّل صفحہ ۲۵۲)

حضور ساقی کوثر ﷺ نے شب معراج ایک جگہ فرشتوں کی قطاریں جاتی ہوئی دیکھیں۔ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتے کہاں جارہے ہیں؟ جناب جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں تو جب سے پیدا ہوا ہوں اس قطار کو ایسے ہی دیکھا۔ مجھ کو خبر نہیں کہ کہاں سے آرہے ہیں' کہاں جارہے ہیں ہاں جو فرشتہ ایک بار گزر جاتا ہے دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا فرمایا چلو ان سے پوچھیں چنانچہ ان فرشتوں میں سے ایک سے سوال کیا گیا کہ تیری عمر کتنی ہے اُس نے جواب دیا مجھے خبر نہیں ہاں اتنا جانتا ہوں کہ رب تعالیٰ عزوجل ہر چار لاکھ سال بعد ایک ستارہ پیدا فرماتا ہے اور میں نے چار لاکھ ستارے پیدا ہوتے دیکھے ہیں۔ (روح البیان جلد اوّل صفحہ ۲۱۶)

ناظرین محترم! یہ ملائکہ کی کثرت کا عالم ہے نیز یہ فرشتوں کا مختصر تعارف تھا۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دیوان حدائق بخشش میں جا بجا فرشتوں کا ذکر کیا ہے بلکہ کہیں کہیں تو نعت شریف کہنے میں فرشتوں کو اپنا ہمنوا بھی بناتے ہیں۔

لیجئے کلام رضا پڑھیئے اور مقام رسالت دیکھئے۔

بزم قدسی میں ہے یادِ لب جاں بخش حضور — عالم نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

مدنی کریم ﷺ کے زندگی عطا کرنے والے ہونٹوں (جو مردہ دلوں کو نور ایمان دے کر زندہ فرماتے ہیں جو بولتے ہیں تو پتھر اور لکڑیاں بھی بولنے لگتی ہیں۔ گونگے رسالت کی گواہی دینا شروع کر دیتے ہیں) کی یاد ملا اعلیٰ کے فرشتوں میں ہے اور عرب کے پانی میں نور کی کیفیت ہے وہ آب حیات سے کم نہیں جو زندگی جاوید عطا کر دیتا ہے۔

نہ مرنے کی باتیں نہ جینے کی باتیں — کئے جاتے ہیں ہم مدینے کی باتیں

پھر لوٹ آیئے حدائق بخشش کی طرف اور لطف اٹھایئے۔

پائے جبرائیل نے سرکار سے کیا کیا القاب — خسرِ و خیل ملک خادم سلطان عرب

حضور سید دو عالم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ سے جبرائیل علیہ السلام نے بڑے بڑے اونچے القاب و خطابات پائے ہیں۔ سید الملائکہ بھی بنے اور تاجدار عرب و عجم ﷺ کے در کے غلام بھی۔ یہ تخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام تمام ملائکہ کے سردار ہونے کے باوجود ساقی کوثر ﷺ کے خادم ہیں بلکہ غور وفکر سے دیکھا جائے تو سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تخلیق ہی حضور ﷺ کی خدمت کے لئے ہوئی۔
عارف کھڑی فرماتے ہیں۔

واہ کریم امت دا والی مہر شفاعت کردا — جبرائیل جیسے جس چاکر نبیاں دا سر کردا

صرف جبرائیل علیہ السلام نہیں بلکہ تمام ملائکہ ساقی کوثر ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں سبحان اللہ۔ اس شان وشوکت پہ قربان جائیں لیکن وفادار اُمتی ورنہ

غدار امتی تو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے اُستاد ہیں جو معراج کی رات میرے آقا ﷺ کے قدم چوم رہا ہے کہاں جبرائیل اور کہاں حبیب کیا استاد سے قدم چُموائے جاتے ہیں اگر چُموائے جاتے ہیں تو اس بات کے دعوے دار صبح کلاس پڑھانے سے پہلے اپنے شاگردوں کے قدم چوما کریں۔ مسئلہ تو کلیئر ہوا اسی عنوان پر ایک شعر پڑھئے اور جھومئے۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا — ملک خادمانِ سرائے محمد ﷺ

جن کا ٹھہرنا عرش پر ہے اور رہنا فرش پہ ہے (اور آنا جانا آسمانوں پر ہے) جبکہ فرشتے آپ کے در دولت کے نوکر چاکر ہیں۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو خصوصاً ساقی کوثر ﷺ کی خدمت خاص کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس خدمت کے مختلف انداز ہیں۔ امام یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ جواہر البحار میں نقل فرماتے ہیں کہ جب ابوجہل نے حضور علیہ السلام کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی تو سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چیتے کی شکل میں ظاہر ہوئے ابوجہل ایسا مبہوت ہوا کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور ابوجہل بھاگ گیا۔ ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا:

ذالک جبریل لو دنی منی لأخذہ — وہ جبرائیل تھے اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو پکڑا جاتا۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ سفر طائف میں ملک الجبال (پہاڑوں کا فرشتہ) حاضر ہو کر عرض کرتا ہے حضور اگر اجازت ہو تو میں حاضر خدمت ہوں اگر پھر بھی کوئی فرشتوں کو خادمان سرائے محمد ﷺ ماننے کے لئے تیار نہیں تو اس کی قسمت جب سید الملائکہ کی تخلیق ہی مدنی کریم ﷺ کی خدمت کے لئے ہوئی ہے تو اس کے ماتحت دوسرے فرشتے بھی تو اسی کھاتے میں آئیں گے۔

طوبیٰ میں جو سب سے اُونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح القدس سے ایسی شاخ

سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جنت کے خوشبودار درخت کی سیدھی، اُونچی اور نہایت ہی نفیس ترین شاخ عطا فرمائیں تاکہ اس کی قلم بنا کر خدا اور خدائی کے محبوب کی نعت لکھوں تاکہ اس قلم کی نزاکتوں کے ذریعے نعت شریف کی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر نعت لکھنے کا حق ادا کیا جائے۔ پھر کیوں نہ کہوں:

نعت گوئی اگرچہ بڑا فن ہے — پر نعت کہنے کو احمد رضا چاہیے

اعلیٰ حضرت نغمہ سرائی کرتے ہیں۔

تیرا مسندِ ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح الامیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اے میرے عظمت و شان والے نبی ﷺ! آپ کی عظمتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ خدا کا تخت، عرش معلی تو آپ کے ناز وادا سے بیٹھنے کی جگہ ہے اور سید الملائکہ جبرائیل علیہ السلام آپ کا ہمراز و وزیر ہے اور آپ دونوں جہاں کے بادشاہ ہوئے کیونکہ وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں میں کیا عرض کروں میرے آقا! خدا کی قسم آپ جیسا کوئی نہیں قطب الاقطاب فرد الافراد محبوب سبحانی سید الاولیاء حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل قیامت کے دن تمام انبیاء کرام میں سے برگزیدہ رسول محمد ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔

(غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۵۵)

حضور ساقی کوثر ﷺ کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے ہولناک منظر میں اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کو عرش بریں پر اپنے ساتھ بٹھائے گا پھر کوئی ایسا شخص جسے ایک معمولی سپاہی بھی اپنے ساتھ بٹھانے پر آمادہ نہ ہو حضور ﷺ کی مماثلت کا دم بھرنے لگے تو کس قدر ظلم ہے حالانکہ ساقی کوثر ﷺ نے اس بات کی نفی فرمائی ہے جیسا کہ مسلم شریف کتاب الصیام رقم الحدیث ۲۴۶۲ بخاری شریف کتاب الصیام میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مخاطب ہو کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَیُّکُمْ مِثْلِیْ "تم میں میری مثل کوئی نہیں" اس کے باوجود

یہ دعویٰ کرنا سوائے ایمان برباد کرنے کے کچھ بھی نہیں۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے — سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا۔

سدرۃ المنتہیٰ کے تمام فرشتے ساتھ اپنے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بیک زبان ہو کر پکار اٹھے کہ ہم نے پورے جہان کو چھان ڈالا ہے لیکن حضور علیہ السلام جیسا مرتبہ و مقام کسی کا نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وحدہٗ لاشریک نے اپنے محبوب کو بے مثل و مثال بنایا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ اپنا فیصلہ یوں سنایا: قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا لَمْ اَرَ مِثْلَكَ قَطُّ

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام — بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

"میں نے سارا جہان پھرا ہے بڑے بڑے حسین و جمیل دیکھے ہیں مگر آپ (ﷺ) سا کوئی نہیں۔"

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک — ہیں غلامانِ شہہ ابرار ہم

اے مدینے کے تاجدار ﷺ کے پیارے اُمتیو! تم جتنا بھی حضور ﷺ کی غلامی پر ناز کرو کم ہے جبکہ حضور ﷺ کی غلامی پر تو فرشتے بھی ناز کرتے ہیں بلکہ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کیا مقدر ہمارے کہ ہم بھی ساقی کوثر ﷺ کے غلاموں میں شامل ہیں کیونکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام جبکہ سرکار ﷺ کے وزیر ہوئے تو ظاہر ہے جن فرشتوں کے وہ سردار ہیں وہ بھی تو حضور ﷺ کے غلام ٹھہرے۔

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا — ملک خادمانِ سرائے محمد ﷺ

شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی خاں علیہ رحمۃ ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ شب معراج جب حضور علیہ السلام براق پر سوار ہوئے جبرائیل علیہ السلام نے رکاب تھامی میکائیل علیہ السلام نے لگام پکڑی اور اسرافیل نے حاشیہ برداری اختیار کی حضور علیہ السلام

نے اُن سے عذر خواہی کی اسرافیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی حاشیہ برداری کی تمنا میں ہزار سال اللہ عزوجل کی عبادت کی اور کئی ہزار سال عرش کے نیچے نہایت تضرع اور زاری سے دُعا مانگی تب رب تعالیٰ عزوجل کا خطاب آیا کہ میں نے تیری عبادت قبول کی ہمیں تیری اطاعت پسند آئی اس کے بدلے خلعت اجر وثواب تجھے دیا جائے گا میں نے عرض کیا یا اللہ عزوجل میں چاہتا ہوں کہ جب تیرا حبیب ﷺ مسند عالم پر جلوہ گر ہو تو مجھے ایک گھڑی اس کی خدمت کا موقع عنایت فرما حکم ہوا اسرافیل تیری عرض ہم نے قبول کی جب میرا محبوب ﷺ براق پر سوار ہو کر سوئے عرش روانہ ہو گا تو تم بیت المقدس تک اس کی حاشیہ برداری اختیار کرو۔

اہل صراط روح امین کو خبر کریں   جاتی ہے امت نبوی فرش پر کریں

اے پل صراط پر مقرر فرشتو! جاؤ جا کے اپنے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہہ دو کہ مدنی کریم علیہ السلام کے غلام پُل صراط کی طرف آرہے ہیں جلدی آئیں اور پُل صراط پہ آکر اپنے پر بچھائیں تاکہ ساقی کوثر ﷺ کے غلام ان پر چل کر آسانی کے ساتھ پل صراط کو عبور کر سکیں۔

شفاعت کی وجہ سے کتنا بے نیازی سے جبرائیل علیہ السلام کو پیغام دیا جا رہا ہے کہ ہمیں تو ذاتی طور پر ان کے پروں کے بچھانے کا خیال نہیں کیونکہ ہمیں تو اپنے آقا ﷺ کافی ہیں ہاں اگر انہیں خواہش ہے تو تشریف لے آئیں۔ اس شعر میں امام اہلسنت نے عشق نبوی کا حق ادا کیا ہے پل صراط سے گزرنا ایک دشوار بلکہ سخت سے سخت ترامر ہے اور جبرائیل علیہ السلام کا پر بچھانا ایک عظیم خدمت ہے لیکن اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ نے سمجھایا کہ یہ ان کا احسان از خود نہیں بلکہ ساقی کوثر ﷺ کو راضی کرنے کی بنا پر ہے تو پھر ہم ان کی طرف کیوں متوجہ ہوں ہمیں تو اس کریم پر بھروسہ ہونا چاہیئے جن کی نظر کرم کے خود جبرائیل علیہ السلام بھی محتاج ہیں اسی لیے آپ نے دوسرے مقام پر فرمایا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام   للہ الحمد کہ میں دنیا سے مسلمان گیا

حدیث کی ترجمانی

امام اجل علامہ اسمعیل حقی علیہ الرحمۃ تفسیر روح البیان مطبوعہ بہاولپور جلد ۷ صفحہ ۵۳ پر نقل کرتے ہیں کہ ساقی کوثر ﷺ جب سدرۃ سے آگے بڑھے تو فرمایا یا جبرئیل هل لك حاجة الى ربك اے جبرئیل علیہ السلام رب کی طرف کوئی حاجت ہو تو بتاؤ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ عزوجل سے میرے لیے یہ سوال کریں کہ قیامت کے دن آپ کی امت جب پل صراط سے گزرنے لگے تو میں ان کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دوں تاکہ وہ آسانی سے گزر جائیں۔

حضرات ذی وقار! اندازہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے متذکرہ شعر میں اس کا ترجمہ کتنے سلیقے سے فرمایا ہے اسی عنوان پر اعلیٰ حضرت کے نور بار قلم کا ایک اور شاہکار دیکھئے۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو   جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

اے میرے آقا ﷺ! جہاں آپ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں وہاں پر یہ بھی احسان اپنی امت پر فرما دیں کہ جب روز قیامت آپ کی امت پل صراط سے گزرنے لگے تو آپ کی مدد شامل حال ہو جائے اور امت ایسے آسانی کے ساتھ اس بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز پل سے گزر جائے کہ پل کو بھی خبر نہ ہو کہ کوئی مجھ پر ہے یا نہیں اور جب جبرئیل امین علیہ السلام اپنی تمنا پوری کرنے کے لئے آپ کی امت کے قدموں کے نیچے پل صراط پہ پر بچھائیں تو ان کے پر کو بھی پتہ نہ چلے تاکہ نہ پل کا کوئی احسان ہم پہ ہو اور نہ ہی پر جبرائیل علیہ السلام کے احسان مند ہوں۔ صرف آپ کے چاہنے والے اور آپ ہی کے احسانات سے ہماری گردن جھکی رہے کیونکہ ہمارے لیے تو سب کچھ آپ ہی ہیں ہم نے جبرائیل علیہ السلام کو بھی آپ کے ذریعے سے پہچانا ہے بلکہ آپ نہ بتاتے تو ہمیں خدا کا بھی کیسے پتہ چلتا۔

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر   لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

وردیا بولتے ہیں ہرکارے پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ہروقت فرشتوں کا ہجوم رہتا ہے کہ ہر کسی کے ذمے کوئی نہ کوئی خدمت ہے اور لاکھوں روضہ کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور کئی فرشتے آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر ان اللہ وملائکتہٗ یصلون علی النبی کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں اور کئی ملائکہ آپ کے شہر کا پہرہ دے رہے ہیں ان میں پیدل بھی ہیں اور سوار بھی۔

اسریٰ میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے

ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

حضور ساقی کوثر ﷺ جب فرشتوں (جو آپ کے استقبال کے لئے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جمع تھے تاکہ حضور علیہ السلام کا استقبال بھی کریں اور جو آج تک زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے وہ بھی زیارت کرلیں) کی جماعت کے پاس سے گزرے تو تمام فرشتوں نے جھنڈوں کو جھکا کر سلامی پیش کی اور اھلاً وسھلاً مرحبا کا ترانہ گایا۔

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک و جن بشر حور پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

اے تاجدارِ عرب وعجم ﷺ اصل حکومت تو آپ ہی کی ہے کیونکہ کائنات کی ساری بہاریں آپ ہی کے دم قدم سے ہیں اور آخرت کی ساری رونقیں آپ ہی کی شفاعت کبریٰ کے طفیل ہیں یہی وجہ ہے کہ فرشتے ہوں یا جن جنت کی حوریں ہوں یا پریاں سب آپ کے قدموں پہ جان قربان کرتے ہیں فرشتوں کی جان نثاری ملاحظہ کرنی ہو تو غزوہ بدر کے حالات تفصیل سے پڑھے جائیں اور جنوں کی فداکاری کا مطالعہ کرنا ہو تو سورۂ جن کا پہلا رکوع اور سورۂ احقاف کا آخری رکوع مع تفسیر پڑھا جائے۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری فدا کے تم پر یہ عزت ملی ہے

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی غلامی کے طفیل مجھے یہ عزت عطا فرمائی ہے کہ قبر میں دوسروں کو ڈانٹ کر سوال کرنے والے فرشتے منکر نکیر میرے

سامنے جب آئے تو (حضور کی میری قبر میں آمد کی وجہ سے) حضور علیہ السلام کے غلام کی بھی تعظیم ہونے لگی یعنی فرشتے میرا حیا کریں کہ غلام اپنے آقا کے دامن کرم میں پناہ لئے ہوئے ہے۔

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور

بتا دو آکر میرے پیغمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

قبر میں منکر نکیر حساب لینے کے لئے آئے کھڑے ہیں اس وقت نہ کوئی حامی ہے نہ کوئی مددگار ہے اے میرے آقا ﷺ تشریف لا کر مجھے ان کے جواب دینے کی تلقین فرما کیونکہ ان کے جواب دینے میں سخت مشکل درپیش ہے۔ اس شعر میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر سنی کو ہمت بندھوائی ہے کہ قبر میں نکیرین کا آنا حق ہے لیکن حبیب خدا ﷺ اور اولیائے کرام سے عقیدت مضبوط کرلو تو پھر ایسے مسلمان کے لئے معاملہ آسان ہے۔

تیرے در کا درباں ہے جبریل اعظم — تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

اے میرے عظمت والے نبی ﷺ آپ کی کون کون سی شان بیان کی جائے سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے در کا دربان ہے اور ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی اُمت کے سامنے اور مسجد اقصیٰ میں ہر نبی نے تمام رسولوں کے سامنے جبرئیل امین علیہ السلام اور خود آپ کی موجودگی میں آپ کی شان کے خطبے پڑھے ہیں بعض نبیوں کا حضور ﷺ کی شان میں بیان آج بھی قرآن میں چمک رہا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **و مبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد** (القف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی **ربنا وابعث فیھم رسولا** (البقرہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا **دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ** میں ابراہیم کی دُعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

چھائے ملائکہ ہیں لگا تار ہے درود — بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درود کی ہے

مزار پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں اور عصر کے وقت یہ بدل دیے جاتے ہیں اور ستر

ہزار دوسرے آجاتے ہیں وہ صبح تک رہتے ہیں یوں ہی قیامت تک یہ بدلی ہوگی جو ایک بار آئے وہ دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے۔ اگر یہ تبدیل نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام   یوں بندگی زلف ورخ آٹھو پہر کی ہے

گنبد خضرا کی حاضری کے لئے ستر ہزار ملائکہ صبح اور ستر ہزار شام کو حاضری دیتے ہیں یونہی ساقی کوثر ﷺ کی زلف عنبرین اور رخ اطہر کی زیارت میں آٹھو پہر بسر ہوتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے   رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

ان ستر ہزار میں سے جو بھی ایک بار حاضر ہوا پھر ان میں سے کوئی ایک بھی قیامت تک حاضر نہ ہو سکے گا اس لئے کہ انہیں اللہ عزوجل کی طرف سے رخصت ہی صرف اس قدر نصیب ہوئی ہے۔

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب   بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

تبدیلی کے وقت جانے والے فرشتے فراق محبوب ﷺ میں تڑپتے ہیں کہ پھر ہماری حاضری کہاں نصیب اور حکم کے بغیر محال ہے کہ کوئی پرندہ پر ہلائے یعنی کوئی فرشتہ حکم کے بغیر نہیں جاسکتا۔

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار   عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

ان معصوم فرشتوں کو ساری عمر (حالانکہ ان کی عمر بھی بہت لمبی ہوتی ہے) میں صرف ایک بار مدینہ شریف روضہ انور پہ حاضر ہونے کی اجازت ہے اور ایک ہم گناہ گار ہیں کہ (عمر قصر ہونے کے باوجود) ساری زندگی بھی پڑے رہیں تو کوئی پرواہ نہیں نہ ہی کوئی روکنے والا ہے بلکہ عام اجازت ہے۔

چند برس قبل مسجد نبوی ﷺ کے منتظمین نے خواتین کے ساتھ بچوں کو اندر جانے سے روک دیا تھا چھوٹے بچوں کی مائیں مشکل میں گرفتار ہوگئیں کہ وہ بچوں کو کس

کے سپرد کر کے آئیں جبکہ ان کی اکثریت مسافروں کی ہوتی ہے وجہ یہ بتائی گئی کہ بچے مسجد کے خواتین والے حصے میں بچھے ہوئے قالینوں کو خراب کر دیتے ہیں خواب میں کسی کو رحمۃ للعلمین ﷺ نے فرمایا ان سے کہو اپنے قالین اٹھالیں اور میری امت کے بچوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکیں بچوں سے مدنی کریم علیہ السلام کی محبت مشہور ہے جب مختلف لوگوں کو دو تین مرتبہ خواب میں یہ ہدایت ملی تو کسی نے ہمت کر کے یہ بات متعلقہ لوگوں تک پہنچادی جس کے بعد بچوں کا داخلہ شروع کر دیا گیا پتہ چلا کہ ہم جیسے عاصی کو حاضری سے کوئی روک نہیں سکتا لیکن ملائکہ کو عمر میں صرف ایک بار حاضری کی اجازت ہے

(سیرت النبی بعد از وصال نبی)

غبار بن کے نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

ہم اپنے آقا ﷺ کی رہ گزر پر قربان ہو جائیں لیکن اب وہ راستہ ہمارے ہاتھ کیسے لگے شب معراج جس راستہ سے حضور علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے اور اس راہ پر ہمارے دل بچھے ہوئے تھے نہ صرف ہمارے دل بلکہ حوران جنت نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں اور نورانی فرشتوں نے اس راہ پہ اپنے نوری پروں کو بچھایا ہوا تھا۔

خدا ہی صبر دے جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کر قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اے دیدار مصطفےٰ ﷺ کے لئے تڑپ تڑپ کر نڈھال اور ہجر وفراق رسول ﷺ غموں سے بھری ہوئی میری دکھوں کی ماری جان! اللہ عزوجل تجھے صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے میں تجھے وہ منظر کیسے دکھا سکتا ہوں (تو تو پہلے ہی کمزور ہے کہیں تیری جان ہی نہ نکل جائے) جب شب معراج ساقی کوثر ﷺ کو فرشتوں کی مقدس جماعت میرے آقا ﷺ پر ہجوم کیے ہوئے تھی اور آپ کو ساری جنتوں کا دولہا بنا رہی تھی تیرے اندر دیکھنے کی

تو کیا سننے کی بھی طاقت نہیں ہے۔

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہو ابھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

فرشتوں پر آپ کی ذرا سی جھلک تو پڑی مگر وہ فرشتے آپ کے دامن مبارک کی ہوا کو نہ پا سکے اس لئے کہ معراج کے دولہا کی سواری بہت آگے چلی گئی تھی براتی ہوش و خرد کھو چکے تھے ان کے ہوش ہی گم ہو گئے تھے وہ تو کہہ رہے تھے "اگر یک سر موئے برتر فروغ تجلی بسوزد پرم" اگر میں بال کی نوک کے برابر بھی آگے چلا جاؤں تو رب کی تجلی و جلال سے میرے پَر جل جائیں۔

تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے بازو تھک گئے اُڑنے کے قابل نہیں رہے تھے اور دامن مصطفےٰ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پہلوئے سرکار میں چلنے کی سکت نہیں رہی تو براق کی لگام ہاتھ سے چھوٹ گئی قرب رب کی امید ٹوٹ گئی ہائے افسوس ارمانوں کا خون ہو گیا جہاں جوش و خروش کا بڑا غل غپارہ تھا اب وہاں یاس و حسرت تھی۔

فرشتے خُدم رسول حشمؐ تمامِ امم غلامِ کرم
وجود و عدم حدود و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اے میرے پیارے نبی ﷺ! فرشتے آپ کے خدمت گار ہیں انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام آپ کے خیر خواہ ہیں (جیسا کہ آیہ میثاق سے ظاہر ہے لتؤمنن بہ ولتنصرنہ "اے نبیو! تم ضرور ضرور میرے حبیب پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا) تمام امتیں آپ کے کرم کی بھکاری اور نوکر ہیں وجود ہو یا عدم عالم حدوث ہو یا قدم ان سب کی جلوہ سامانیاں آپ کی ذات بابرکات کے طفیل ہیں۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

پھر لوٹ آیئے آستانہ اعلیٰ حضرت پر اور مدحت مصطفےٰ ﷺ کا لطف اٹھایئے فرماتے ہیں۔

تمہارے وصف جمال و کمال میں محال ہے کہ مجال و ساغ لے کے چلے

یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اوصاف و کمالات تو نہ ختم ہونے والے ہیں جبریل علیہ السلام بھی اگر اپنی نوری زبان سے بیان کرنا چاہے تو کما حقہ نہ بیان کر سکے گا بلکہ بے تکلف ہو کر روانی سے آپ کی تعریف بولنے کی مجال بھی نہ ہو۔

خضر ولی کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھیئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

معراج النبی ﷺ ایک ایسا راز ہے جو ہر کسی کے لئے راز ہی رہا چاہے کوئی کتنی عقل والا ہو اس کی عقل اس راز کو سمجھنے میں حیران ہے ہاں ایک عقل والا ایسا ہے کہ جس کو فرشتوں کا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور اس سفر میں وہ آپ کا ہمسفر بھی تھا اس سے جا کر پوچھتے ہیں کہ اس راز سے آپ ہی پردہ اٹھائیں اگر کچھ دیکھا نہیں تو سنا تو ہوگا سنی سنائی بات ہی بتا دو وہ بھی یہ کہہ کر چپ ہو گئے کہ بس اتنا جانتا ہوں کہ آپ ایسے نور کے جلووں میں ہو گئے کہ اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی کی جانب ادھر گئے تھے اور میں نے حیرت کی نگاہوں سے اس محبوب رب غفار کی طرف دیکھا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ قرب مجھے ہی حاصل ہے کیونکہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا صحابی کتب سماویہ کا حافظ بیت المعمور کا خطیب فرشتوں کا سردار ہوں مگر آج معلوم کہ ماہِ عرب کے جلوے بہت اونچے نکل گئے۔

جب اس راز کا پردہ جبریل علیہ السلام بھی نہ اٹھا سکے تو اس راز کی چند جھلکیاں ساقی کوثر ﷺ نے خود بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا کہ ایک مقام پہ مجھے کچھ وحشت

ہوئی تو مجھے آواز آئی قف یا محمد ان ربک یصلی ٹھہر جا پیارے تیرا رب تجھ پر صلوٰۃ بھیج رہا ہے۔ ایک مقام ایسا بھی آیا کہ مجھے ندا آئی ادن سنی یا خیر البریہ ادن احمد ادن یا محمد "اے مخلوق میں بہتر میرے قریب آ اے میرے احمد و محمد ﷺ میرے قریب آ"۔ میرے رب نے دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا علمت فی السموت والارض "میں زمین و آسمان کے تمام علوم جان گیا"۔

واصف علی واصف مرحوم نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

آج کی رات ہے تکمیل عروج آدم — حسن تخلیق پہ نازاں ہے خدا آج کی رات
شوق دیدار کی کیا بات ہے اللہ اللہ — درمیان میم کا پردہ بھی نہیں آج کی رات
جانے والا اسے سمجھے یا بلانے والا — کوئی اس راز کا ہمراز نہیں آج کی رات

امام عشق و محبت حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

شانِ خدا نہ ساتھ دے ان کے خرام کا وہ باز — سدرہ سے تا زمین جسے نرم سی اک اڑان ہے

اللہ عزوجل کی شان دیکھئے کہ حضور کی ناز و انداز والی رفتار کا ساتھ دینے کی سدرۃ المنتہیٰ کے شہباز حضرت جبرئیل علیہ السلام میں بھی طاقت نہ رہی کہ آپ کے ساتھ جا سکتا اور پھر یہ تو محبوب کی برکت سے ان کی سواری کی اڑان و پرواز و رفتار تھی کہ سدرہ سے لے کر زمین تک جس فرشتے کی معمولی سی پرواز ہے وہ حضور علیہ السلام کی پرواز کے سامنے بلکہ آپ کی برکت سے آپ کی سواری کی پرواز کے سامنے بے بس نظر آ رہا ہے تو حضور علیہ السلام کی اپنی پرواز کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کناں تمہارے لیے

اے غلامانِ مصطفےٰ ﷺ ذرا اپنے آقا و مولی کے در پاک کی شان تو دیکھو نہ صرف جن اور انسان بلکہ چوبیس گھنٹے فرشتے (کم از کم ستر ہزار کی تعداد میں آپ کے در اقدس پہ خدمت کے لئے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور پیشانی و سر سے نہیں بلکہ دل و جان سے آپ

ﷺ کے لئے جھک رہے ہیں اپنے پروں کو قبر انور سے مل رہے ہیں اور یہ ڈیوٹی صبح و شام بدلی جاتی ہے کیونکہ ایک ہی حاضری میں ان کے دامن کو ان کے کرم سے بھر دیا جاتا ہے۔

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

شب معراج جو راز کی باتیں اے میرے آقا ﷺ آپ کو بتائی گئیں ان کی جبریل علیہ السلام کو کیا خبر (وہ سدرہ پر رہ گیا) عرش بریں کو کیا پتہ (وہ تو پاؤں کے نیچے رہ گیا) لوح محفوظ کو کیا معلوم الغرض خدا جانے یا اس کا پیارا مصطفےٰ ﷺ جانے اس کے علاوہ ازل کی پوشیدہ رمزوں کا کھلنا کسی کو معلوم نہیں کیونکہ یہ صرف آپ کے لئے کھولی گئی تھیں اور جس پر بھی یہ راز کھلے آپ کے کھولنے سے ہی کھلے۔

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

شب معراج عرش معلی جھک کر سلامی دے رہا تھا اور ملاء اعلیٰ کے فرشتے سجدہ شکر بجا لا رہے تھے (کہ یا اللہ عزوجل تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں گھر بیٹھے ہی اپنے محبوب کا دیدار کرا دیا ہے) اور جونہی ساقی کوثر ﷺ عرش معلی پر جلوہ گر ہوئے تو عرش آپ کے مبارک تلوں کو آنکھوں سے ملنے لگا اور ملا اعلیٰ کے فرشتے آپ کے ارد گرد نثار ہونے لگے۔

گلشن طیبہ میں طائر سدرہ کا — آشیاں آشیاں ہو گیا

اے میرے آقا ﷺ آپ کی بارگاہ کے پاک نظارے جبریل امین کو اس قدر پسند آئے کہ اس نے بھی آپ کی بارگاہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنا لیا کہ باقی نبیوں کے پاس دو، دو چار، چار مرتبہ آیا اور آپ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ:

بے لقائے یاران کو چین آجاتا اگر — بار بار نہ آتے یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

قارئین ذی وقار آخر میں صحیفہ ازل یعنی اسلام کے چند اشعار مع ترجمہ و مفہوم پیش خدمت ہیں۔

طائران قدس جن کی ہیں قمریاں — اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

فرشتے حضور علیہ السلام پر قمریاں کی طرح درود ونعت خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہیں اس مقبول سید ھے خوبصورت قد وقامت والے آقا ﷺ پر لاکھوں سلام نازل ہوں سروبخروطی شکل کا ایک خوبصورت درخت ہوتا ہے جس پر قمریاں اکثر چہچہاتی نغمہ سرائی کرتی ہیں۔

امام اہلسنت نے آپ کے قد مبارک کو اس سے تشبیہ دی ہے۔

جس میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں اس سرادق کی عظمت پہ لاکھوں سلام

یہ امہات المؤمنین خصوصاً صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کے حجرۂ انور کا مقام بیان ہو رہا ہے کہ اس کا اتنا تقدس کہ اللہ عزوجل کے مقرب فرشتے اجازت لئے بغیر داخل نہیں ہوتے۔ جب آئے باقاعدہ سلام اور دستک دیتے اگر اجازت مل جاتی تو داخل ہو جاتے ورنہ کھڑے رہتے۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

رب العالمین کی تسبیح وتہلیل کرنے والے فرشتے مجھ سے قیامت کے دن کہیں گے۔ اے احمد رضا رحمہ اللہ دنیا میں ان پر سلام پڑھا کرتے تھے مگر سلام پڑھنے کا تو موقع اب ہے۔ محبوب سامنے ہے دیدار سے بہرہ ور ہو رہے ہیں تو سب مل کر پڑھو ''مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' اس سے بہتر اور کونسا وقت آئے گا۔

اعلیٰ حضرت کے قلب وجگر میں کتنا ادب واحترام ہے جناب رسالت مآب ﷺ کا کہ بات شروع بھی مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام سے کی اور ختم بھی انہی کلمات پر کی ابتدائی مصرعہ بھی یہی اور آخری مطبوعہ بھی یہی ہے جب اوّل وآخر درود وسلام ہے جو مقبول ہے تو درمیانی حصہ ازخود مقبول ہوگا اعلیٰ حضرت کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ عالم اسلام کے گوشے گوشے میں لوگ انہی الفاظ میں سلام عرض کرتے ہیں جو اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائی تو جو ثواب واجر ان پڑھنے والوں کو نصیب ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت کے درجات میں بھی بلندی ہو رہی ہے اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ ساقی کوثر ﷺ کی خدمت میں اپنے دور کے سب سے زیادہ سلام عرض کرنے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں۔

قادیانیت

حضرت علامہ اقبالؒ کی نظر میں

''احمدی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔''

علامہ اقبالؒ کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام

لاہور

۲۱ جون ۱۹۳۲ء

میرے محترم پنڈت جواہر لال نہرو

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا، بہت بہت شکریہ۔ جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدیت کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے، دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا، وہ یہ تھا کہ میں دکھاؤں، علی الخصوص آپ کو کہ مسلمانوں کی وفاداری کیونکہ پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکہ اُس نے اپنے لیے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی علم نہیں ہے جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ اُن کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدردی ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات نے، احمدیوں میں مسرت وانبساط کی ایک لہری دوڑا دی۔ آپ کی نسبت اس غلط فہمی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہر حال مجھے خوشی

ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود دینیات سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی "دینیات" سے کسی قدر جی بہلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی **شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ 'احمدی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں'۔**

لاہور میں آپ سے ملنے کا جو موقعہ میں نے کھویا، اُس کا سخت افسوس ہے۔ میں اُن دنوں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ مسلسل اور پیہم علالت کے سبب میں عملاً عزلت گزیں ہوں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور مطلع فرمائیں کہ آپ پھر پنجاب کب تشریف لا رہے ہیں۔ شہری آزادیوں کی انجمن کے بارے میں آپ کی کیا تجویز ہے۔ اس سے متعلق میرا خط آپ کو ملا یا نہیں؟ چونکہ آپ اپنے خط میں اس خط کی رسید نہیں لکھتے، اس لیے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ یہ خط آپ کو ملا ہی نہیں۔

آپ مخلص:

محمد اقبال

"مندرجہ بالا خط مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی کی کتاب" کچھ پرانے خط" حصہ اول مرتبہ جواہر لال نہرو مترجمہ الحریری ایم اے ایل ایل بی صفحہ نمبر ۲۹۳ سے نقل کیا گیا۔"

خلیفہ وتلمیذ مجدد اسلام حضرت

سید پیر فتح علی شاہ گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر...... محمود احمد قادری (سیالکوٹ)

میرے نانا جی عزیز محمد رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی اور شب بیدار بزرگ تھے آپ کا مزار مبارک جامع مسجد روال تحصیل سیالکوٹ میں واقع ہے آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے اور کمال یہ ہے کہ کوئی شاگرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے مجھ سے کبھی ایک پائی بھی لی ہو۔ حلال حرام کا خیال بہت زیادہ رکھتے تھے جس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے پوتے کو ایندھن کے لیے لکڑیاں خریدنے کا فرمایا جب پوتا گھر سے جانے لگا واپس بلا کر فرمایا جس سے لکڑیاں خریدو گے اس سے دریافت کر لینا کہیں جنگل سے چوری کاٹ کر نہ لایا ہو پوتے نے کہا پھر کیا ہوا اگر وہ جنگل سے بھی لایا ہو ہم نے تو رقم دے کر خرید کرنی ہیں اس پر میرے نانا جی مرحوم ومغفور نے ارشاد فرمایا کیا بکرے کی بجائے کتے کا گوشت اگر رقم دے کر خرید لیا جائے تو حلال ہو جائے گا۔ آپ کے پیرو مرشد سید فتح علی شاہ گیلانی رحمہ اللہ اپنے وقت کے فقید المثال عالم دین اور ولی کامل تھے پیر فتح علی شاہ رحمہ اللہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور خلیفہ تھے اور اکثر اپنی بیعت اور شاگردی کا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ میری عمر بیس برس سے زیادہ تھی خاندان سادات کا ایک فرد تھا اور گھریلو ماحول انتہائی مذہبی تھا جس کی وجہ سے میرا طبعی رجحان بھی دین مصطفی ﷺ کی طرف تھا مجھے شوق ہوا کہ کسی ولی کامل کے ہاتھوں میں ہاتھ دوں تا کہ روحانی سفر اچھے انداز سے طے کر سکوں اس پریشانی اور تفکر میں کئی روز گزر گئے خیال آیا کیوں نہ اپنے جد امجد سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے رہنمائی حاصل کروں اس کے بعد میں نے اپنی التجا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں پیش کی اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا ایک روز خواب میں سیدنا

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے فرمایا بیٹے بریلی چلے جاؤ اور ''احمد رضا'' سے علم دین پڑھو۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں چند روز بعد بریلی شریف چلا گیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی۔ کچھ عرض کرنے کا موقع ہی نہ آیا یوں محسوس ہوا جیسے پہلے ہی آپ کو سب معاملات کا علم ہو یا یوں کہیے کہ گویا آپ انتظار فرما رہے تھے مجھے درجہ اولیٰ میں داخل کروا دیا گیا الحمد اللہ مجھے بریلی شریف میں کتاب الصرف اور کریما سعدی سے دورہ حدیث تک تمام کتب پڑھنے کا موقع ملا اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے دستار فضیلت اور سند عطا فرمائی شاہ صاحب فرماتے تھے میں نے عرض کی حضور مجھے بیعت کر کے اپنے حلقۂ ارادت میں شامل فرما لیں میں نے کافی کوشش کی مگر ایک ہی جواب تھا آپ خاندانِ رسالت کے چشم و چراغ ہیں ایک روز میں نے موقع پا کر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتے ہوئے عرض کی حضور ایک سید کا بیٹا آپ کی منت کرتے ہوئے عرض گذار ہے کہ مجھے بیعت کر لیں میری بگڑی بن گئی آپ نے بیعت کر لیا اور ساتھ ہی خلافت سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا' شاہ صاحب! سرکار ﷺ کے دین کی تبلیغ کرو' اس ارشاد کی تعمیل میں آپ سیالکوٹ آ گئے اور دین کی تبلیغ شروع کر دی اور مشن مصطفی ﷺ کو خوب نبھایا۔ ۱۹ جنوری ۱۹۵۹ء کو تقریباً ۷۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال سیالکوٹ سے ملحقہ گاؤں کھروٹہ سیداں میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک اسی گاؤں کی ایک چھوٹی سی مسجد کے ساتھ آج بھی مرجع خلائق ہے چند سال قبل مولانا محمد الیاس قادری امیر دعوت اسلامی بھی آپ کے مزار پر حاضری کے لئے تشریف لاتے تھے آپ کا عرس ہر سال ۱۹ جنوری کو ہوتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کو حضرت مولانا محمد امجد علی قادری رضوی مصنف بہار شریعت' حضرت سفیر اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ' محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ فیصل آبادی' قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ وعظ و نصیحت کی مجلسوں میں ان کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ مولانا نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ کی تفسیر نبوی اپنے ملنے والوں کو پڑھنے کا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا پیر محمد حسین پسروری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر...... صاحبزادہ کاشف رحمٰن

برصغیر پاک و ہند میں اولیاء کرام اور علماء کرام کی تبلیغی کوششوں اور مساعی سے کون واقف نہیں؟ ان بزرگانِ دین نے اپنی تمام حیات اللہ اور اُس کے محبوب رسول تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے دین اور نظامِ حیات کو نافذ کرنے اور بندگانِ خدا کو راہ حق کی طرف بلانے میں صرف کی ان ہی پاک ہستیوں اور بزرگوں میں ایک محترم بزرگ ہستی اور ولی کامل مولانا پیر محمد حسین پسروری نقشبندی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور میں نہایت ہی قابل فخر اور علم و دانش سے مالا مال گھرانے میں 1870ء میں ہوئی۔ آپ کے بزرگوں میں حکیم فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ جو مغل بادشاہ شاہجہان کے وزیر اور شاہی حکیم تھے اور حکیم صاحب کی نسل سے پسرور شہر کو علمی دنیا میں متعارف کروانے والے مشہور شاعر دل محمد دلشاد پسروری رحمۃ اللہ علیہ نے جنم لیا۔ دلشاد پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے اُردو کلام کا ذکر حافظ محمود شیرانی نے اپنی مشہور کتاب ''پنجاب میں اُردو'' میں کیا ہے مگر آپ کا اصلی کلام فارسی کا ہے۔ دلشاد پسروری رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی کلام دانش گاہ پنجاب کے نصاب میں شامل ہے۔ حضرت مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کا ہر ہر لمحہ عشق رسول پاک ﷺ میں گزرا اور وہ ہر ہر ادا سنت رسول پاک ﷺ کے تابع گزارنے کے متمنی رہے۔ والد گرامی آپ کی پیدائش سے اٹھارہ دن پہلے رحلت فرما چکے تھے اور تقریباً سال بھر کی عمر مبارک میں والدہ ماجدہ بھی جہان فانی سے رخصت ہو گئیں۔ آپ کے بھائی مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ' حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ نے پنجاب اورینٹل کالج لاہور سے عربی میں فاضل کیا۔ چونکہ فطری طور پر آپ کا میلان دین کی طرف تھا اس لئے آپ نے تمام علوم دین پر خصوصی دسترس حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے دینی تعلیم و تبلیغ کا اہتمام کیا

اور پسرور کی شاہی مسجد کے خطیب اور مدرس قرآن و حدیث کے فرائض انجام دیئے اس
کے ساتھ حضرت مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن تبلیغ اسلام پسرور قائم کی اور انجمن
کے پلیٹ فارم سے دین کی تبلیغ کا کام شروع کیا اس انجمن کے خصوصی اہداف میں آریہ
سماج اور مرزائی شامل تھے۔ آپ ''انجمن تبلیغ اسلام چونڈہ'' کے سالانہ جلسوں میں بھی
شامل ہوتے آپ اپنے ساتھ مشہور اہل حدیث عالم دین مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کو بھی
لے جاتے.....آپ اتحاد بین المسلمین کے بڑے داعی تھے۔ انجمن کے تبلیغی کاموں اور ان
کے اثرات کا اندازہ مسٹر گاندھی کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے اگر ایسی چند اور انجمنیں
وجود میں آگئیں تو ہندوستان میں کوئی بھی ہندو نظر نہیں آئے گا۔

(وقائع سیالکوٹ اور روزنامہ پنجابیت ۱۹۳۴-۱۰-۷)

آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ عقیدت مندوں کو وظائف کی کثرت نہیں بتایا
کرتے تھے بلکہ صرف دینی مسائل سمجھاتے دین کے ضروری نکات واضح کرتے اور فرائض
کو درست اور صحیح انداز میں ادا کرنے کی ترغیب دیتے۔ قرآن پاک کو درست تلفظ کے
ساتھ یاد کرنے کی تلقین کرتے اور محبت رسول ﷺ تو آپ کی زندگی کا ایک لازمی جزو
تھا۔

بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ
علیہ جو ''سلطان العارفین'' کے لقب سے مشہور تھے اور بابا جی خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ
اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد سے حد درجہ محبت
تھی۔ اُن کا روحانی تعلق سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ سے چار سال کی
عمر میں ہو گیا تھا اس وقت کے اکثر و بیشتر علماء اور مشائخ و صوفیاء کرام اس بات کا اظہار
کرتے تھے کہ مولانا پسروری مادر زاد ولی تھے۔ آپ روزانہ اپنے مرشد پاک کے پاس
پسرور سے سیالکوٹ رنگپورہ حاضری دیتے اور یہ سلسلہ سالہا سال تک سے جاری تھا۔
جب سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ فرمانے کا وقت نزدیک آیا تو
انہوں نے فرمایا کہ ہمارا ختم شریف کون دلائے گا تو بابا جی مولانا پسروری علیہ نے عرض

کیا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں واضح رہے کہ حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہ تھی
اس کے بعد بابا جی مولانا پسروری نے اپنی بقیہ تمام حیات اس فرض کو بطریق احسن ادا
کیا۔ سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۹ شعبان ۱۳۱۴ھ کو وصال فرمایا
اور پھر حضرات پیر جماعت علی شاہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ' پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی
رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کی موجودگی میں حضرت خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد
چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا جی مولانا پسروری کی دستار بندی کی اور ساتھ ہی خرقۂ خلافت
سے نوازا' امیر آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رنگپورہ شریف (سیالکوٹ) ہونے کا اعلان فرمایا
اور ساتھ ہی فرمایا کہ آج سے میرے دو بیٹوں (حضرات جماعت علی شاہ صاحبان امیر
ملت و لاثانی) کے بعد میرے تیسرے بیٹے مولانا محمد حسین پسروری اللہ اللہ کا سبق دیں
گے اور دین کی خدمت کریں گے یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان بابا
جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا پسروری کو اپنا بیٹا قرار دیا تھا۔ حضرت مولانا
پسروری کو خود بھی بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ محبت و عقیدت تھی اور بابا
جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ سے خصوصی پیار اور لگاؤ تھا اور اکثر ایسا ہوتا کہ
کسی سائل کو کوئی دینی مسئلے کے متعلق یا فتویٰ کے بارے میں استفسار کرنا ہوتا تو باباجی
فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفاء امیر ملت و شاہ لاثانی اور حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ
علیہم کی موجودگی کے باوجود مولانا پسروری کو ارشاد فرماتے کہ آپ تفصیلی جواب دیں تاکہ
کسی شک کی گنجائش نہ رہے اور اکثر بیشتر بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے
کہ ''میرے تمام عزیزوں میں سے مولانا پسروری جس روحانی مقام پر کھڑے ہیں وہ
قطب الاقطاب سے کم نہیں اور یہ ہر کسی کے نہ تو بس میں ہے اور نہ ہی قسمت میں۔''

ایک اور واقعہ جو کچھ اس طرح ہے کہ حضور خواجہ خواجگان باباجی فقیر محمد چوراہی
رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفاء اور کچھ مریدین کے ساتھ تشریف فرما تھے جن میں امیر ملت و
حضرت شاہ لاثانی حافظ عبدالکریم شامل تھے۔

لگ بھگ ۱۹۲۲ یا ۱۹۲۴ء کے درمیان بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو حج ۔

زیارت کے سفر میں ایسی سعادت نصیب ہوئی کہ زمانہ رشک کرتا ہے جب بابا جی مولانا پسروری حج و زیارات کے لئے حاضر ہوئے تو اُن دنوں جنگ عظیم اول کی وجہ سے حالات خراب تھے اور روضۂ رسول ﷺ پر خدام کی تعداد خاطر خواہ نہ تھی یوں نگرانی والے سپاہیوں اور خادموں کی کمی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ثابت ہوئی اور حالات کچھ اس قسم کے پیدا ہو گئے کہ روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے متولی خود حضور بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھنے آئے کہ آپ کی کیا خواہش ہے؟ یہ اشارہ روضہ پُرنور (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے محترم متولی صاحب کو بارگاہ نبوی ﷺ کی طرف سے ہی ہوا ہوگا کہ مولانا پسروری سے پوچھ کر اُن کی خواہش پوری کر دی جائے۔ بابا جی مولانا پسروری نے اس سوال کے جواب میں اپنی اُس خواہش کا اظہار کیا جو دل میں دبی ہوئی تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری مگر روضہ انور (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے اندر گویا مکمل تنہائی میں اور وہ بھی اُس حجرہ مبارک کے اندر کہ جو ارض و سماء میں مرکز انوار و تجلیات الٰہی ہے۔

آپ کو کئی روز اس حجرۂ اقدس میں مکمل تنہائی میں گزارنے کا موقع ملا اللہ اکبر! سبحان اللہ۔ اس سے بابا جی مولانا پسروری کے مقام محبوبیت اور عشق رسول ﷺ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کے سالانہ عرس کے موقع پر بھی کیا کہ ہمارے درمیان ایک ایسی شخصیت موجود ہے جن کو پہلے ہی حج میں وہ سعادت نصیب ہوئی جو کہ ۱۴ حج کرنے کے بعد بھی میرے حصے میں نہ آئی یہ سن کر حاضرین محفل حیرت زدہ رہ گئے کہ وہ کون خوش نصیب شخصیت ہے کہ جن کے متعلق امیر ملت یہ بات ارشاد فرما رہے ہیں تب پیر صاحب نے یہ راز عیاں کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ ”میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور جس نے جنّتی کو دیکھنا ہے اُنہیں دیکھ لے“ یہ کہتے ہوئے امیر ملت سید جماعت علی شاہ کا اشارہ مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا اور پھر انہوں نے اس فضیلت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح مولانا پسروری کو روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے اندر مسلسل تین دن اور تین راتیں گزارنے کا اور آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ وسلام کی طرف سے

خاص لطف و کرم کا شرف حاصل ہوا یہ وہ خاص سعادت ہے کہ جو بادشاہان وقت کو بھی نہ نصیب ہوئی اس کے ساتھ ہی آپ کو تمام بلاد عراق و شام میں زیارات مقدسہ کا شرف بھی حاصل ہوا اور مسجد اقصیٰ میں امامت نماز کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے خاص انعام و اکرام سے نوازا۔

حضرت مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے قبلہ محترم صاحبزادہ نور الحق دامت برکاتہم العالیہ (سجادہ نشین) فرماتے ہیں کہ بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی عبادات و ریاضت بھی عین سنت نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھیں بلکہ بے حد متابعت حاصل تھی۔ آپ کا چہرہ مبارک نہایت پرنور تھا اور چہرہ مبارک پر ہر وقت ہلکے سے تبسم کی کیفیت رہتی آپ نے تمام عمر سنت مبارکہ کے مطابق صرف سفید لباس زیب تن کیا سر مبارک پر اکثر عمامہ شریف باندھتے لیکن عمامہ شریف کے علاوہ ٹوپی بھی استعمال فرماتے لباس سادہ پسند فرماتے اور غذا میں بھی سادگی ہوتی سبزیوں میں کدو شریف کھانے سے خاص رغبت فرماتے اور تقریباً ۲۴ گھنٹوں میں صرف ایک وقت کا کھانا تناول فرماتے جو کبھی ظہر کے بعد اور کبھی مغرب کے بعد ہوتا تھا۔ بعینہٖ یہی معمول آپؒ کے مرشد گرامی خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تھا۔

آپ کی کشف و کرامات بہت زیادہ ہیں لیکن داماں کے تنگی سبب ہم چند ایک تحریر کر دیتے ہیں۔ تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے کہ پسرور کے علاقے میں پانی بہت کم تھا قحط سالی اور شدید گرمی تھی سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دُعا کی درخواست کی آپ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور سب کے ساتھ باہر عید گاہ میں جا کر نماز استسقاء کے بعد دُعا کی الحمد للہ جو فوری طور پر شرف قبولیت کو پہنچی اور دُعا کے دوران ہی باران رحمت کا آغاز ہو گیا۔ اس طرح ۴۹۔۱۹۴۸ء میں بھی ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں نہایت شدید گرمی تھی جمعہ کا دن تھا اور لوگوں نے بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ سے دُعا کی درخواست کی بابا جی نے نماز استسقاء کے بعد دُعا فرمائی اور دُعا کی برکت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے سارا رمضان خوشگوار گزرا۔

''آلو مہار شریف کے سجادہ نشین خلیفہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (داماد بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے رویائے صادقہ میں دیکھا کہ ایک بزرگ آئندہ زمانہ میں اسلام کی نگہبانی فرما رہے ہیں سمجھ میں نہ آیا کہ یہ بزرگ کون ہیں کئی سال بعد جب ایک شادی کے سلسلے میں رنگپورہ شریف (سیالکوٹ) جانا ہوا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بزرگ قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اسحاق نامی فوڈ انسپکٹر (سیالکوٹ) جو بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے کہتے ہیں کہ میری بیوی حاملہ تھی۔ رمضان شریف تھا بابا جی مولانا پسروری سخت گرمی میں دوپہر کے وقت جلدی میں تشریف لائے۔ کاغذ پنسل سے لکھ کر ہدایت کی کہ دو لڑکوں کا انتظام کریں ہم سب حیران رہ گئے۔ چار گھنٹے بعد ہمارے گھر دو لڑکے پیدا ہوئے ہم اس کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے آپ نے ان کے نام حبیب الرحمٰن اور غلام مرتضٰی رکھے۔ اس کے علاوہ بے شمار کشف و کرامات آپ کے دست حق پرست پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ظاہر فرمائیں اور کشف القبور کے سلسلے میں مولوی ظفر علی اعوان صاحب جو امام مسجد تھے نے بیان کیا کہ انہوں نے بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو بذات خود امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب بیٹھ کر عربی میں ان سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔ آپ نے اپنے ایک مرید پروفیسر قاری غلام صادق (سابق چیئرمین گوجرانوالہ بورڈ) کو خط لکھا جس کے متن سے ظاہر تھا کہ اب آپ اپنے خالق حقیقی سے ملنے والے ہیں۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ خط ملنے میں تھوڑی سی تاخیر ہو گئی میں کوشش کر کے جلد از جلد سیالکوٹ پہنچا مگر افسوس کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ آپ صرف ۲ روز کی مختصر علالت کے بعد ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۵۱ء بروز اتوار بوقت عصر اس دار فناء سے دار بقاء اپنے رب ذوالجلال کی طرف رحلت فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔

اس خبر کے پھیلتے ہی سیالکوٹ شہر کے تمام کاروباری مراکز بند ہو گئے۔ آپ کو غسل حافظ غلام رسول صاحب نے دیا اور نماز جنازہ حسب وصیت مولانا امام الدین رائے پوری نقشبندی رحمہ اللہ (خلیفہ امیر ملت علی پوری رحمہ اللہ) نے ادا کی۔ اس موقع پر چشم

فلک نے نالہ و شیون اور گریہ وزاری کے عجیب مناظر دیکھے کیونکہ آپ لاتعداد لوگوں کے روحانی باپ تھے۔ نماز جنازہ میں شامل لوگوں کی تعداد کم و بیش ۲۰ ہزار تھی اور آپ کو اپنے مرشد گرامی سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں جگہ نصیب ہوئی۔ اس موقع پر آگرہ بھارت سے ممتاز عالم دین مولانا حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ امیر ملت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے منظوم فارسی تعزیت نامہ ارسال کیا جو کہ بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و احوال پر مبنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے فرشتہ دیکھنا ہو وہ رنگپورہ (سیالکوٹ) چلا جائے اور اپنی آنکھوں سے فرشتہ دیکھ لے آپ کبھی کسی خاص مہمان کو کہا کرتے کہ ''تم بیعت کے لیے مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جاؤ۔'' حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بابا جی مولانا پسروری کا خاص دوستانہ تعلق تھا اور حضرت شاہ لاثانی کی نماز جنازہ بھی آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی تھی۔

نارووال شہر کے نزدیک موضع مہار شریف میں حضرت سید غلام نبی شاہ ایک ولی کامل تھے آپ کی خدمت میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ علی پوری اور حضرت مولانا محمد حسین پسروری پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اکٹھے ہوتے فیوض و برکات اور رشد و ہدایت حاصل کرتے ایک دفعہ حضرت مولانا پسروری طے شدہ وقت پر بوجوہ نہ پہنچ سکے تو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے فرمایا کہ ''مولانا پسروری تو ہماری مجالس کے سرتاج ہیں اور آپ کے بغیر مجلس میں وہ کیف اور سرور نہیں ہوتا جس کے لیے ہم اکٹھے ہوتے ہیں۔'' حضرت امیر ملت علی پوری نے بھی اس کی تائید فرمائی۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے ۱۹۶۰ء میں ایک مضمون ہفت روزہ چٹان میں چوہدری محمد حسین کے حوالے سے لکھا۔ چوہدری صاحب بابا جی مولانا پسروری کے مرید تھے اور علامہ اقبال کے دست راست بھی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے کہ حضرت بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف بالواسطہ علامہ اقبال پر تھا۔ بتایا جاتا ہے

کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ مابعد طبیعات کی تیاری کے دوران بابا جی مولانا پسروری سے چوہدری محمد حسین کے ذریعے راہنمائی اور دُعا حاصل کی کہ سیالکوٹ میں ہونے کی وجہ سے علامہ اقبال تک بابا جی مولانا پسروری کے علم وفضل کی شہرت پہنچ چکی تھی۔

قاضی عالم الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (مترجم مکتوبات امام ربانی) بیان کرتے ہیں کہ وہ پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور لاہور پڑھنے کے لیے گئے تو وہاں پر ان کی ملاقات مولانا محمد حسین پسروری سے ہوئی تو ان کے دل میں بھی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا حضرت مولانا پسروری سے ذکر کیا تو انہوں نے شجرہ خواجگان نقشبند دکھایا اور خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا مشورہ دیا۔ قاضی عالم الدین صاحب حضرت حافظ عبدالکریم صاحب (پنڈی والے) کے خلیفہ تھے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ آپ کے تلامذہ میں سے تھے اور اکثر (کلاس والا) سے حضرت مولانا پسروری سے زانوئے تلمذ طے کرنے پسرور آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بے شمار آراء جو کہ اُس وقت کے مشائخ عظام وصوفیاء کرام بابا جی مولانا پسروری کے بارے میں تھیں وہ ان کی زندگی پر مرتب کتاب حیات واحوال مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری میں موجود ہیں۔

بابا جی مولانا کے خلفاء کی تعداد تو بے شمار ہے لیکن چند یہ ہیں۔ حضرت سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سدھے چک سیالکوٹ' صاحبزادہ منظور الحق رحمۃ اللہ علیہ وڈالہ شریف ڈسکہ' پیر سید علی حسین حسینی رحمۃ اللہ علیہ مغلپورہ لاہور' پیر نیاز علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھگوان پورہ لاہور' پیر سید حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ سبل پور' حکیم مولوی کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ سلطان پورہ لاہور' مولانا ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بزرگان دین اور اولیاء کرام وسلف صالحین کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بزرگان دین اور اولیاء کرام کے فیض کو جاری وساری رکھے۔ (آمین)

آداب زیارت

امام النحو مولانا سید امیر اجمیری علوی

اور اُن کا ایک علمی مضمون

تحریر...... ملک محبوب الرسول قادری

حضرت مولانا سید امیر اجمیری علوی رحمہ اللہ تعالیٰ موجودہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں چھچھر شریف (وادئ سون سکیسر) میں پیدا ہوئے سن ولادت ۱۸۷۳ء ہے آپ نے ۹۷ برس کی عمر پائی اور ۱۹۷۰ء میں آپ کی رحلت ہوئی۔ آپ نے حضرت مولانا حافظ جمال الدین گھوٹھوی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر کئی سال تک صرف ونحو کی تکمیل کی اور استاذ گرامی سے 'امام النحو' کا لقب حاصل کیا۔ پھر اجمیر شریف حاضر ہو کر مدرسہ معینیہ میں مولانا علامہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ آپ کا ۳۵ سال تک یہ معمول رہا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی چوکھٹ پر نگاہ جمائے مختصر سے حجرے میں بیٹھے رہتے اور حضرت خواجہ کے انوار و برکات سے بہرہ ور ہوتے رہتے تھے۔ سلسلہ طریقت میں امام العارفین حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔"

حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی قدس سرہٗ کے استاذ گرامی حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہٗ کے علاوہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی قدس سرہٗ جیسے اجل اور مقتدر علماء آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

مولانا سید امیر اجمیری رحمہ اللہ نے تدریسی خدمات کے علاوہ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی اس وقت کی ضرورت کے مطابق کام کیا۔ عصری ضرورتوں کے مطابق انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں سے چند یہ ہیں آداب زیارت (قبور)' بیعت مشائخ' سماع موتیٰ' اہلاک الوہابین' کشف القناع عن وجہ السماع' ارشاد الحق' رسالۂ نور'

رسالۂ حاضر و ناظر، راہِ حق نما، کلمۃ الحق، مسئلہ وحدۃ الوجود و الشہود، کشف الحجاب عن مسئلۃ ایصال ثواب، ہمیں حضرت رحمہ اللہ کے خانوادہ کے علم دوست ذہین فطین، مخلص اور ذی شعور صالح نوجوان صاحبزادہ حافظ طاہر سلطان قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے زیرِ نظر کتابچہ "آداب زیارت" دستیاب ہوا ہم ان کے شکریہ کے ساتھ افادۂ عام کے لئے اس کا اصل فوٹو شائع کر رہے ہیں تاکہ یہ اب مضمون ایک بار پھر زندہ ہو جائے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت علامہ شرف صاحب رحمہ اللہ کے مطابق قیام پاکستان کے بعد آپ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے اور واپسی پر چھچھرو شریف میں (مستقل) قیام پذیر ہوگئے آپ نے تین مسجدیں تعمیر کرائیں اور خوشاب میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔"

۱۹۶۲ء میں آپ فالج کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے اور گفتگو بالکل بند ہو گئی۔ کسی سے کچھ کہنا مقصود ہوتا تو اشاروں سے اپنے مافی ضمیر کا اظہار کرتے۔ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ نے آپ سے ایک ملاقات میں پوچھا کہ حضرت! کسی وقت کوئی لفظ زبان سے ادا ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ تو آپ نے بغیر کسی لکنت کے صاف طور پر پڑھا۔

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول اللّٰهَ وعلىٰ آلك واصحابك يا حبيب اللّٰهَ

علامہ شرف صاحب فرماتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو اپنے اور اپنے حبیب پاک ﷺ کے ذکرِ مبارک کے لئے مختص فرما دیا تھا ورنہ اگر مرض ہوتا تو دنیاوی باتوں کی طرح درود شریف کی ادائیگی پر بھی قدرت نہ ہوتی اور یہ حالت آخری دم تک رہی۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی مجلس میں بیٹھ کر خدا یاد آتا ہے اور سکونِ قلب نصیب ہوتا ہے۔

۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز منگل بعد نماز ظہر نفل پڑھتے ہی سفر آخرت فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت بابا جی سیاح حرمین سید طاہر حسین شاہ جوہر آبادی قدس سرہٗ آپ کے جنازہ میں شریک تھے انہوں نے خود ارقم سے اپنی ایک ملاقات میں بیان کیا کہ اس جنازہ میں غیبی مخلوقات نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور ہاتف غیبی نے ان کے جنازے اور رحلت کی خبر کو عام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین

الحمد للہ کہ رسالہ نافع مسمّیٰ بہ

آداب زیارت

مع

اثبات مسائل ذیل

بوسۂ آستانہ کعبہ و مصحف و دست و پائے علمائے کرام و اولیائے عظام و بوسۂ قبور انبیاء، و اولیاء، و صلحاء، و علماء، و شہداء

باقرونِ حمید و ساعت سعید

مدلل و مستند طور پر تالیف ہو کر نور افزائے چشم عقیدت و نزہت بخش بصر و بصیرت ہوا

فقیر سیّد امیر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

معتکف آستانہ عالیہ اجمیر شریف

صوفی پریس محلہ لاکھن کوٹھری متصل چاندی کا کنواں اجمیر شریف

ہدیہ فی جلد

۲

حامداً و مصلیاً

قبروں کی زیارت کے لئے جانا سنت ہے اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر شریف کی زیارت کی اور اس قدر گریہ وزاری کی کہ اس کے اثر سے آپکے ہمراہی صحابۂ کرام بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ زیارت قبور کیا کرو اس لئے کہ اس سے موت یاد آتی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال زار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر امہ (رواہ مسلم از مشکوٰۃ) اسیطرح شہدائے اُحد کے مزارات پر اور دوسری قبور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارت کے لئے تشریف لیجانا احادیث سے ثابت ہے اور حضورؐ نے زیارت کا حکم بھی دیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے الا فزوروا القبور فانھا تذکر الموت قبروں کی زیارت کرو اس سے موت یاد آتی ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام کو زیارت قبور کیلئے یہ دعا سکھائی السلام علیکم اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات جلد اول میں فرماتے ہیں کہ آیات و احادیث سے ارواح کا باقی رہنا ان کا علم و شعور اور زائرین کے احوال پر مطلع ہونا ثابت ہے اور کاملین اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کو دربار خداوندی میں قرب اور مرتبۂ خاص حاصل ہونا بھی ثابت ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں تھا یا اس سے بھی زیادہ اور ان حضرات کی ارواح کو کرامات اور تصرفات باذن الٰہی حاصل ہیں اور حاجتمندوں کی حاجت روائیاں کرتے ہیں۔ اور وہ دور دراز سے فریاد کرنیوالوں کی بھی فریاد رسی فرماتے ہیں سماع موتیٰ اور مردوں کے ادراک شعور کا انکار اور مرکر مثل پتھر کے ہوجانا بعض شیعہ اور معتزلہ کا مذہب ہے اہل سنت والجماعت کے علمائے سماع موتیٰ

۳

کے منکر کو جاہل اور ملحد فرمایا ہے ان سب امور کی تفصیل اور تشریح اور ہر بات پر آیات کریمہ و احادیث صحیحہ و آثار صریحہ سے پوری دلیل لانا موجب طوالت ہے اس کے متعلق ہمارا رسالہ اہلاک الوہابیین ملاحظہ فرمایئے۔

پس جبکہ زیارت قبور کا فائدہ حقیقت میں اپنی موت اور عبرت اور آخرت کو یاد کرنا ہے اور اہل قبور زائر کے آنے پر مطلع ہوتے اور ان کا کلام و خطاب بھی سنتے ہیں تو بوقت زیارت ضروری آداب و تعظیم کا لحاظ رکھنا بھی لازم ہے کتب احادیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک آدمی کو قبر سے تکیہ لگائے ہوئے دیکھکر فرمایا کہ اے شخص اپنے اس فعل سے صاحب قبر کو ایذا نہ دے۔ علماء کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان مردہ و زندہ کی عزت برابر ہے فتح القدیر میں ہے الاتفاق علی ان حرمۃ المسلم میتا کحرمتہ حیا۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ قبروں پر رہنے کا مکان بنانا یا بیٹھنا یا تکیہ لگانا یا سونا یا اس کے نزدیک بول و براز کرنا یہ امور مکروہ قریب بحرام ہیں علامہ شامی اسکی دلیل یعنی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں ان المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی یعنی جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے مردہ بھی ایذا پاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک چنگاری یا تلوار پر چلنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں رواہ ابن ماجہ بسند حسن عن عقبۃ بن عامر اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر تکیہ لگانا یا قبر کے متصل باتیں کرنا اور شور کرنا یا ان کے نزدیک گندی اور ناپاک حالت میں جانا لازمی آداب کے خلاف ہے جس سے صاحب قبر کی روح کو ایذا پہونچے یا اس کی بد دعا کا سخت اندیشہ ہے اگرچہ زیارت قبور کا کوئی خاص طریقہ شرعاً واجب اور مقرر نہیں ہے ہر طرف صاحب قبر کو خطاب اور ثواب پہنچ سکتا ہے لیکن کتاب معتبر فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں

لکھا ہے کہ زیارت قبور کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اول اپنے گھر میں دو رکعت بہ نیت نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الحمد للہ اور آیت الکرسی ایک ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے اور دونوں رکعت پوری کرے سلام کے بعد ان کا ثواب میت کو بخشے اللہ تعالیٰ اس عمل سے میت کی قبر میں خاص نور پیدا کرتا اور زائر کو بڑا ثواب مرحمت فرماتا ہے اس کے بعد روانہ ہو اور راستہ میں غیر ضروری اور بے فائدہ کام اور دنیادی بات چیت میں مشغول نہ ہو پھر مقبرہ سے باہر جوتے نکالکر قبر کے دائیں جانب قبلہ کی طرف پشت اور میت کے چہرہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو اور سلام مذکورۃ بالا پڑھے۔

پھر جس قدر ممکن اور آسان ہو قرآن پڑھے پھر کہے یا اللہ اسکا ثواب فلاں شخص کو مرحمت فرما۔ نیز کتاب معتبر درمختار میں ہے کہ سورۃ یٰسین پڑھیں اور حدیث میں ہے کہ اگر سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو بخشے تو ان کی شمار و تعداد کے موافق من جانب اللہ ثواب دیا جائیگا۔ نیز شرح لباب میں ہے کہ سورۃ فاتحہ سورۃ بقرہ مفلحون تک آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور سورۃ یٰسین اور سورۃ تبارک اور سورۃ تکاثر اور اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پڑھے اور پھر کہے یا اللہ اس کا ثواب فلاں شخص یا اشخاص کو مرحمت فرما اور حسب قاعدہ دعا اور درود شریف پر ختم کرے۔ شیخ عبدالحق محدث دھلوی جلد اول اشعۃ اللمعات صفحہ سات سو تریسٹھ ۷۶۳ میں لکھتے ہیں کہ اگر دوستان خدا کے فیوض روحانی سے کسیکو کوئی نعمت مل جائے جیسا کہ ان کی دنیادی زندگی میں ملتی تھی تو یہ ان کی قبولیت اور طاقت روحانی سے بعید نہیں کیونکہ کسی دلیل شرعی سے اس کا ممنوع اور محال ہونا ثابت نہیں ہوتا اور حقیقی قدرت و تصرف تو خدا ہی کو حاصل ہے جل جلالہ ــــہ

مردانِ خدا خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند

یہ ہیں مختصر آداب زیارت واللہ اعلم بالصواب علمہٗ اتم و اکمل

مزاراتِ انبیاء عظام و اولیاء کرام کو بوسہ دینے کا بیان

مزارات انبیاء عظام و اولیاء کرام کو بوسہ دینا بنظر تبرک و تعظیم جائز و مباح ہے۔

خداوند قدوس اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ جو شخص خدا کی قرار دی ہوئی تمام قابل ادب چیزوں کی تعظیم و وقعت کرے تو یہ وقعت و تعظیم اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ؕ یعنی شعائر اللہ کی تعظیم قلوب کی پرہیزگاری کا ثمرہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب الطاف القدس صفحہ ۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ و محبت شعائر عبارت از محبت قرآن و پیغامبر و کعبہ است بلکہ محبت ہر چہ منتسب باشد بخدا حتیٰ اولیاء اللہ نیز یعنی محبت شعائر اللہ و پیغامبر و کعبہ کا نام ہے بلکہ ہر اس چیز کی محبت جو خدا کی طرف منسوب ہو حتیٰ کہ اولیاء اللہ کی محبت بھی شعائر اللہ میں داخل ہے۔ شاہ صاحب کی تحریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اولیاء اللہ شعائر اللہ میں داخل ہیں کیونکہ شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنیٰ علامت کے ہیں پس جسے دیکھکر خدا یاد آئے وہ خدا کی نشانی اور شعائر اللہ سے ہے

حدیث شریف میں ہے کہ خدا کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب انکی صورت پر نگاہ پڑتی ہے تو خدا یاد آتا ہے پھر اس کے بعد یہ فرمایا ان النظر علیٰ وجھھم عبادۃ یعنی ایسے لوگوں کی صورت بھی دیکھنا عبادت ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اولیاء اللہ شعائر اللہ سے ہیں اور تعظیم شعائر اللہ کی دل کی پرہیزگاری میں داخل ہے تو اولیاء اللہ

۶

اور ہر وہ چیز جو ان کی طرف منسوب ہو واجب التعظیم ہوئیں۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ منعم کے شعائر کی تعظیم منعم کے محبت کے سبب سے ہے اور محبت منعم میں داخل ہے جیسے اس کے نام کی تعظیم اس کے کلام کی تعظیم اس کے لباس و سلاح یہاں تک کہ اسکی سواری کی اور مکان کی تعظیم بھی محبت منعم میں داخل ہے اب نظر انصاف سے فیصلہ کرلیجئے کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا بنظر تبرک تعظیم جائز ہے یا نہیں۔ نظر انصاف چاہئے نیز جس کی تقبیل و معانقہ و طواف در جبعت قہقری ہوتی ہے اسے اگر انوار الٰہی کا ظل قرار دیا جائے تو معنیٰ شعائر میں داخل ہو جائے گا۔ علماء کرام قدیمًا و حدیثًا فقہًا و حدیثًا تصریحات فرماتے آئے کہ حرمۃ المسلم حیًا و میتًا سواء۔ زندہ و مردہ کی حرمت یکساں ہے اور شک نہیں کہ آستانہ بوسی عرفًا انجائے تعظیم سے ہے اور تعظیم و توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے تو جس کی تعظیم شرعًا مطلوب ہے وہاں جو افعال و طرق حسب عرف و عادت قوم کئے جاتے ہیں اسی مطلوب شرعی کے تحت میں داخل ہوں گے جبتک کسی خاص فعل سے نہی شرعی ثابت نہو جیسے قبر کیطرف نماز کہ شرعًا ممنوع ہے۔

متبرک چیز کو بوسہ دینے کا ثبوت احادیث میں بھی موجود ہے سب سے اظہر از ہر حدیث عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ انھوں نے موضع جلوس منبر انور سرور اطہر کو مس کر کے اپنے چہرہ سے لگایا رواہ ابن سعد فی طبقاتہ۔ اور صحابہ کرام سے مروی ہے کہ رمانہ منبر اعظر کو داہنے ہاتھ سے مس کرکے دعا مانگا کرتے تھے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں (ترجمہ) نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ قبر شریف پر سلام پڑھا کرتے تھے میں نے سو مرتبہ یا زائد دیکھا کہ قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علی النبیؐ السلام علی ابی بکرؓ

۷

السلام علی ابی۔ پھر واپس ہو جاتے اور دیکھا گیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنا ہاتھ ممبر اقدس کے اس حصہ پر رکھا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے پھر اسے چہرہ پر لگایا ابن قسیط اور عتبیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اصحاب کی یہ کیفیت تھی کہ جب مسجد خالی ہو جاتی تو منبر کے کنگرہ کو جو قبہ شریف سے متصل تھا داہنے ہاتھوں سے چھوتے پھر قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے۔ سند المحدثین حافظ ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے ارکان کے چومنے کی مشروعیت سے ہر قابل تعظیم چیز کے بوسہ دینے کا ثبوت نکالا ہے۔

حضورؐ کے ممبر شریف و قبر شریف کے بوسہ دینے کے متعلق امام احمد صاحب سے پوچھا گیا آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہے یہ قول امام احمد کا ابن تیمیہ کے سامنے پیش کیا گیا مگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے اور کہنے لگے کہ احمد بن حنبلؒ سے مجھکو سخت تعجب ہے کہ وہ ایسے جلیل القدر ہو کر ایسی بات کہتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ باتباع عبداللہ بن عمر و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آثار رسول اللہ کی عظمت اس قدر کرتے تھے ابن تیمیہ اور عبدالوہاب نجدی اور ان کے متبعین تعظیم و بوسہ قبر کو کفر و شرک کہتے ہیں اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ حنبلیت کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے۔ بوسہ قبر میں علماء محدثین نقاد متبحرین نے بارہا ان کو زک دی ہے اور امام احمد کا قول ان کے سامنے پیش کیا گیا مگر وہ اپنی ضد سے نہ ہٹے۔ علامہ جلال الدین سیوطی توشیح میں فرماتے ہیں واستنبط بعض العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین یعنی علماء نے حجر اسود کے چومنے سے قبور صالحین کے چومنے کا جواز استنباط کیا ہے چونکہ حجر اسود کو بوسہ دینا مشروع ہے اس لئے علامہ تقبیل قبور اولیاء کو بھی جائز

بتاتے ہیں علامہ ابن حجر مکی نے کہا ہے کہ بعض علماء نے سنگ اسود کا بوسہ مشروع ہونے کی وجہ سے ہر اس چیز کا چومنا جائز قرار دیا ہے جو مستحق تعظیم ہے۔ خواہ آدمی ہو یا غیر آدمی ونقل عن ابی الصیف الیمانی احد علماء مکۃ من الشافعیۃ جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین انتہٰی یعنی ابو الصیف یمانی جو مکہ معظمہ کے شافعی علماء میں سے ہیں قرآن شریف اور اوراق حدیث اور بزرگوں کی قبروں کو چومنا جائز سمجھتے ہیں

نیز امام احمد بن حنبلؒ مسند شریف میں بسند حسن فرماتے ہیں۔
اقبل مروان یوما فوجد رجلا واضعا وجہہ علی القبر فاخذ مروان برقبتہ ثم قال ھل تدری ما تصنع فاقبل علیہ فقال نعم انی لم آت الحجر انما جئت لرسول اللہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تبکوا علی الدین اذا ولیہ اھلہ ولکن ابکوا علی الدین اذا ولیہ غیر اھلہ (ترجمہ) مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبر سید عالم ﷺ پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے ہے مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو اس پر انھوں نے مروان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ہاں میں سنگ و گل کے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں رسول اللہ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دین پر مت رو جب اس کا اہل اس پر والی ہو اس وقت دین پر رو جب نا اہل اس پر والی ہو اور نا اہل کے ہاتھ آجائے۔ واضح رہے کہ یہ صحابی سیدنا حضرت ابو ایوب انصاریؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے امام سمہودی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے مسند شریف میں روایت کیا سند حسن کے ساتھ یہ روایت مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۴۲۲ میں موجود ہے اور محدثین نے اس کو حسن بتایا ہے۔

اذان سے قبل اور بعد

صلاۃ وسلام کا ثبوت

از قلم...... حضرت علامہ الحاج قاری مفتی محمد شفیع الہاشمی (برطانیہ)

عقیدہ اہل سنت و جماعت:

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اور سرکار دو عالم ﷺ نے درود پاک کے لئے نہ وقت مقرر کیا ہے اور نہ صیغہ مقرر کیا ہے اور نہ ہی ہیئت مقرر کی ہے اور نہ ہی جگہ مقرر کی ہے اس لئے چاہیے کہ اذان سے پہلے چاہے بعد چاہے رات کی کسی گھڑی میں یا دن کے کسی لمحہ میں درود پاک پڑھا جائے مستحب ہے۔

قرآن پاک کی رو سے درود پاک کے لئے کوئی خاص صیغہ یا وقت معین نہیں:

قرآن میں ارشاد ہے:

یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما — اے ایمان والو ان پر (نبی اکرم ﷺ) پر درود اور سلام بھیجو۔

قارئین کرام! اگر ہم ارشاد خداوندی پر غور کریں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اللہ رب العزت نے درود شریف کے لئے کوئی خاص صیغہ یا وقت مقرر نہیں فرمایا بلکہ مطلقاً فرمایا کہ اے ایمان والے میرے نبی پر درود وسلام پڑھو۔ یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ فلاں درود پڑھو اور فلاں وقت پڑھو اتنے واضح ارشاد خداوندی کی موجودگی میں اگر کوئی شخص کہے کہ اذان سے قبل یا بعد درود پڑھنا جائز ہے اور درود صرف درود ابراہیمی ہے تو یہ خدا کے مطلق حکم کو مقید کرنا اور حکم خداوندی کی کھلم کھلا مخالفت ہے۔

حدیث پاک کی رو سے درود پاک تمام اوقات میں پڑھنا افضل ہے

قال أبي یا رسول اللہ إنی أکثر — حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور

الصلوٰة عليك فلو اجعل لك من صلاتي قال ما شئت قلت الرابع قال ما شئت فان زدت فهو خيراً قلت الثلثين قال ما شئت وان زدت فهو خير قال قلت اجعل لك صلاتي كلها قال إذا تكفى همك ويغفرلك ذنبك

(مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)
(مشکوٰۃ صفحہ ۸۶ زاد السعید صفحہ ۶)

اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہوں۔ میں اپنے وقت کا کتنا حصہ درود کے لئے مقرر کر دوں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جتنا تیرا ارادہ ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا وقت کا چوتھائی حصہ درود کے لئے مقرر کردوں؟ سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا جتنا تیرا ارادہ ہو اور اگر زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا پھر حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا دو تہائی وقت درود کے لئے مقرر کر دو تو حضور اکرم ﷺ جس قدر تیرا ارادہ ہو اگر اور زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا اس پر حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں سارا وقت ہی درود شریف کے لئے مقرر کردوں گا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت یہ تیری مشکلات کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی درود پڑھنے کے لئے کوئی ٹائم مقرر نہیں کیا بلکہ اتنا فرمایا میرا امتی جتنا زیادہ درود پڑھے گا اتنا اس کے لئے بہتر ہے۔

اکابرین امت کے نزدیک بھی درود پاک کے لئے کوئی وقت معین نہیں:

مسلم فریقین فقیہہ علامہ شامی رد المحتار جلد اول ۵۱۶ پر لکھتے ہیں مستحبة في كل اوقات الامكان یعنی ان تمام ممکن و جائز اوقات میں درود شریف مستحب ہے جہاں کوئی مانع نہ ہو انہوں نے درج ذیل اوقات ممنوعہ ذکر کئے ہیں جن میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔۔۔۔۔۔ جماع کے وقت۔۔۔۔۔ رفع حاجت کے وقت۔۔۔۔۔ سامان بیچتے وقت مال کی عمدگی ظاہر کرنے کے لئے۔۔۔۔۔ پھسلتے وقت۔۔۔۔۔ تعجب کے وقت۔۔۔۔۔ ذبح کے وقت۔۔۔۔۔ چھینک کے وقت۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

كثرة الصلوٰة على النبی ﷺ في كل حال

میں ہر حال میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا پسند کرتا ہوں۔

(القول البدیع صفحہ ۱۹۳)

ابن قیم جس کو دیوبندی وہابی حضرات اپنا امام مانتے ہیں نے درود پاک کے حکم والی آیت کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ:

الدعو عليه في صلوتكم ومساجدكم في كل موطن

اے ایمان والوں اپنے نبی کی ثنا کرو (درود وسلام پڑھو) اپنی نمازوں میں اپنی مسجدوں میں اور اگر ہر موقع و جگہ میں۔

(جلاء الافہام صفحہ ۱۹۰)

مسلم فریقین شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا حضور اکرم ﷺ پر تمام اوقات میں درود وسلام مستحب و مستحسن ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۴)

مولوی زکریا صاحب دیوبندی مصنف تبلیغی نصاب لکھتے ہیں اور جن اوقات میں پڑھ سکتا ہو پڑھنا مستحب ہے۔ (فضائل درود صفحہ ۷۹)

اذان کے بعد درود پاک پڑھنا۔ مسلم جلد اول صفحہ ۱۶۶ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۸۴، مشکوٰۃ صفحہ ۶۴، نشر الطیب صفحہ ۲۱۸ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی، زاد السعید صفحہ ۵ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

عن ابی عمر عن النبی ﷺ إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علي

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب موذن اذان کہے تو تم بھی اس طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو۔

قارئین کرام! آیات و احادیث کے عموم سے اذان سے قبل درود کا جواز اور مستحب ہونا ثابت ہوتا لیکن اذان کے بعد درود کا پڑھنا تو حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہے۔

کیا درود ابراہیمی کے بغیر اور کوئی درود نہیں:

بعض دوستوں کا یہ نظریہ ہے کہ صرف درود ابراہیمی ہی درود ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی درود نہیں حالانکہ یہ نظریہ غلط ہے۔

کیونکہ قرآن کا ارشاد ہے:

یاایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما

اے ایمان والو درود بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو۔

اب درود ابراہیمی میں درود تو ہے سلام کہاں ہے؟ صرف درود ابراہیمی پڑھنے سے قرآن کے حکم پر عمل نہیں ہوتا۔ کیونکہ قرآن درود اور سلام دو چیزوں کا حکم دیتا ہے اور درود ابراہیمی میں صرف درود ہے سلام نہیں۔

حدیث کی ساری کتابوں میں جب کوئی صحابی حدیث روایت کرتا ہے تو قال رسول اللہ ﷺ کہتا ہے اگر درود ابراہیمی کے بغیر اور کوئی درود نہ ہوتا تو صحابی ﷺ کی بجائے درود ابراہیمی پڑھتا۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے سوا اور کوئی درود نہیں وہ بھی نماز میں السلام علیك أيها النبي پڑھتے ہیں کیا یہ درود نہیں؟ اگر درود ہے تو تمہارا دعویٰ تمہارے عمل نے باطل کر دیا۔

تفسیر روح البیان جس کے حوالے مولوی ذکریا مصنف تبلیغی نصاب نے کئی جگہ

دیئے ہیں میں موجود ہے۔

اعلم أن الصلوة متنوعة إلى أربعة الاف وفي رواية إلى إثنا عشر

درود شریف کی چار ہزار اقسام ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ ہزار اقسام ہیں۔

اگر درود ابراہیمی کے بغیر اور کوئی درود نہیں تو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب حکیم الامت علماء دیو بند اور مولوی ذکریا مصنف تبلیغی نصاب نے زاد السعید اور فضائل درود میں درود ابراہیمی کے سوا اور درود کیوں لکھے؟

سرکارِ دو عالم ﷺ نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم کس موقع پر دیا:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ درود ابراہیمی پڑھو اس سے معلوم ہوا کہ درود ابراہیمی کے علاوہ اور کوئی درود نہیں۔

بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۴۰، ترمذی جلد اول صفحہ ۴۶ ابن ماجہ صفحہ ۶۴ مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۹ جلاء الافہام صفحہ ۵ مصنفہ ابن قیم میں حدیث موجود ہے صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔

یا رسول اللہ نماز میں سلام تو ہم نے معلوم کر لیا یہ فرمائیں کہ درود کیسے پڑھا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا درود ابراہیمی پڑھو۔ تو معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ ہر وقت صرف درود ابراہیمی ہی پڑھو یا درود ابراہیمی کے علاوہ اور کوئی درود ہے ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم نے نماز میں سلام تو آپ ﷺ سے سیکھ لیا کہ پڑھنا ہے السلام علیك أيها النبي و رحمة الله وبركاته اب یہ بتائیے کہ درود کیسے پڑھنا ہے؟ تو آپ ﷺ نے درود ابراہیمی بتایا نماز میں تو جب السلام علیك أيها النبي آیا تو سلام آگیا اور جب درود ابراہیمی پڑھا تو درود ابراہیمی درود آگیا۔ نماز میں تو سلام بھی آگیا اور صلوٰۃ (درود بھی آگیا) اب اگر نماز کے باہر کوئی کامل درود پڑھنا چاہتا ہے تو پہلے پڑھے السلام علیك أيها النبي اور پھر درود ابراہیمی پڑھے اگر نماز کے باہر صرف درود ابراہیمی پڑھے گا تو سلام نہ آئے گا اور اللہ کے حکم پر مکمل عمل نہ ہوگا نماز کے

باہر اگر السلام علیك أیھا النبي اور درود ابراہیمی ملا کر پڑھنے کی بجائے الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله پڑھ لے تو صلوٰۃ وسلام دونوں آجائیں گے قرآن کے حکم پر مکمل طور پر عمل بھی ہو جائے گا اور اختصار بھی رہے گا۔

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ درود ہے۔ تفسیر روح البیان جس کے حوالے سے اکابرین دیو بند نے بھی اپنی کتابوں میں دیئے ہیں۔

ومنھا الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله. الصلوۃ والسلام علیك یا حبیب الله الصلوۃ والسلام علیك یا خلیل الله الصلوۃ والسلام علیك یاصفی اللّٰہ الخ

انہیں درودں میں ایک درود الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ ہے۔

نسیم الریاض شرح شفا جلد سوم میں ہے۔

والمنقول بأنھم کانو یقولون فی تحیة الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ

منقول ہے کہ صحابہ کرام دربار رسالت میں تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ

زرقانی علی المواہب جلد ۲۔ امام محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں۔

إنہ ورد فی عدۃ طرق جماعة من صحابة انھم قالوا یا رسول الله

بے شک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت صلوٰۃ کے الفاظ یوں کہتی یا رسول الله صلی الله علیك وسلم

انتباہ فی سلاسل الاولیاء صفحہ ۱۴۳۔ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صبح کی نماز کے بعد اورادفتحیہ میں مشغول ہو جائے۔ ۱۴ ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ولی کی اس کے ایک کلمہ سے ہوئی ہے جو حضوری کے ساتھ اس کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرے اس کی برکت و صفائی کا مشاہدہ کرے اور اسی اورادفتحیہ میں درج ذیل درود بھی ہے۔ الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللّٰہ

نواب آف کالاباغ مداخلت نہ کرتے تو میں صدر بن جاتا

راسخ العقیدہ سنی مسلمان اور پیدائشی مسلم لیگی ہوں

میں نے ملک اور بیرون ملک کے معروف اور ماہر ڈاکٹروں کے ساتھ کام کیا

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ علیحدہ ہوئے اور میں نے صدارت چھوڑ دی

سفرنامے لکھنا شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب منظر پر آجائے گی

ضلع سیالکوٹ میں سیاست' دین' تنظیم' تعلیم' تحریک' رفاہ عامہ اور سماجی خدمت کے حوالے سے بے لوث خدمات سرانجام دینے والے نامور سپوت

ڈاکٹر خالد سعید شیخ

سے نہایت اہم اور مفصل انٹرویو

ملاقات...... ملک محبوب الرسول قادری

رپورٹ...... مفتی آصف محمود قادری

ڈاکٹر خالد سعید شیخ .... تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ اور تحریک ختم نبوت کا اہم نام ہے انہوں نے اپنے آبائی شہر سیالکوٹ اور اس کے گردونواح میں انتھک محنت کی۔ وہ محض اللہ کی رضا کے لئے تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ کی مرکزی قیادت' قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کے ساتھ بے پناہ محبت رکھتے ہیں انہوں نے نامور شیخ طریقت اور "صدائے اللہ ہو" کے پرچار کر حضرت خواجہ صوفی محمد معصوم (موہری شریف) رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سماجی خدمت کے جذبے سے سرشار دل رکھتے ہیں اور اسی محنت و خدمت میں ہی اپنے دل کی تسکین کا سامان پاتے ہیں۔ خلوص' ایثار' پیار' دیانت' حق گوئی' علم دوستی اور شفقت جب ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں تو ڈاکٹر خالد سعید شیخ جیسی شخصیت کا مسکراتا چہرہ انسان کے سامنے آجاتا ہے۔ حساس دل رکھنے والے ڈاکٹر خالد سعید شیخ معاشرتی ناہمواریوں سے مایوس ہو کر پاکستان سے برطانیہ ہجرت کر گئے زیر نظر انٹرویو اُن کی بے پناہ خدمات' جدوجہد' افکار و نظریات اور جوان جذبوں کا آئینہ دار ہے آیئے اُن کی باتیں اُن ہی سے سنتے ہیں.....................(ادارہ)

☆ ڈاکٹر صاحب اپنے مکمل خاندانی پس منظر اور ابتدائی تعلیم وغیرہ کے حوالے سے تفصیل سے بتائیے؟

○ میں شیخ خاندان کا فرد ہوں میرا نام خالد سعید شیخ ہے جبکہ دادی اماں کا تجویز کردہ نام احسان الٰہی ہے میرے والد ماجد شیخ فضل الٰہی رحمہ اللہ تعالیٰ' دادا جان شیخ امام دین رحمہ اللہ تعالیٰ اور نانا جان شیخ عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ میرا سگا بھائی کوئی نہیں البتہ دو بہنیں ہیں۔ میرے دادا شیخ امام دین رحمہ اللہ تعالیٰ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے وہ جوانی کے عالم میں ہیضہ کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ ان کی عمر اس وقت ۳۰ سال تھی۔ قبرستان شہیداں سیالکوٹ میں ان کی آخری آرام گاہ ہے وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شریف النفس شخصیت تھے میری دادی اماں محترمہ زینب بی بی انتہائی باہمت' نیک' خوبصورت اور خوب سیرت' تہجد گزار' غمگسار' صابر و شاکر اور محنتی خاتون تھیں۔ ۲۵ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ اس وقت میرے والد صاحب کی عمر پانچ سال تھی اور پھوپھی صاحبہ ۶ سال کی تھیں۔ دونوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ میرے والد صاحب کو بی اے' ایل ایل بی تک پڑھایا جبکہ اس زمانے میں مسلمان آبادی میں صرف چند وکلاء تھے۔ میری پھوپھی کی تعلیم وتربیت کا انتظام بھی کیا اور پھر ان کی شادی شیخ لعل دین ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز سے کر دی۔ ان کا 'مقبول حساب' بہت مشہور ہوا۔ خاندان میں صاحب الرائے کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے اور مشورہ کے لئے جوق در جوق لوگ آتے تھے۔ تمام عمر دیانت داری' ایمانداری اور جذبۂ حب الوطنی سے ملازمت کی اور زندگی بسر کی میری دادی جان گورنمنٹ پرائمری گرلز سکول کی ہیڈ مسٹریس تھیں اور شام کو بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم مفت دیتی تھیں' پاکباز خاتون تھیں تمام مکاتب فکر اور اہل محلہ و اہل خاندان دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کی عزت کرتے تھے۔ ان کا وصال ۱۹۶۰ء میں ہوا۔

علامہ اقبال ٹاؤن سیالکوٹ کی مین سڑک کا نام ''الحاج شیخ فضل الٰہی روڈ''
متفقہ قرارداد کے ذریعہ میرے والد کے نام پر رکھا گیا

میرے والد ماجد الحاج شیخ فضل الٰہی کی تاریخ پیدائش ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء اور تاریخ وفات ۱۰ مارچ ۱۹۷۵ء ہے انہوں نے ۱۹۳۴ء میں ایل ایل بی پنجاب یونیورسٹی میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کی۔ بی اے' مرے کالج سے کیا طبعاً انتہائی شریف النفس' رحم دل' غریب پرور' ہمدرد' دیانت دار' صلح رحمی اور جوڑ کے قائل تھے وہ اپنوں اور غیروں میں یکساں مقبول تھے انہیں بچے' بڑے اور بوڑھے سب وکیل صاحب کے نام سے یاد کرتے' انہوں نے جھوٹ اور منافقت کی وجہ سے وکالت کے پیشہ کو خیرباد کہہ دیا اور کاروبار سے منسلک ہو گئے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پکے مسلم لیگی اور قائداعظم کے جانثاروں میں سے تھے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیدائی اور جذبۂ حب الوطنی سے سرشار شخصیت کے حامل تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ہراول دستے میں رہے۔ شہر اقبال کی آن اور ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ ان کے قریبی ساتھیوں میں فیض احمد فیض' چوہدری عبدالحفیظ ایڈووکیٹ' پروفیسر شیر احمد لودھی' آغا ذوالفقار' خواجہ محمد عطاء اللہ جالندھری' میاں فتح محمد ڈپٹی کلکٹر' شیخ عبدالمجید پوری بی اے' خواجہ حاکم دین' شیخ محمد سعید پوری لیبر آفیسر' شیخ الطاف حسین 'اللہ لوک' نمایاں تھے۔ میرے والد گرامی نے دسمبر ۱۹۷۴ء میں بیماری کے باوجود حج بیت اللہ کا سفر افراد خانہ کے ساتھ کیا یقیناً یہ ایک تاریخ ساز' بابرکت اور فیوض سے لبریز سفر تھا۔ اس روحانی سفر کے واقعات اور مشاہدات کو تحریر کرنے کے لئے خاصا وقت بھی درکار ہے اور پھر اُسے ایک ضخیم کتاب کی شکل بھی دینا ہوگی۔ وہ ۱۰ مارچ ۱۹۷۵ء کو اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے لبریز فرمائے ان کی نماز جنازہ میرے بہنوئی الحاج شیخ عشرت عبدالمجید پوری نے پڑھائی وہ حجاز مقدس کے سفر میں ہمارے ساتھ تھے۔ انہوں نے دل کی گہرائیوں سے نہایت رقت انگیز انداز میں دُعا کروائی۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشک بار نہ ہوئی تھی۔ عظیم اجتماع تھا۔ قبر کی مٹی اتنی نرم اور خوشبودار تھی کہ اسے گورکن بشمول موجود تمام حاضرین

میرے استعفیٰ پر آفیسروں اور لیبر نے ہڑتال کر دی مجبوراً رات کے اندھیرے میں نکلا

نے خصوصی طور پر محسوس کیا۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ حضور پر نور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ وطفیل آج تک روزانہ ان کی قبر پر قرآن خوانی ہوتی ہے یقیناً وہ ایک ولی اللہ تھے انہوں نے کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا اور نہ کسی سے جھگڑا کیا ہمیشہ ہر کسی کے کام آئے۔ وہ میرے والد ماجد تھے اور میرے استاد مکرم بھی۔ میں نے ان سے انگریزی اور فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ میرے دوست بھی اور میرے مشیر اعلیٰ بھی تھے۔ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ نے ان کی یاد میں علامہ اقبال ٹاؤن سیالکوٹ کی مین سڑک کا نام "الحاج شیخ فضل الٰہی روڈ" متفقہ قرارداد کے ذریعہ منظور کر کے اُن کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ان کی برسی ہر سال مارچ کے مہینہ میں "محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ" کے انعقاد سے منائی جاتی ہے۔ میری والدہ ماجدہ نجمن النساء بیگم رحمہا اللہ تعالیٰ اپنے خاندان کی پہلی میٹرک پاس خاتون، نمایاں پوزیشن کے ساتھ وظیفہ کی حقدار ٹھہریں۔ بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہونے کے ناطے سے اپنے ماں باپ کو بہت عزیز تھیں۔ ایک عظیم ماں، مثالی بیوی، فرمانبردار بیٹی، درد مند بہن، شفیق ساس، سلیقہ مند اور ماہر امور خانہ داری، دینی اور دنیاوی

نفاذِ نظام مصطفیٰ ﷺ کا داعی ہوں، تھا اور رہوں گا (ان شاء اللہ)

علوم سے بہرہ ور، محب وطن پاکستان، تحریک پاکستان اور تحریک نفاذِ نظام مصطفیٰ ﷺ کی مجاہدہ، ادیبہ، شاعرہ، اپنوں اور غیروں میں یکساں ہر دلعزیز، صبر اور شکر کی پیکرہ، راسخ العقیدہ مسلمان، محترمہ، معظمہ ومکرمہ تھیں۔ ان کی "لوری" اپنے پوتے "محمد احمد سعید" کی ولادت کے موقع پر تحریر کردہ ہر طبقہ فکر میں بے حد پسند کی گئی۔ ان کے علاوہ اُن کی نظم میرے دوست سرجن ڈاکٹر تسلیم صاحب کی سیالکوٹ سے لاہور شفٹ ہونے پر الوداعی نظم اور پھر اپنے پوتے محمد ایاس سعید کے ولادت کے موقعہ پر "خوش آمدید" نظم خاصی مشہور اور پسند کی گئیں۔ حج بیت اللہ کی سعادت، عمرہ مبارک متعدد بار اور عراق میں بزرگان دین کے مزارات پر حاضری انہیں نصیب ہوئی۔ کچھ عرصہ عارضۂ قلب میں مبتلا رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملیں۔ ان کی نمازِ جنازہ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم رحمہ اللہ تعالیٰ نے

پڑھائی۔ جنازہ میں جم غفیر تھا اور روح پرور منظر تھا۔ یہ ۴ فروری ۱۹۹۸ء کا دن تھا۔ قبرستان بابل شہید سیالکوٹ میں ان کی آرام گاہ ہے۔

میرے نانا جان شیخ عبدالغنی مرحوم نہایت نیک اور پرہیزگار تھے۔ جنرل مرچنٹ کا کاروبار کرتے تھے۔ وصال ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ ہمدرد اور غریب پرور تھے۔ چار میرے ماموں مختلف قسم کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ ایک واپڈا میں اکاؤنٹ آفیسر تھے۔ ایک ڈنمارک میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک ہی خالہ ہیں جو راولپنڈی میں رہائش پذیر تھیں اب اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو چکی ہیں میری نانی جان ایک سیدھی سادھی صالح خاتون تھیں وصال کے کئی سال گذر جانے کے بعد اُن کی قبر بیٹھ گئی۔ کھولا تو ان کا کفن تک میلا نہ ہوا تھا۔ بے شمار لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور یہ روح پرور منظر میں نے جاگتی آنکھوں سے دیکھا ان کا وصال ۱۹۷۰ء میں ہوا تھا۔ میرے بہنوئی الحاج عشرت عبدالحمید پوری بی اے ایل ایل بی ہیں جو نہایت شریف، نیک اور باشرع ہیں آج کل شعبہ تعلیم سے منسلک ہیں ان کے والد گرامی الحاج شیخ عبدالحمید پوری کا جنت البقیع میں مدفن بنا۔ ان کی ایک بیٹی ایم بی بی ایس فائنل کی طالبہ ہے۔ الحاج شیخ طارق جاوید کپور مرحوم (ایم ایس سی) کاروبار سے منسلک تھے۔ 'خدائی خدمتگار' مشہور تھے کبھی کسی کو کسی کام سے انکار نہیں کیا۔ ہر کسی کی خوشی اور غمی میں ضرور شریک ہوتے۔ شوگر اور گردوں کے فیل ہو جانے سے پچاس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ راولپنڈی میں ان کا مدفن ہے ان کے ۲ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں انہیں حج اور عمرہ کی سعادت بھی حاصل رہی ان کا جنازہ راولپنڈی کے بہت بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔ وصال ۲۰۰۳ء میں ہوا۔

جمعیت العلمائے پاکستان واحد ایسی جماعت تھی جس کا جھنڈا اور منشور مجھے پسند آیا

میرا نام ڈاکٹر خالد سعید شیخ ہے میری تاریخ ولادت ۱۶ نومبر ۱۹۴۴ء (بوقت نماز تہجد) ہے اور مقام ولادت سیالکوٹ شہر ہے۔ میں نے پرائمری تعلیم کے ڈی پرائمری سکول گرین سٹریٹ وڈ سیالکوٹ اور دھاروال پرائمری سکول رنگپورہ روڈ سیالکوٹ سے حاصل

کی۔ پانچویں کا امتحان وظیفہ ضلع بھر میں نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کیا اور وظیفہ حاصل کیا۔ ثانوی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ (حال گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول سیالکوٹ) سے حاصل کی میں نے مڈل ۱۹۵۷ء میں اور میٹرک ۱۹۵۹ء میں کیا۔ دونوں امتحانات اعلیٰ نمبروں اور نمایاں پوزیشنوں کے ساتھ پاس کئے اور وظیفہ حاصل کیا۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم مرے کالج سیالکوٹ سے حاصل کی میں نے ایف ایس سی (پری میڈیکل) ۱۹۶۱ء میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کی اور پانچ سال کے لئے میرٹ سکالرشپ حاصل کیا۔

☆ آپ نے پیشہ ورانہ تعلیم کب، کہاں اور کیسے مکمل کی؟ نیز اپنے طبی تجربات اور خدمات سے بھی آگاہ کیجئے؟

○ پیشہ ورانہ تعلیم کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور پنجاب، یونیورسٹی لاہور ایم بی بی ایس (اعزاز کے ساتھ) ۱۹۶۶ء میں کیا میں دوران تعلیم امریکہ کا امتحان ECFMG بھی اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ میں نے سکول اور کالجوں میں نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ متعدد تحریری اور تقریری مقابلہ جات میں بے شمار انعامات حاصل کئے۔ سکول اور کالج میں مختلف سوسائٹیوں اور کلبوں کا عہدہ دار بھی رہا۔ میں نے بیڈمنٹن، کرکٹ، ہاکی اور سکوائش کھیلی۔ ٹیبل ٹینس میں میرا نمایاں مقام رہا۔ میڈیکل کالج ہوسٹل کا سیکرٹری (بلا مقابلہ ۳ بار) رہا۔ اور طلبا کی بہبود کے متعدد پروگرام تشکیل دیئے۔ پہلی دفعہ ٹی وی کامن روم میں لایا گیا۔ میڈیکل سٹوڈنٹ یونین کے صدر کے الیکشن میں حصہ لیا۔ مگر اس وقت کے گورنر پنجاب نواب آف کالا باغ کی مداخلت پر الیکشن نہ ہو سکے ویسے میری کامیابی یقینی تھی۔

تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں قومی اتحاد کی جلسہ اور جلوس کمیٹی کا چیئرمین تھا

میں نے ٹریننگ دوران تعلیم میو ہسپتال لاہور، لیڈی ریڈنگ ہسپتال لاہور، جنرل ہسپتال لاہور میں حاصل کی۔ 67-1966ء بطور ہاؤس آفیسر یونائیٹڈ کرسچن ہسپتال المعروف امریکن ہسپتال گلبرگ لاہور میں کام کیا۔ معروف اور نامور سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان ڈاکٹر ڈنلپ، ڈاکٹر بوس، ڈاکٹر امتیاز اصغر، ڈاکٹر ولیم، ڈاکٹر سیگر، ڈاکٹر ڈین، ڈاکٹر جمال، ڈاکٹر محمد

انور، ڈاکٹر رستم ایرانی، ڈاکٹر پرلا موتی رام کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ان سارے ماہرین صحت سے خوب شاباش ملی اور تعریفی سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ پاکستان میں اوپن ہارٹ سرجری سب سے پہلے اس وقت اسی ہسپتال میں شروع کی گئی تھی۔

1969-1967ء میڈیکل آفیسر ٹی اینڈ ٹی کالونی ہسپتال وانچارج ٹی آئی پی کلینک ہری پور ہزارہ میں کام کیا۔ علاقہ کے لوگوں سے خاصی محبت اور شہرت ملی۔ استعفے پر ورکرز اور آفیسرز نے ہڑتال کر دی۔ بڑی مشکل سے رات کے اندھیرے میں علاقہ کو چھوڑا وہ میرے لئے یادگار لمحات تھے۔

18 فروری 1969ء 'سعید کلینک' کے نام سے بطور فیملی فزیشن اپنی پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز کیا۔ بحمد للہ تعالیٰ آج ضلع کا نامور اور معروف ترین معالج شمار کیا جاتا ہوں۔ آج یہ کلینک ایک منی ہسپتال کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ یہ سب رب رحیم کے کرم حضور اکرم ﷺ، بزرگان دین کی توجہ اور والدین کریمین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور بلڈنگ جو پہلے کرایہ پر تھی آج اپنی ملکیت ہوگئی ہے۔

بیرون ملک اسفار معلوماتی، تجرباتی اور علمی تھے نیز میں نے ہر جگہ اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھا

☆ آپ کی فکری ونظری وابستگی، میرا مطلب ہے کہ دینی حوالے سے آپ کی سوچ کے زاویئے کا کس طرف جھکاؤ ہے؟

○ میری نظریاتی وابستگی ہر کسی پر عیاں ہے میں راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہوں۔ پیدائشی مسلم لیگی ہوں۔ مسلم لیگ کی زبوں حالی اور قیادت کے فقدان کی وجہ سے اسے خدا حافظ کہنا پڑا۔ میری سیاست چونکہ دین کے تابع ہے اور نفاذ نظام مصطفےٰ ﷺ کا داعی ہوں، تھا اور رہوں گا (ان شاء اللہ) لہٰذا جمعیت العلمائے پاکستان واحد ایسی جماعت تھی جس کا جھنڈا اور منشور مجھے پسند آیا۔ مزید برآں راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہونے کے ناطے سے بھی اس جماعت کے ساتھ تعلق رہا اور پھر نظریاتی وابستگی بھی جمعیت کے ساتھ بنتی تھی۔

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں

نیازی رحمہ اللہ کی بے لوث قیادت اور رہنمائی میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی۔ ان بزرگوں کے ساتھ کام کرنا کسی نعمت سے کم نہ تھا۔ ان کی بے پناہ شفقت بھی مجھے حاصل رہی۔ تمام مسلمانوں کو رسول عربی ﷺ کے نظام کے عملی نفاذ کے لئے اللہ تعالیٰ کی زمین پر اکٹھا کرنا ہماری خواہش بھی ہے اور منزل بھی۔ ہماری تربیت اس وقت سے اب تک اتحاد بین المسلمین اور اتحاد امت کی ہے۔ بھرپور شرکت 1976ء سے ہے۔ جب تحریک نظام مصطفےٰ شروع ہوئی تو اس وقت ضلع سیالکوٹ میں قومی اتحاد کی جلسہ اور جلوس کمیٹی کا چیئرمین تھا۔ اس کے علاوہ طبی کمیٹی کا سربراہ بھی تھا۔ یہ سب کچھ JUP کے رکن کی حیثیت سے حاصل تھا۔قومی اتحاد کے پلیٹ فارم میں ضلع کے قائدین میں شامل تھا۔

خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کی نفاست، عبادت اور ذکر وفکر نے مجھے بے حد متاثر کیا
اور میں ان سے بیعت ہوئے بغیر نہ رہ سکا

جمعیت العلمائے پاکستان ضلع سیالکوٹ کے صدر کی حیثیت سے میں نے کئی سال کام کیا۔ اور جمعیت کا پیغام گلی محلوں، گاؤں، گاؤں، تحصیلوں اور شہر شہر پہنچایا اور علاقائی تنظیموں کا قیام یقینی بنایا 'مثالی کام کیا۔ میرے ساتھ پروفیسر اعظم خان لودھی سیکریٹری جنرل تھے۔ وہ بھی بڑے باہمت 'انتھک اور بے لوث کارکن تھے۔ ہم مرکزی شوریٰ اور صوبائی شوریٰ میں بھرپور نمائندگی کرتے رہے۔ اور اپنا نقطہ نظر پیش کرنے میں کبھی تساہل یا تامل سے کام نہیں لیا۔ اسی طرح کئی دفعہ قیادت سے واقعی اختلاف پیدا ہو جاتا تھا۔ اور ایک دفعہ پی پی کے لئے قیادت کا نرم گوشہ بھی ہماری وجہ سے متاثر ہوا۔ جب تک دونوں قائدین (قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی رحمہ اللہ) اکٹھے رہے ان کی قیادت میں ہم نے خوب کام کیا۔ جس دن دونوں حضرات علیحدہ ہوئے میں نے صدارت چھوڑ دی۔ جماعت اہل سنت پاکستان جس کی قیادت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ فرما رہے تھے میں اس کی ضلعی اور صوبائی مجلس شوریٰ کا رکن رہا ہوں۔مرکزی تنظیم اتحاد بین المسلمین پاکستان کی

مجلس شوریٰ کا ممبر بھی تھا۔ مجھے مختلف سیاسی و دینی اتحادوں میں جمعیت اور جماعت اہل سنت کی طرف سے نمائندگی کا شرف حاصل رہا۔ ہر سطح کی ضلعی کنونشن، ڈویژنل کنونشن، صوبائی کنونشن اور مرکزی کنونشن کا انتظام، اہتمام اور ان میں شرکت یقینی رہی ہے۔

جمعیت میں جن احباب کا بھرپور ساتھ رہا ان میں شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عالم رحمہ اللہ، پروفیسر محمد اعظم خاں لودھی، امجد علی چیمہ، احفاظ الکریم برکی، سید منیر حسین شاہ، حاجی نذیر احمد مغل، جناب افضل فانی، حاجی ابراہیم، قاری خالد محمود، علامہ عقیل ظہیر، میاں سعید مرحوم اور کئی دیگر احباب اور دوست شامل ہیں۔

☆ اپنی ازدواجی زندگی کے حوالے سے کچھ بتائیں گے؟ دونوں بیگمات کا باہمی سلوک کیسا ہے؟

اولیاء کاملین کے بارے میں جو کچھ کتابوں میں پڑھتے تھے
وہ تمام صفات خواجہ صاحب کی شخصیت میں موجود تھیں

○ میری ازدواجی زندگی انتہائی خوشگوار اور پرسکون ہے۔ الحمد للہ میری پہلی شادی مئی 1972ء میں اپنے خاندان میں ہوئی۔ میرے سسر خان صاحب ڈاکٹر برکت علی کابل ایمبیسی میں ڈاکٹر متعین تھے۔ ان کے چار بیٹے بریگیڈیئر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن، ڈاکٹر حبیب الرحمٰن مرحوم، ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اور عباد الرحمٰن مرحوم تھے۔ ایک ہی بیٹی تھی جو میری اہلیہ ہے۔ اولاد سے محرومی اور والدہ ماجدہ کے حکم پر دوسری شادی فروری 1987ء میں خاندان سے باہر کشمیری گھرانہ میں کی۔ میری دوسری اہلیہ ایم اے ایجوکیشن ہے۔ ان کی دو بہنیں بھی ایم اے ہیں۔ دو بھائی ہیں نومبر 1989ء میں رب رحیم کے فضل اور حضور پاک ﷺ کی خصوصی نظر کرم اور بزرگان دین اور والدین کریمین کی دعاؤں سے پہلا بیٹا محمد احمد سعید پیدا ہوا۔حضور پاک ﷺ کے نام مبارک سے حصول برکت کی غرض سے آپ کے اسم مبارک پر اس کا نام رکھا۔ دوسرا بیٹا جنوری 1995ء میں پیدا ہوا۔اس کا نام بغداد کے جید اور مشہور زمانہ عالم فاضل اور قابل ترین شخصیت قاضی القضاۃ کے نام پر محمد ایاس سعید رکھا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ ایاس نام کے سترہ صحابہ کرام بھی تھے۔ الحمد اللہ دونوں بیگمات میں خوب Understanding ہے اور باہمی طور پر پیاری سہیلیوں کی طرح رہ رہی ہیں۔ دونوں ماشاء اللہ سلیقہ مند اور وفا شعار ہیں۔ چھوٹے اور بڑے تمام رشتہ داروں میں یکساں مقبول ہیں اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

☆ پاکستان سے باہر آپ نے کافی ممالک دیکھے اس حوالے سے اپنا تاثر دیں گے؟

○ بیرون ملک سفر اسفار کی تفصیل خاصی لمبی ہے میں نے متعدد سفر کئے۔ تمام سفر دینی، معلوماتی، تجرباتی اور علمی تھے۔ الحمد اللہ میں نے ہر جگہ اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھا۔ مجھے بھرپور تعاون ملا ایئرپورٹ سے لوگ لے جاتے اور واپس ایئر پورٹ پر چھوڑ جاتے' بے پناہ محبت اور خلوص ملا۔ میرا ہر سفر یادگار سفر ہے۔ سفرنامے لکھنا شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب منظر پر آ جائے گی۔ جو بظاہر اس وقت اپنی پیشہ ورانہ اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے مشکل نظر آتا ہے۔البتہ اجمالی تذکرہ کچھ یوں ہے کہ 1974ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اس میں میرے ساتھ میرے والدین' خوشدامن، بیوی، بہن اور بہنوئی تھے۔

علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کا کوئی نعم البدل نہیں

1976ء میں چین' ہانگ کانگ' تھائی لینڈ' ڈاکٹرز کے Delegate کے ساتھ دورہ کیا۔ یادگار اور معلوماتی سفر رہا۔ تحریر کرنے کے لئے بے شمار واقعات اور معلومات ہیں۔ اس کے لئے وقت درکار ہے۔...... 1980ء میں سعودی عرب بمعہ اہلیہ گیا۔..........
1981ء میں ہالینڈ' بلجیم' فرانس' لکسمبرگ' برطانیہ' امریکہ' کینیڈا معہ اہلیہ گیا۔..........
1986ء میں سعودی عرب ہمراہ والدہ ماجدہ، اہلیہ، پھوپھی زاد بھائی اور بہن گیا۔ 1986ء میں کینیا (ایسٹ افریقہ)' سعودی عرب (حج بیت اللہ) معہ اہلیہ اقبال لطیف بیگم گیا۔ کینیا ایک خوبصورت اور سرسبز و شاداب ملک ہے مزید براں دنیا کی خوبصورت اور لمبی بیچ بھی کینیا کے شہر ممباسہ میں ہے۔ یادگار سفر اور حج بیت اللہ...... 1987ء میں سعودی عرب۔ معہ دوسری اہلیہ (عمرہ مبارک وہنی مون) کے لئے گیا۔........ 1990ء میں رمضان

المبارک میں عمرہ مبارک' عراق۔ معہ والدہ ماجدہ' دونوں بیگمات' احمد بیٹا' بہنوئی عشرت عبدالحمید پوری معہ اہلیہ اور بیٹی' عراق میں متعدد بزرگان دین کے مزارات پر حاضری نصیب ہوئی۔ بالخصوص نجف اشرف میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ' کوفہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' بغداد میں حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ' سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ' سیدنا جنید بغدادی رحمہ اللہ' حضرت یوشع علیہ السلام اور دیگر بزرگان دین کے ہاں حاضری دی۔ 1992ء میں حج بیت اللہ ہمراہ بہنوئی طارق جاوید مرحوم کی سعادت

آج MMA بھی مولانا نورانی رحمہ اللہ کے بغیر صفر ہوگئی ہے' قیادت کا فقدان ہے

میں حاصل کی اور واپسی میں عرب امارات گیا۔ یہ حج مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کی خصوصی شفقت کی وجہ سے ممکن ہوا۔..... 1994ء میں برطانیہ' سعودی عرب (عمرہ مبارک) ہمراہ اہلیہ' احمد بیٹا۔.......... 1998ء میں رمضان المبارک میں حجاز مقدس کا سفر معہ بیگمات' احمد بیٹا' ایاس بیٹا۔......... 1999ء میں رمضان المبارک میں عمرہ مبارک مع بیگم اور دوست احباب گیا۔......... 2001ء میں امریکہ' برطانیہ' کینیڈا گیا میرے ہمراہ بیگمات اور دونوں بیٹے (احمد' ایاس) تھے۔اسی سال 2005ء میں پھر برطانیہ گیا اور 2006ء میں پھر متعدد بار برطانیہ گیا اسی طرح اندرون ملک سفر تو بے شمار کئے مثلاً کراچی' حیدر آباد' بہاولپور' ملتان' اوکاڑہ' فیصل آباد' سرگودھا' بھلوال' منٹگمری' لاہور' گوجرانوالہ' شیخوپورہ' نارووال' گجرات' جہلم' راولپنڈی' اسلام آباد' مری' کھاریاں' پشاور' مردان' ہری پور ہزارہ' ایبٹ آباد' صوابی' مانسہرہ' بالاکوٹ' کاغان وادی' سوات' دیر وادی' بلتستان وادی' افغان بارڈر' کوئٹہ' کوٹ عبداللہ و دیگر متعدد شہر خوب دیکھے۔

میری ذاتی زندگی کے چند اہم واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ 1966ء ایم بی بی ایس اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔........ 1969ء پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز......... 1972ء پہلی شادی........ 1973ء ہمشیرہ کی شادی (کراچی) .... 1975ء والد ماجد کا انتقال........ 1976ء نئے گھر کی تعمیر کا آغاز .... 1979ء نئے گھر میں

رہائش پذیر......... 1980ء نئے کلینک کی تعمیر.......... 1981ء چھوٹی ہمشیرہ کی شادی (راولپنڈی)......... 1987ء دوسری شادی......... 1989ء احمد کی پیدائش .... 1995ء ایاس کی ولادت......... 1997ء بائی پاس اپریشن .... 1998ء والدہ ماجدہ کا انتقال .... 2004ء بہنوئی طارق جاوید کا انتقال .... 2006ء مستقل سکونت برطانیہ .... ویسے تو میں تمام بزرگان دین کے قدموں میں بیٹھنا سعادت سمجھتا ہوں البتہ جن سے زیادہ متاثر ہوں چند ہستیاں یہ ہیں مثلاً حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ، حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ، حضرت خواجہ معین الدین

> مجاہد ملت محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ مرد قلندر، مرد درویش تحریک ختم نبوت کے غازی اور تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ کے عظیم مجاہد اور رہنما تھے

چشتی رحمہ اللہ، حضرت امام علی الحق سیالکوٹی رحمہ اللہ، حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عالم رحمہ اللہ، خواجہ محمد عطاء اللہ جالندھری، علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ پھر مجھے جن مشائخ عظام اور علماء کرام کی شفقت میسر رہی، ان میں جسٹس پیر کرم شاہ صاحب بھیرہ شریف، پیر سید علی حسین شاہ صاحب علی پور سیداں، حضرت کرمانوالہ شریف) پیر سید نصیر الدین گولڑہ شریف، حضرت اعلیٰ مبلغ اسلام زریں زر بخت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ (موہری شریف) اور ڈاکٹر علامہ طاہر القادری شامل ہیں جبکہ سیاسی قائدین میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ اور موجودہ دور میں نڈر بے باک نوجوان "عمران خان"۔

پیر طریقت رہبر شریعت عالمی مبلغ اسلام زریں زر بخت، حضرت اعلیٰ خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ نقشبندی مجددی موہری شریف جب بھی سیالکوٹ تشریف لاتے تو دوستوں کے ہاں ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا۔ ایک دفعہ سیالکوٹ چھاؤنی کی جامع مسجد میں محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ کا جلسہ تھا۔ صدارت میری تھی اور قبلہ خواجہ صاحب مہمان ذی وقار کی حیثیت سے مدعو تھے۔ جلسہ تقریباً رات 1 بجے ختم ہوا تو میں نے قبلہ خواجہ صاحب

سے عرض کی کہ آج آپ میرے غریب خانہ پر آرام فرمائیں۔ انہوں نے رضامندی ظاہر کر دی۔ وہ رات ایک یادگار اور بابرکت رات ثابت ہوئی۔ آپ کی نفاست، عبادت اور ذکر وفکر نے مجھے بے حد متاثر کیا لہٰذا میں ان سے بیعت ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

> مولانا نیازی نے کسی پروگرام میں شرکت کے لئے کبھی کوئی کرایہ یا ہدیہ قبول نہیں کیا

فخر خواجگان، پیر طریقت، عالمی مبلغ اسلام حضرت اعلیٰ خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کی حسین وجمیل، نفیس ونظیف اور عظیم وکریم شخصیت کے بارے میں اظہار تاثر کے لئے بھی نفیس ونظیف ذہن وزبان چاہیے۔ میں کند ذہن اور کج بیان اس قابل کہاں؟ وہ نفاست، نزاکت، لطافت، بلاغت، فصاحت، عبادت، ریاضت، ذکاوت، سخاوت، شجاعت، شرافت، ہمت اور وجاہت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اولیاء کاملین کے بارے میں جو کچھ کتابوں میں پڑھتے تھے وہ تمام صفات آپ کی شخصیت میں موجود تھیں۔ آپ پیکر مہر ومروت اور مصدر لطف وعنایت تھے۔ ہر چھوٹا بڑا آپ کی شفقت سے فیض یاب ہوا کرتا تھا وہ پھول کی طرح نازک بدن اور بلبل کی طرح شیریں زبان تھے۔ مجھے ان کی بے پناہ محبت اور شفقت ہر جگہ اور ہر وقت میسر رہی۔ خواہ موہری شریف کا مقام ہو یا مری کی پہاڑیاں یا پھر مکہ مکرمہ کی سرزمین ہو یا مدینہ منورہ کی گلیاں۔ میرے بیٹے محمد احمد سعید کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ کا انعقاد کیا۔ آپ کی صدارت تھی۔ اس موقع پر آپ نے خطاب کیا وہ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے بہت پسند کیا اور یقیناً وہ بڑا نورانی، ایقانی اور روحانی خطاب تھا۔ اس میں ملک بھر سے علماء کرام، نعت خوان، دوست احباب اور رشتہ دار شامل ہوئے تھے۔ اس کی تفصیل کے لئے کئی صفحات پر محیط کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ والدہ ماجدہ کی تحریر کردہ 'لوری' بھی اس محفل میں پڑھ کر سنائی گئی۔ جس کو محفل میں شریک ہر فرد نے بہت پسند کیا اور سراہا وہ لوری تو کیا مستقل دُعا ہے۔

☆ **قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کے حوالے سے یادداشتیں؟**

○ یادیں بے شمار ہیں ان کو تحریر کے اسلوب میں لانے کے لئے وقت بھی چاہئے اور بے شمار صفحات بھی۔ وہ حقیقی لوگ تھے۔ بے لوث اور بے مثل قیادت تھی۔ حکومت وقت بھی ان ہستیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور اپوزیشن بھی رشک کرتی تھی آج ان کا کوئی نعم البدل میسر نہیں مجھے ان بزرگوں کی میزبانی کا شرف کئی بار میسر آیا۔ اور میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ ان دونوں کی بے پناہ شفقت' محبت اور جذبہ ایثار نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ جمعیت کے شوریٰ کے اجلاس میں اکثر میں نے ان سے اختلاف کیا۔ مگر انہوں نے کبھی اس تعمیری اور اصولی اختلاف کو برا محسوس نہیں کیا بلکہ اس کو پسند فرمایا۔ ہمارے اختلاف ہی کی وجہ سے جے یو پی میں پی پی کے لئے نرم رویہ پیدا نہ ہو سکا۔ مجھے قبلہ مولانا نورانی صاحب کی انفرادیت نے ہمیشہ متاثر کیا۔ مجھے ان کی صاحبزادی کی شادی میں کراچی جانے کا موقعہ ملا اور شرکت کے بعد احساس ہوا کہ وہاں ہر چیز میں انفرادیت کی جھلک واضح دکھائی دیتی تھی۔ اہتمام، انتظام اور کھانے میں بھی ان کے اعلیٰ ذوق کی عکاسی تھی۔ آپ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ قیادت، لیاقت اور شجاعت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آج MMA بھی ان کے بغیر صفر ہوگئی ہے اور قیادت کا مکمل فقدان نظر آتا ہے۔

ہم اسلام پسند تو اب بھی ہیں مگر اسلام پابند نہیں رہے

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ مرد قلندر، مرد درویش، تمام زندگی استحکام پاکستان اور نفاذ نظام مصطفےٰ ﷺ کے لئے مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہے اور زندگی بھر باطل قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارتے رہے۔ وہ تحریک ختم نبوت کے غازی اور تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ کے عظیم مجاہد اور رہنما تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ تمام عمر شادی نہیں کی۔ وہ ایک عملی انسان تھے۔ وہ خالی نعروں میں یقین نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ قائداعظمؒ کے جانثاروں میں سے تھے۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر کی حیثیت سے گلی گلی، محلہ محلہ، گاؤں گاؤں اور شہر بہ شہر قائداعظمؒ کا پیغام پہنچایا اور

باطل قوتوں کا نہایت دلیری سے مقابلہ کیا۔ تمام عمر آمریت کے خلاف لڑتے رہے۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگ ان کی دلیری اور رہبری کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔ وہ نہ کبھی جھکے اور نہ ہی کبھی بکے۔ آج ملک جس دور سے گزر رہا ہے ان کی اشد ضرورت اور زیادہ کمی محسوس ہو رہی ہے۔ ان سے میری ملاقاتیں کئی شہروں میں ہوتی رہی ہیں۔ وہ جب بھی کبھی سیالکوٹ تشریف لاتے اکثر میرے ہاں قیام کرتے۔ کسی پروگرام یا جلسہ میں شرکت کے لئے کبھی کوئی کرایہ یا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ تمام عمر اپنی محدود آمدنی میں گزارہ کیا۔

ہمارے قول وفعل میں تضاد ہے ہم نعتیں تو پڑھتے ہیں مگر ادب کا فقدان ہے

محترم مولانا نیازی صاحب کی وجہ سے 1992ء میں ایک دفعہ مجھے حج بیت اللہ نصیب ہوا۔ اس وقت آپ وفاقی وزیر مذہبی امور تھے۔ میرے چھوٹے بہنوئی طارق جاوید مرحوم حج پر جانا چاہتے تھے اور حج میں چند دن باقی تھے میں نے نیازی صاحب کے نام خط تحریر کرنے کی جسارت کی اور استدعا کی کہ میرے بہنوئی طارق جاوید حج پر جانے کے خواہشمند ہیں۔ خصوصی اجازت فرما کر ان کو موقع فراہم کیا جائے۔ انہوں نے اسی وقت ہم دونوں کے آرڈر جاری کر دیئے۔ والدہ ماجدہ کی اجازت سے ایک بار پھر حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوگئی اور واپسی پر عرب امارات میں قیام کا موقعہ مل گیا۔ شارجہ، العین، دوبئی اور ابوظہبی کی سیر بھی ہوگئی۔ خداوند کریم سے دعا گو ہوں کہ وہ حضرت نیازی صاحب مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆ اہل سنت کے موجودہ حالات کے حوالے سے آپ کا تبصرہ کیا ہے؟

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے ذوق عبادت
اور شوق بندگی سے متاثر ہو کر ان کی بیعت ہوا

○ بصد معذرت اور افسوس عرض کر رہا ہوں کہ آج اہل سنت انتشار کا شکار ہیں۔ ان کی زبوں حالی لمحہ فکریہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اسلام پسند تو اب بھی ہیں مگر اسلام کے پابند نہیں رہے۔ ہم میلاد مناتے ہیں مگر سیرت نہیں اپناتے۔ میں کسی خوش فہمی میں نہ تو مبتلا

ہونا چاہتا ہوں اور نہ ہی مایوسی کا شکار ہوں۔ ہم عاشق رسول ﷺ کہلانے میں فخر تو محسوس کرتے ہیں مگر ہماری عملی زندگی اس سے مختلف بلکہ متضاد ہے۔ ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے۔ ہم نعتیں پڑھتے ہیں مگر ادب کا فقدان ہے۔ منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر دل آزاری کرنا ہمارا مشغلہ بن چکا ہے اپنے مسلک پر بھرپور توجہ اور تشہیر پر زور دینے کی بجائے اپنی ہمت، قابلیت اور وسائل دوسرے مکتبہ فکر پر تنقید کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ آج جب کہ اتحاد بین المسلمین کی اشد ضرورت ہے۔ امت مسلمہ پارہ پارہ ہو کے رہ گئی ہے۔ ہر سو منافقت کا دور دورہ ہے۔ سیاست اسلام کے تابع ہونی چاہئے۔ مگر آج اسلام سیاست کے تابع کر دیا گیا ہے۔ ہماری کوئی تربیت نہیں ہو رہی۔ آج ہم نام کے مسلمان تو ہیں مگر عمل میں بالکل متضاد ہیں۔ نام کے پاکستانی تو ہیں لیکن جذبہ حب الوطنی سے محروم ہیں۔ سچ یہ ہے کہ مولانا نورانی صاحب اور نیازی صاحب کی رحلت کے بعد سنی یتیم ہو گئے ہیں اور اب تو زوال کی انتہا ہوگئی ہے۔ اب تو قیادت کے لئے کوئی بندہ ہی نہیں۔ لولی لنگڑی قیادت اپنے اردگرد غول جمع کرنا چاہتی ہیں۔ مگر کوئی بھی مؤثر کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔ جب تک ہمارا قول و فعل ایک نہیں ہوگا ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اسی منافقت اور جھوٹ کی وجہ سے میں نے عملی سیاست سے کنارہ کشی کر لی ہے اور برطانیہ میں ہجرت کر لی ہے۔ وہاں دین بھی ہے اور دنیا بھی۔ اور یہاں اب نہ دین رہا اور نہ ہی دنیا رہی۔ صرف اور صرف ذاتی مفادات کی جنگ اور ذاتی تشہیر اور تمام کام نمبر 2 کرنا فخر سمجھا جاتا ہے۔

ہماری NGO 'شیڈو' بے سہارا لوگوں کی امداد کے لئے عملاً جدوجہد کر رہی ہے

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے آپ کا تاثر؟ ذرا مفصل بیان فرمائیں۔

○ حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے الحمد للہ تیس سال تک ان کی صحبت' بے پناہ محبت اور بھرپور شفقت حاصل رہی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس بابرکت ہستی سے بہت کچھ سیکھا اور پھر انہی کی خصوصی توجہ کا نتیجہ ہے کہ آج میں

رب کریم کے فضل سے ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہوں۔ میں نے حضرت شیخ الحدیث کو جیسا پایا' محسوس کیا اور دیکھا اس کے مطابق آپ ایک عظیم درد دل رکھنے والے ہمدرد انسان' خوفِ خدا اور حب رسول ﷺ سے سرشار سچے' پکے مسلمان' مرد صالح' عالم باعمل' شریعت مطہرہ کے پابند اور طریقت کے اصولوں سے واقف' حافظ قرآن' حفاظ قرآن کے والد ماجد اور دیگر ہزاروں حفاظ قرآن کے استاذ ذی شان' متعدد دینی اور دنیوی علوم سے بہرہ ور اور پھر ان علوم کے بے حد قابل استاد تھے وہ بانی و مہتمم درسگاہ دارالعلوم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ تھے جہاں سے ہزاروں طلبہ فارغ التحصیل ہو کر ملک کے اندر اور دیارِ غیر میں بطور خطیب' امام' استاد اور مہتمم دارالعلوم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ خطیب جامع مسجد بھی تھے اور ڈسٹرکٹ خطیب سیالکوٹ بھی' فصاحت اور بلاغت میں یکتا' غیر متنازعہ بیانات و تقاریر' تنقیدی بھی مثبت اور اپنے مسلک کی بھرپور وکالت اور نمائندہ کرنے والا جید عالم' علم و حکمت کا خزانہ' شب بیدار' تہجد گزار' مہمان نواز اور غریب پرور' قانع' شاکر' بردبار' نرم دل' صابر اور عبادت گزار انسان۔ مولانا محمد عالم میں واقعی یہ خوبیاں موجود تھیں وہ یتیم' بیواؤں اور پڑوسیوں پر مہربانی کرنے والے' خوش خلق' خوش مزاج' مخیر اور وعدہ کے پابند' اخلاق کے پیکر تھے۔ بچے' جوان' بوڑھے' خواتین سب آپ کے گرویدہ تھے۔ خیر خواہ' نیک کردار' باوقار' کم گو' راست گو' صلح جو' متقی' پرہیزگار اور محب وطن پاکستانی تھے جمعیت العلمائے پاکستان اور جماعت اہل سنت کے روح رواں' اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی' تحریک پاکستان' تحریک ختم نبوت' تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ کے غازی مجاہد' اپنوں اور غیروں میں یکساں مقبول و ہردلعزیز تھے۔

ہزاروں غیر مسلم مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے

حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم کی مساعی جمیلہ سے لاکھوں گم گشتگان راہ مستقیم پر گامزن ہوئے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے یقیناً آپ کی شخصیت سے رشد و ہدایت اور علم و حکمت کے چشمے پھوٹے اور پھر ایک عالم کو سیراب کر

گئے اور آپ خود سیالکوٹ کی پہچان بن گئے آپ نے تمام عمر توحید و رسالت کا درس دیا۔
تمام عمر نیکی، پرہیزگاری اور تقویٰ کے کاموں میں بسر کی' ساری زندگی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی' خدا تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی خوشنودی کے لئے کوشاں رہے۔ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر خصوصی توجہ دیتے۔ جب بھی بات کرتے اچھی کرتے۔ کبھی دل میں حسد، بغض یا انتقام کو جگہ نہ دی۔ اہل بیت اور صحابہ کرام اور اللہ والوں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ بزرگوں کے مزارات پر حاضری کو سعادت جانتے۔ مگر وہاں غیر شرعی رسومات اور خرافات سے سخت نفرت کرتے۔ طلباء کے مسائل اچھی طرح سمجھتے اور بچوں کو بہت عزیز جانتے اور مہمانان رسول ﷺ کی خاطر مدارت میں فخر محسوس کرتے۔

جب خوفِ خدا اور حبِ رسول ﷺ کے صرف دعوے ہوں نظام مصطفےٰ ﷺ کیسے آسکتا ہے؟

کئی علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ حصول علم کے بعد آپ نے دین اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ گویا ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اور خوشنودی کے لئے وقف تھا۔ آپ کی تقاریر اور سمجھانے کا انداز بالکل سادہ' آسان اور عام فہم ہوتا تھا جس کی وجہ سے کوئی بھی دقت محسوس نہ کرتا' دنیاوی مسائل اور دینی و فقہی مسائل نہایت خوبصورتی سے احکام خداوندی اور رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق حل کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ اور ہر آنے والے کو مطمئن کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اسلام کے عالمگیر پیغام کو چاردانگ عالم میں پہنچانا آپ کا مقصد حیات تھا۔ آپ کی مبارک زندگی سراپا تقویٰ تھی شریعت کی پیروی ان کا شعار تھا۔ رمضان المبارک میں پورا ماہ اعتکاف' کئی قرآن مجید نوافل اور نماز تراویح میں سنانا پڑھنا اور سننا ان کے معمولات کا حصہ تھا۔ سخاوت اور غریب پروری میں بھی مشہور تھے۔ دینی خدمات کے علاوہ ملک میں قومی شعور کی بیداری' دو قومی نظریہ کی برتری اور غیر شرعی رسم و رواج کی مخالفت کے سلسلہ میں آپ کی گرانقدر خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے سیاست کے لئے جمعیت العلمائے پاکستان کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔ اس جماعت کے بانی رکن بھی تھے۔

مذہبی جماعت' جماعت اہل سنت کے بھی بانی اور فعال رکن تھے۔ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ کے ہراول دستے میں تھے۔ زخمی بھی ہوئے اور جیل بھی گئے۔ ۱۹۷۱ء کے الیکشن میں بھٹوازم کا خوب مقابلہ کیا اور ساٹھ ہزار ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر آئے۔ جب کہ اکثر کی ضمانتیں ضبط ہوگئی تھیں۔ وہ برملا کہتے تھے کہ میری سیاست دین کے تابع ہے۔ میں صرف نظام مصطفےٰ ﷺ کی بہاریں دیکھنا چاہتا ہوں۔ عاجزی انکساری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی تھے۔ تمام مکاتیب فکر کے لوگ اور علماء ان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کا جنازہ شہر اقبال کا واحد اجتماع ہے جو تاریخ سیالکوٹ میں منفرد تھا اس کا منظر بھی دیدنی تھا بلکہ یوں لگتا تھا کہ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کے دروازے کے باہر کھڑا ہوں

سیاست اسلام کے تابع ہونی چاہئے مگر یہاں اسلام سیاست کے تابع کر دیا گیا ہے

اور لوگ جوق در جوق نماز کے لئے خانہ کعبہ میں تشریف لانے کے لئے تیز تیز چل رہے ہیں آپ کی نماز جنازہ کے موقع پر یہی منظر دیکھنے میں آیا کہ جوگلی سڑک جنازہ گاہ کی طرف جارہی ہے انسانوں سے بھری پڑی تھیں۔ شہر کی تمام سڑکیں سنسان ہوگئی تھیں۔
آخرت کا سفر بھی آپ کا مثالی تھا۔ ۱۵ مارچ ۱۹۹۸ء کو میری والدہ ماجدہ کے ختم چہلم پر حضرت مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ کا خطاب یقیناً لاجواب مدلل' انتہائی جامع اور متاثر کن تھا' ہر طبقہ فکر کے لوگوں کا عظیم اجتماع تھا۔ کوئی بھی ان کی بصیرت' قابلیت' فصاحت' بلاغت اور وسیع النظری سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ آپ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بول رہے ہیں اور چہرہ مبارک پر ماشاء اللہ نور ہی نور تھا۔ زبان میں روانی اور شائستگی تھی عنوان بھی علماء حق اور علماء سوء کا تھا۔ یقیناً یہ خطاب ان کے بہترین خطابات میں سے تھا۔ آخر میں علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کا ایک شعر حضرت شیخ الحدیث جیسی شخصیات کے لئے عرض کرتا ہوں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆ موجودہ دور کسمپرسی اور زوال کا دور ہے آپ نے عہد حاضر میں بھی کوئی بزرگ' ولی دیکھا ہے؟

○ بالکل دیکھا ہے میری نظر میں آج کے دور میں باعمل، باشرع، مبلغ اسلام، پیر طریقت، رہبر شریعت علامہ سید منیر حسین شاہ صاحب جاکھے چیمہ ہیں۔ ان کی ہر سوچ، ہر فکر اور ہر ہر ادا میں خوف خدا، عشق مصطفٰے اور جذبہ حب الوطنی ٹپکتا ہے۔ ہر وقت باوضو ہونا اور اکثر روزے سے ہونا یقیناً قابل رشک بات ہے۔ حالانکہ وہ ذیابیطس کے مریض بھی ہیں۔ ان کی تقریر ہمیشہ سادہ، آسان، عام فہم اور بامقصد ہوتی ہے۔ دینی اور دنیاوی علوم پر مکمل دسترس ہے اور تقریر کئی گھنٹے بھی جاری رہے تو سننے والوں کے شوق اور دلجمعی میں مزید اضافہ ہی ہوتا ہے اکتاہٹ ہرگز نہیں ہوتی۔ انہیں جو ایک دفعہ سن لیتا ہے بار بار سننے کے لئے منتظر رہتا ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ بھی عظیم خاتون تھیں۔ پاکباز، برگزیدہ، باعمل، درد مند، تہجد گزار تھیں۔ ہمیشہ باوضو رہتیں اور تمام اولاد کو باوضو رہ کر دودھ پلایا کرتی تھیں۔ کوئی مہمان ان کے گھر آ جائے بغیر کھانا کھائے نہیں جا سکتا۔ خواہ کوئی کتا ہی گھر میں داخل ہو جائے حکم تھا کہ اس کو بھی کچھ ڈال کر گھر سے جانے دیا جائے۔ بصورت دیگر ناراضی کا اظہار کر دیتی تھیں۔ مہمانوں کی دیکھ بھال، غریب بچیوں کی شادیاں اور مستحق افراد میں اناج کی تقسیم اپنے فرائض منصبی میں سے سمجھتی تھیں۔ تمام عمر سادگی، حیا، پردہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے گزاری۔ خداوند کریم ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

> بناوٹ اور جھوٹ کی وجہ سے میں نے عملی سیاست سے
> کنارہ کشی اختیار کر کے برطانیہ ہجرت کر لی

☆ آپ نے ایک مدت میدانِ سیاست میں انقلاب نظام مصطفٰے ﷺ کے لئے گذاری ہے آپ کی نظر میں نفاذ نظام مصطفٰے ﷺ کے راستے کی رکاوٹیں کیا ہیں؟

○ سب سے بڑی رکاوٹ اپنے کردار کی تشکیل پر توجہ نہ دینا ہے۔ اس وقت ہم حقیقی معنوں میں نہ تو سچے، پاکستانی ہیں اور نہ ہی حقیقی باعمل مسلمان۔ الاماشاء اللہ۔ ہم

جذبہ حب الوطنی سے عاری ہیں' خوف خدا ختم ہو گیا ہے' حب رسول ﷺ کا فقدان' حلال و حرام کی تمیز ختم، شر اور خیر کی پہچان ختم' نیکی اور بدی میں تمیز ختم، بلند و بالا مذہبی اور سیاسی کھوکھلے دعوے، بہروپ پن عروج پر ہے، نفسانفسی کا عالم ہے، قومی مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دینا ہمارا شیوہ بن چکا ہے۔ آج ہم من حیث القوم بدعنوان ہو چکے ہیں۔ رشوت، ملاوٹ، اخلاقی قدروں کی تنزلی، مادیت پرستی میں اضافہ کے ساتھ بے ایمانی اور بددیانتی ہمارا شعار بن چکا ہے۔ ہمارا کوئی اسلامی اور قومی تشخص باقی نہیں رہا۔ امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب غریب تر، جب کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہمارے پیارے نبی ﷺ کے فرمودات میں اس کی اجازت ہے۔ ہمیں عمل کی سخت ضرورت ہے۔ خالی دعووں سے قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں اور نہ ہی اپنی منزل پاتی ہیں۔ ان حالات میں نفاذ نظام مصطفٰے ﷺ کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر وہی بات کہ آج اسلام پسند تو سبھی ہیں مگر صد افسوس اسلام پابند کوئی نہیں۔

☆ تنظیمی زندگی سے کنارہ کشی کیوں؟

○ میں نے ہر طرف منافقت اور جھوٹ کی وجہ سے عملی سیاست سے کنارہ کش ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں تو لوگ مسجد میں بیٹھ کر اور پھر قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر وعدوں سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ پیسے اور لالچ کی سیاست ذاتی' مفادات کی سیاست' اقربا پروری کی سیاست اور پھر ادھر جو سیاست' دین کے تابع ہونی چاہئے تھی وہ آج دین سیاست کے تابع ہوا چاہتا ہے۔ ایسے میں نظام مصطفٰے ﷺ اور مقام مصطفٰے ﷺ کا تحفظ جو مقصود تھا کیسے ممکن ہے؟ لہٰذا میں نے ایسی سیاست اور تنظیمی زندگی کو خیر باد کہہ دیا ہے۔

> بلند و بالا مذہبی اور سیاسی کھوکھلے دعوے اور بہروپ پن عروج پر ہے

☆ تحریک نظام مصطفٰے ﷺ اور تحریک ختم نبوت کے حوالے سے یادداشتیں:

○ دونوں تحریکوں میں بھرپور عملی حصہ لیا۔ ان کی تفصیلات کے لئے پوری کتاب درکار ہے۔ اجمالی طور پر بھی کہوں تو کیا کہوں؟

☆ کیا کبھی جیل گئے؟

○ ویسے جیل کبھی نہیں گیا۔ البتہ تحریک کے دوران قیدی ساتھیوں سے ملنے جاتا رہا ہوں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے نقش قدم پر چلتا ہوں۔ لہٰذا کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جیل کی ہوا کھانی پڑتی۔

☆ تحریکی زندگی کے ساتھی؟

○ شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عالم رحمہ اللہ، سید منیر حسین شاہ صاحب، قاری خالد محمود صاحب، میاں سعید مرحوم، پروفیسر اعظم خاں لودھی، امجد علی چیمہ صاحب، مولانا معین الدین صاحب، حاجی نذیر احمد مغل صاحب، احفاظ الکریم برکی، افضل فانی، مولانا محمد اقبال پسرور، حاجی محمد ابراہیم صاحب نارووال، علامہ عقیل، ظہیر صاحب اور متعدد ساتھی تھے۔

کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جیل کی ہوا کھانی پڑتی

☆ آپ کی نظر میں اس وقت برطانیہ میں اسلام اور اہل اسلام کی اصل پوزیشن کیا ہے؟

○ برطانیہ بلکہ سارے یورپ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ آج ہر محلہ میں مسجد اور دینی مدرسہ ہے۔ وہاں اوقات نماز میں مساجد بھری ہوتی ہیں۔ دو دفعہ جمعہ کی نماز تو متعدد مساجد میں پڑھائی جاتی ہے جبکہ عید کی نماز تین تین چار چار دفعہ بھی پڑھائی جاتی ہے کیوں کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایک دفعہ سارے لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے تو دوبارہ جماعت ہوتی ہے پھر تیسری دفعہ اس طرح کبھی چوتھی دفعہ بھی نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ بچے بھی اسلام کے بہت قریب ہیں۔ جوان اور بزرگ بھی اسلامی شعار اپنا رہے ہیں۔ گاڑیوں میں اکثر نعتیں سننے کے مواقع ملتے ہیں۔ میلاد کے کانفرنسوں میں عورتوں کی بھرپور شرکت ہوتی ہے اور وہ سب باپردہ ہوتی ہیں۔ میں نے کسی کے سر پر سے سکارف یا دوپٹہ اترا نہیں دیکھا۔ حیادار لباس عورتوں کی زینت ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہاں پاکستان میں روشن خیالی، احساس کمتری اور بے حیائی عام ہوگئی ہے۔

برطانیہ میں گجرات کاٹھیاوار اور بنگلہ دیش کے لوگ پکے مسلمان ہیں۔ مساجد کی

تعمیر، مدرسوں کا اجراء اور دین کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ وہاں نکاح مسجد میں ہوتے ہیں جس کے بعد چھوارے تقسیم ہوتے ہیں۔ سادگی اور مذہبی رواداری روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔ اس لئے زندگی پرسکون اور آسان ہے۔

کیا یہ مصیبت سے کم ہے کہ ہم نے یہاں ہندوانہ رسمیں اپنا لیں ہیں اجتماع خواہ منہاج القرآن والوں کا ہو یا جماعت اسلامی کا 'دعوت اسلامی کا ہو یا تبلیغی جماعت والوں کا 'اہل سنت والجماعت کا ہو یا اہل حدیث کا ہو لوگوں کا جم غفیر ہوتا ہے۔ مگر عملی زندگی میں اسلام کہیں نظر نہیں آتا۔ قناعت پسندی ختم ہوگئی۔ نمود ونمائش کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ فضول خرچی اور رسوم کا غیر ضروری ضیاع عام ہوگیا ہے۔ اسی لئے آج چوریاں اور ڈاکے بڑھ گئے ہیں۔ اسلام تو اتنا خوبصورت اور جدید مذہب ہے جس میں دین بھی ہے اور دنیا بھی۔ مگر اس وقت ہماری تربیت کا کوئی مناسب نظام نہیں رہا۔ خانقاہی نظام کمرشل ہو کر رہ گیا ہے۔ سیاسی نظام صرف اقتدار کی ہوس میں مبتلا ہوگیا ہے مدارس زکوۃ کی دوڑ میں شریک ہو گئے ہیں۔ لقمہ حلال کی طرف توجہ نہیں رہی۔ ملک میں اس وقت کوئی پالیسی عملاً رائج نہیں ہے۔ فوڈ پالیسی نہ ہونے سے ملاوٹ کھلے عام ہے۔ موثر ہیلتھ پالیسی نہ ہونے کے سبب جعلی ادویات کی بھرمار ہے۔ ہماری ایجوکیشن پالیسی زیرو ہے۔ آج ہماری تعلیم کوئی نہیں مانتا۔ بیماریاں افلاس اور بے روزگاری عام ہے جبکہ برطانیہ میں ایسا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں کسی جانور کی موت علاج کے نہ ملنے سے کبھی واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی کبھی جعلی دوائی یا خوراک کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں اتنی زیادہ اموات ہو رہی ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں۔

واقعی برطانیہ بلکہ سارے یورپ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے

برطانیہ میں بچے سکول خوشی سے جاتے ہیں اور کبھی سکول نہ بھیجو تو وہ ماں باپ سے ناراض ہوتے ہیں اور سکول والے والدین کو جرمانہ کر دیتے ہیں۔ وہاں پرائمری سکول بہت بڑے بڑے ہیں اور وہاں کا کالج تو پورا محلہ لگتا ہے۔ کالج تک تعلیم مفت اور اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ جو تمام دنیا میں تسلیم کی جاتی ہے۔ برطانیہ میں مسجدیں آباد ہیں۔ پانچوں

نمازوں میں رش ہوتا ہے۔ جبکہ یہاں نہ ڈسپلن ہے اور نہ ہی ٹریفک کا نظام۔ البتہ ہمارے ہاں انسانیت کی تذلیل خوب ہے وہاں ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ خوراک خالص، علاج خالص، کوئی قانون سے بالاتر نہیں۔ وہاں سب سے زیادہ عزت اور قدر معذور افراد کی ہے۔ اس کے بعد جو پیدل چلتے ہیں پھر سائیکل سوار، پھر جو بسیں اور ریل میں سفر کرتے ہیں اور آخر میں کار والوں کا احترام ہے۔ وہاں کوئی بھوک سے نہیں مر سکتا اور کوئی علاج کے بغیر اس دنیا سے رخصت نہیں ہوسکتا۔ وہاں احترام انسانیت کی پاسداری کی جاتی ہے۔

آج ہماری قوم انتشار کا شکار ہے۔ کسی خوش فہمی یا مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے اس دھرتی کو کسی مرد مومن کا انتظار ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن ہماری زندگی میں ہی دیکھنا نصیب ہو جائے۔ اور ہم اس مقدس نورانی نظام کی بہاروں سے لطف اندوز ہوسکیں۔

افسوس! پاکستان میں روشن خیالی، احساس کمتری اور بے حیائی عام ہوگئی ہے

☆ یہ آپ نے برطانیہ 'ہجرت' کیوں کی؟

○ کبھی سوچا نہ تھا کہ پاکستان سے ہجرت کروں گا۔ ملکی حالات اور قوم اور اپنوں کی بے حسی اور دین سے دوری، منافقت اور جھوٹ اور اخلاقی قدروں کی پامالی نے مجبور کر دیا۔ بچوں کی تربیت و تعلیم ہی اب میرا اثاثہ ہے۔ لہٰذا ملک برطانیہ کا انتخاب کیا۔ جہاں دنیا بھی ہے اور دین بھی۔ Quality of Life بدرجہا بہتر ہے۔ صاف گوئی، سادگی اور محنت بچوں نے اپنا لی ہے۔ ان شاء اللہ یہی دین اور دنیا میں ان کے لئے اعلیٰ کامیابی کی ضمانت ثابت ہوگی۔ ملک عزیز کی موجودہ حالت پر ہر باشعور شہری پریشان ہے یہاں قانون شکنی ہمارا وطیرہ بن چکا ہے۔ قانون کی پاسداری اور عمل داری نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ ہر سو افراتفری ہے۔ خوف خدا ختم ہو چکا ہے سکون قلب تو ہے ہی نہیں۔ ذرائع ابلاغ عامہ مذہبی پروگرام ضرور پیش کرتے ہیں مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ کتنے فی صد ہوتے ہیں۔ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر۔ نئی نسل میں بے راہ روی کے حوالے سے

جہاں ذرائع ابلاغ کا ہاتھ ہے وہاں ماڈرن ماں باپ اور آج کے اساتذہ کا بھی ہاتھ ہے۔ اس وقت پوری قوم کی تربیت کی ضرورت ہے اور کردار کی تشکیل کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ملک چین کی مثال ہمارے سامنے ہے وہ ہمارے بعد آزاد ہو کر چینی آج دنیا کی ایک سپر طاقت بن چکے ہیں۔ اسی طرح ملائیشیا اور کوریا بھی کسی سے کم نہیں۔ مجھے سفر چین کے دوران ترجمان نے اپنی ترقی کا راز یہ بتایا کہ یہ سب کچھ ماوزے تنگ کی سرخ کتاب میں درج ہے اور ماؤزے تنگ نے کتاب میں تسلیم کیا ہے کہ محمد عربی ﷺ مرے رہبر ہیں۔ (صرف نبی تسلیم نہیں کیا)۔ آج ہم اُسی عظیم رہبر کی باتیں تو کرتے ہیں مگر اس کے فرمودات پر عمل کرنے سے گریزاں ہیں۔ چین والوں کی ایمانداری کا ایک واقعہ بیان کئے دیتا ہوں۔ میں بیجنگ ہوٹل میں اپنی نماز والی ٹوپی بھول گیا مگر مجھے یہ ٹوپی اگلے روز وہاں سے ۲۸۰۰ کلومیٹر دور شنگیانگ کے ہوٹل میں میرے کمرے میں پہنچا دی گئی۔ اسی طرح ہماری ساتھی لیڈی ڈاکٹر کی اشیاء کی خرید میں حساب غلط ہوگیا ہوگا اس کو اس کی بقایا رقم شنگھائی کے ہوٹل میں پہنچا دی گئی۔ یہ ایسی مثالی باتیں ہیں جن سے اُن کے عظیم ہونے کے ثبوت ملتے ہیں اور یہی وہ اصل راز ہے جس سے اس قوم نے بے پناہ ترقی کی ہے۔

قناعت پسندی ختم ہوگئی تو نمود ونمائش کی اہمیت بڑھ گئی

ملائیشیا کے سابق حکمران ڈاکٹر مہاتیر محمد صرف اپنی قوم کے ہیرو ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے عظیم لیڈر ہیں۔ انہوں نے اپنے دل کا بائی پاس اپریشن اپنے ملک میں اور اپنے ڈاکٹروں سے کروانے کو ترجیح دی جس سے قوم کے وہ افراد جو ملک سے باہر جا کر علاج کرواتے اور کثیر زر مبادلہ خرچ کرتے اپنے اس عظیم لیڈر کی تقلید میں حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام علاج وغیرہ اپنے ملک میں کروانے کو ترجیح دینے لگے یعنی ایک روایت بن گئی آپ سوچیں یہ ملک کی کتنی بڑی خدمت ہے۔

☆ آپ کی سماجی خدمات؟

○ رب رحیم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ ناچیز کو یہ توفیق بخشی کہ میں کچھ نہ کچھ سماجی کاموں میں حصہ لیتا ہوں۔ تفصیل تو شاید لمبی ہو جائے مگر آپ کے حکم کی تعمیل میں مختصراً عرض ہے کہ حقیقت میں یہ تمام کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور اسی کی دی ہوئی توفیق اور ہمت سے کئے۔ نہ کبھی نمود کی ضرورت محسوس کی ہے اور نہ ہی کبھی تشہیر کو پسند کیا ہے۔

(۱) ۱۹۷۱ء کی جنگ اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں کرفیو اور ایمرجنسی کے باوجود مجھے بھرپور خدمت کا موقعہ ملا۔ میرا کلینک بھی کھلا رہا۔ 'کرفیو پاس' بھی تھا۔ لہٰذا آنے جانے اور زخمیوں اور ضرورت مندوں کی آواز پر فوری لبیک کہنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کی۔ ہندوستان کے ہوائی حملہ میں میرے کلینک پر ایک مریض نے جام شہادت نوش بھی کیا۔ پھر بھی رب رحیم کے فضل اور حضور پرنور سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے صدقہ و طفیل سے جو توفیق میسر تھی اس کو بغیر خوف کے بھرپور استعمال کیا۔ کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ سڑکوں، محلوں، گھروں، میدانوں اور جیلوں میں جب کسی نے ضرورت محسوس کی فوراً ان کی مدد کے لئے اسی وقت ان کے پاس پہنچنے کی سعادت بھی حاصل رہی۔

نفاذ نظام مصطفےٰ ﷺ کے لئے اس دھرتی کو کسی مردِ مومن کا انتظار ہے

(۲) جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ تحریک نظام مصطفےٰ کے موقع پر میں قومی اتحاد کی طرف سے جلسہ اور جلوس کمیٹی کا چیئرمین تھا اور طبی کمیٹی کا سربراہ بھی۔ لہٰذا اس تحریک میں خلق خدا کے کام آنے کا خوب موقعہ ملتا رہا۔

(۳) کئی مساجد اور مدرسوں کی انتظامیہ کا سربراہ اور عہدہ دار بھی ہوں۔

(۴) کئی فلاحی تنظیموں کا سرپرست، عہدہ دار اور رکن مجلس عاملہ بھی رہا ہوں۔

(۵) ''SHADE'' ایک NGO ہے جس کا سرپرست بھی ہوں جو خلق خدا کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔ مریضوں کو طبی سہولتیں مہیا کرنا، غریب بچیوں کی شادیاں کرانا، قیدیوں کی دیکھ بھال میں مدد کرنا، بچوں اور عورتوں کی فلاح و بہبود کے پروگرام کا

انعقاد کرنا، اس ''SHADE'' کے مقاصد میں سے ہیں۔ اس کی صدر ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان سابق (ایم این اے) ہیں جو انتھک، بے لوث اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار شخصیت کی حامل ہیں۔

(۶) سیلاب، زلزلہ، وبائی امراض و دیگر قومی اور ضلعی مصائب میں ہمیشہ کسی نہ کسی پلیٹ فارم سے اپنی خدمات پیش پیش رہی ہیں جسے ہر اپنے اور غیر نے بھی سراہا۔

(۷) انجمن شیخاں (رجسٹرڈ) سیالکوٹ کا مرکزی مجلس عاملہ کا ممبر، بانی رکن اور انچارج ''ڈرگ بنک''

(۸) چیئرمین طبی کمیٹی انجمن شیخاں سیالکوٹ

کبھی سوچا نہ تھا کہ پاکستان سے ہجرت کروں گا مگر ملکی حالات نے مجبور کر دیا

(۹) بانی رکن الشیخ جناح میموریل ہسپتال۔ سیالکوٹ

ڈرگ بنک کا اجراء شہر اقبال کا واحد اور منفرد منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچایا اور کامیابی سے چلایا۔ شہر ہلال استقلال کے ہر طبقہ فکر کے افراد نے اسے بے حد سراہا۔ کیونکہ اس سے ہر قوم و نسل کے مستحق مریض کو اس کی مرض کے مطابق ادویات مہیا کی جاتی تھیں خواہ وہ کتنی ہی مہنگی کیوں نہ ہوتیں۔ اس کی کامیابی کے بعد 'الشیخ جناح میموریل ہسپتال' کا منصوبہ شروع کیا بدقسمتی سے اسے منفی سیاست نے آ دبوچا لہٰذا کنارہ کشی میں ہی عافیت سمجھی۔ اس کے علاوہ بیوگاں، مستحق طلباء اور طالبات کے وظائف کا اجراء بذریعہ منی آرڈر گھر پہنچانے کا اہتمام کیا تاکہ کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ یہ بھی کامیابی نصیب ہوئی۔ اس میں میرے ساتھ جن شخصیات کا بے پناہ تعاون مجھے نصیب رہا ان کے چند نام تحریر کر رہا ہوں۔ حاجی اللہ رکھا سونی مرحوم، حاجی عنایت اللہ رتڑاء مرحوم، شیخ ضیاء الرحمٰن مرحوم، ڈاکٹر شیخ عبداللطیف مرحوم، ڈاکٹر شیخ حبیب الرحمٰن مرحوم بحمد اللہ ان تمام منصوبوں کے اجراء کی منصوبہ بندی کا شرف احقر کو حاصل ہے۔

(۱۰) اولڈ بوائز ایسوسی ایشن گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول سیالکوٹ

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے کئی سال کام کرنے کا موقع ملا۔ خدا کے فضل اور دوستوں کے تعاون سے ایک جذبہ اور ولولہ کے ساتھ نئی جہتوں میں کام کیا (جو کبھی پہلے نہ ہوا تھا اور نہ ہی اس کے بعد ہو رہا ہے) جس کا بے پناہ فائدہ سکول کو' اساتذہ کرام کو' سٹاف اور طلباء کو پہنچا۔ مثالی دور تھا اور مثالی کام ہوئے۔ ادارہ کی ضروریات (نئے کمروں کی تعمیر' پرانی بلڈنگ کی مرمت و رنگ و روغن' پنکھے' ٹیوب ویل' راستوں کو پختہ کرنا' ہال کی تزئین و آرائش وغیرہ وغیرہ) اساتذہ کی بہبود کے لئے خصوصی فنڈ اور پروگرام' سٹاف کی ضروریات اور طلباء کے بہبود کے متعدد نصابی' ہم نصابی اور غیر نصابی پروگرام شامل ہیں اور جن میں ہونہار طلباء کے لئے میڈلز' انعامی کپ' نقد انعامات' کتب اور وظائف بھی شامل تھے۔ مستحق اور نادار طلباء کے لئے یونیفارم' سائیکلیں اور نقد وظائف مہیا کرنے کا اہتمام ہوتا تھا۔ ان پروگراموں کے تسلسل کی وجہ سے یہ ادارہ ملک بھر میں منفرد حیثیت اختیار کر گیا۔ اس کی مختلف تقاریب کے مہمان خصوصی صدر پاکستان' چیف جسٹس آف پاکستان' مرکزی اور صوبائی وزراء وائس چانسلر (یونیورسٹی)' چیئرمین تعلیمی بورڈ' اعلے سول اور ملٹری افسران' معروف صنعتکار اور ڈاکٹر صاحبان ہوتے تھے۔ آج بھی اس دور کو سنہری دور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مجھے اس سلسلہ میں جن افراد کا بے پناہ تعاون میسر رہا ان میں سے چند یہ ہیں۔ چوہدری محمد اکرام صاحب' ڈاکٹر محمد اکرم قریشی' ڈاکٹر ایم ادریس قریشی صاحب' پروفیسر محمد حسین مرحوم' داؤد چٹھہ صاحب' ممتاز ڈھوڈی صاحب' پروفیسر ریاض صادق صاحب' انور قریشی مرحوم' پروفیسر اختر نواز صوفی صاحب' پروفیسر حامد پرویز صاحب' زکریا صاحب اور کئی نام

چین والوں کی ایمانداری ہی وہ راز ہے جس سے اس قوم نے بے پناہ ترقی کی ہے

(۱۱) سابق صدر پاکستان میڈیکل ایسوسیشن ضلع سیالکوٹ' سابق نائب صدر PMA پنجاب' سابق نائب صدر PMA ضلع سیالکوٹ' ممبر صوبائی کونسل PMA پنجاب' ممبر مرکزی کونسل PMA پاکستان' چیف الیکشن کمشنر PMA سیالکوٹ ممبر الیکشن کمیشن پنجاب۔

PMA نے سیالکوٹ کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کیا جس کی بدولت PMA سیالکوٹ ملک بھر کی چند بڑی فعال ایسوسی ایشنوں (کراچی' اسلام آباد' لاہور) میں شمار ہونے لگی۔ اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر تاریخ میں پہلی دفعہ سیالکوٹ سے PMA پنجاب کے صدر محترم ڈاکٹر اکرم قریشی منتخب ہوئے اور خوب کام کیا۔ PMA پنجاب کے نائب صدر ہونے کی ذمہ داری بھی میرے پاس رہی۔ PMA پنجاب اور پاکستان کے اجلاس میں بھرپور نمائندگی کرنے کا شرف حاصل رہا۔ خواہ وہ اجلاس کوئٹہ میں ہوا یا کوٹ عبداللہ یا پھر کراچی' پشاور' اسلام آباد' ملتان' لاہور' گوجرانوالہ میں جہاں کہیں بھی ہوا۔ پی ایم اے کے تحت فلاحی منصوبوں اور پروگراموں کے عملی جامہ پہنانے میں اپنا رول ادا کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا ہر کام میں بھرپور شرکت رہی۔

۱۹۷۱ء کی جنگ اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں کرفیو اور ایمرجنسی کے باوجود مجھے بھرپور خدمت کا موقعہ ملا

(۱۲) صدر فیملی فزیشن فورم سیالکوٹ کی حیثیت سے میں نے اہم کام کئے ہیں۔ متعدد تعلیمی ریسرچ پروگرام کا انعقاد کیا۔ ڈاکٹر صاحبان کی بہبود (ڈاکٹر' مریض' لواحقین) کے تعلق پر خصوصی پروگرام' معلوماتی پمفلٹ شائع کر کے عوام میں تقسیم کرائے۔ الخدمت میڈیکل گزٹ کا اجراء بھی میرے دور میں ہوا۔ اس کے علاوہ اعزازی مشیر سیالکوٹ میڈیکل کمپلیکس سیالکوٹ' ممبر گورننگ باڈی علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ' ممبر مجلس عاملہ انجمن بہبودی مریضاں گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ' ممبر ٹی بی ایسوسی ایشن ضلع سیالکوٹ' جن لوگوں کا بھرپور ساتھ رہا ہے ان میں ڈاکٹر محمد اکرم قریشی' ڈاکٹر محمد تسلیم' ڈاکٹر منظور احمد' ڈاکٹر محمد اشرف ارائیں' ڈاکٹر ادریس قریشی صاحب' ڈاکٹر عتیق افضل صاحب' ڈاکٹر صاحبزادہ خلیل الرحمٰن' ڈاکٹر بشیر احمد خان مرحوم' ڈاکٹر محمد عالمگیر مرحوم و دیگر۔

(۱۳) چیئرمین اصلاحی کمیٹی محلہ کھٹیکاں سیالکوٹ

(۱۴) ممبر ضلعی تعلیمی کمیٹی ضلع سیالکوٹ

(۱۵) ممبر ضلعی ترقیاتی کمیٹی ضلع سیالکوٹ

(۱۶) ممبر بیت المال ضلع سیالکوٹ شامل ہیں۔

ان تمام کمیٹیوں میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ مگر افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ بدعنوانی اور بددیانتی ان میں عروج پر ہے۔ ہر فرد کسی نہ کسی رنگ میں بدعنوان ہے۔ تمام ادارے اور کمیٹیاں چند افراد کے گرد گھومتی ہیں اور وہ ہر قسم کے مزے لینے میں مست رہتے ہیں۔ ذاتی مفادات کی پاسداری کی جاتی ہے اجتماعی مفاد کی باتیں ضرور کی جاتی ہیں مگر عملی اقدام سے گریز کرنا ہی پسند فرمایا جاتا ہے۔ تلخ تجربات کی بناء پر کنارہ کشی ہی بہتر سمجھی۔

(۱۷) سیالکوٹ چیمبر آف کامرس' پاکستان سپورٹس گڈز ایسوسی ایشن سرجیکل ایسوسی ایشن' گلوز ایسوسی ایشن' ہوزری ایسوسی ایشن کے نمائندوں کے ساتھ گہرے روابط ہیں حسب ضرورت ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور مل کر فلاحی کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔

آج بھی کئی مساجد اور مدرسوں کی انتظامیہ کا سربراہ اور عہدہ دار ہوں

(۱۸) اپنے خاندان اور برادری میں غلط رسومات کے خلاف بھی عملی اقدام اُٹھائے۔

(۱۹) وکلاء سے اچھے مراسم' متعدد پروگراموں میں شرکت کرتا ہوں تو پرانے اور نئے وکلاء کی طرف سے بہت عزت ملتی ہے۔

(۲۰) اسی طرح ادیبوں اور شعراء کرام کے ساتھ گہرا تعلق ہے ان کے پروگراموں میں شرکت کرتا ہوں اور تعاون بھی۔ وہ بھی محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، میں نے ہر عہدہ پر بھرپور کام کرنے کی کوشش کی ہے انداز میں جدت اپنائی۔ الحمد للہ ہر موقع پر کامیابی نصیب ہوئی۔ اور احباب سے پذیرائی بھی ملی۔

☆ مشاغل کیا ہیں؟

○ میرا خیال ہے کہ میرے مشاغل میں یہ شامل ہے کہ جب کسی اپنے یا بیگانے

نے آواز دی فوری لبیک کہنا فرض عین سمجھا (یہ سبق نصیحت یا حکم والد ماجد رحمہ اللہ سے ملا ہوا ہے)......... یہ بھی میرا مشغلہ سمجھیں کہ اندرون اور بیرون ملک سفر کرنے (نئی چیزوں اور تحقیق کی جستجو کے لئے)..... مذہبی پروگرام میں شرکت کرنا'..... سیاسی تجزیے سننا اور دیکھنا (ٹی وی)'......... اصلاحی ڈرامے دیکھنا'..... کرکٹ اور ہاکی کے میچ دیکھنا (کبھی کبھی)..... مذہبی اور طبعی جرائد کا مطالعہ کرنا اور اخبار بینی.....اس کے علاوہ اصلاحی موضوعات پر تحریریں (کبھی کبھی) نوائے وقت' قندیل' کیکمول الخدمت میڈیکل گروپ اور مختلف دینی رسائل میں۔

الشیخ جناح میموریل ہسپتال کا منصوبہ منفی سیاست نے آدبوچا
لہٰذا کنارہ کشی میں ہی عافیت سمجھی

☆ کن کن شخصیات سے کیا کیا سیکھا اور اسے اپنانے کی کوشش کی؟

○ شرافت' دیانت' سخاوت' جذبۂ شوقِ تعلیم اور جذبہ ایثار قربانی اپنے والد ماجد شیخ فضل الٰہی رحمہ اللہ سے......... شجاعت' استقامت' غریب پروری اور جذبۂ مقابلہ و ترقی اپنی والدہ ماجدہ الحجہ نجمن النساء بیگم رحمہا اللہ تعالیٰ سے......... وعدہ وفائی' پاکیزگی اور قناعت پسندی' محترم و محتشم خواجہ محمد عطاء اللہ جالندھری رحمہ اللہ سے......... عاجزی اور انکساری' محترم و معظم میاں فتح محمد (ڈپٹی کلکٹر) سے......... بے لوث پیار اور جذبہ خدمت' محترم و مکرم الحاج شیخ الطاف حسین رحمہ اللہ (اللہ لوک) سے......... صلہ رحمی و جوڑ' محترم الحاج شیخ عبدالمجید پوری بی اے رحمہ اللہ اور الحاج شیخ عبدالحمید پوری رحمہ اللہ کراچی سے......... عبادت و ریاضت' ذکر و فکر اور رشک کرنا' پیر طریقت حضرت اعلیٰ خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ موہری شریف سے..... جذبۂ تحریر و تقریر' استاذ گرامی محترم مکرم ماسٹر احمد حسن مرحوم سے......... صبر و شکر' محترم و مکرم دادی اماں زینب بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ سے......... مہمان نوازی' برادرِ محترم شیخ رفیع الدین آفتاب سے......... جذبۂ خدمت خلق' محترم عبدالستار ایدھی صاحب سے......... جذبۂ فروغ علم و دین' شیخ الحدیث علامہ

حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمہ اللہ سے۔

☆ کوئی خوبی؟

○ مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے مگر صرف ایک بات پر فخر ہے کہ میں سیدنا محمد عربی ﷺ کا غلام اور امتی ہوں۔ کچھ لوگوں کا حسن ظن ہے کہ مجھ حقیر اور نالائق کو بھی پسند کرتے ہیں۔

☆ آپ کی پسند؟

اقبال، قائداعظم، ڈاکٹر مہاتیر محمد، عقاب، تھر، مچھلی، آم، گلاب اور حجر اسود پسند ہیں

○ پسندیدہ شخصیات: حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ۔ حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ، حضرت قائداعظم رحمہ اللہ، اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ، والد ماجد الحاج شیخ فضل الٰہی رحمہ اللہ، ڈاکٹر مہاتیر محمد، ...... پسندیدہ کتاب: قرآن حکیم ...... پسندیدہ کام: جس سے اللہ راضی ہو...... پسندیدہ انسان: جو کسی کو دکھ نہ دے...... پسندیدہ بات: جس سے دوسروں کا بھلا ہو...... پسندیدہ ملک: پاکستان، بلجیم ...... پسندیدہ شہر: مدینہ منورہ ...... پسندیدہ لوگ: شریعت کے پابند...... پسندیدہ سیاسی رہنما: مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ...... پسندیدہ مسجد: مسجد نبوی شریف...... پسندیدہ لباس: شلوار قمیض، شیروانی...... پسندیدہ رنگ: سفید، ہلکا براؤن ...... پسندیدہ ٹوپی: جناح کیپ ...... پسندیدہ مشغلہ: خدمت خلق...... پسندیدہ آنکھ: جس میں حیا ہو...... پسندیدہ ہاتھ: جو کبھی کسی کے لئے بددعا کے لئے نہ اٹھیں...... پسندیدہ عالم: شیخ الحدیث حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمہ اللہ...... پسندیدہ پیر: پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ موہری شریف...... پسندیدہ شاعر: علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ ...... پسندیدہ نعت گو شاعر: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ظہوری قصوری...... پسندیدہ ادیب: علامہ محمد صادق قصوری، نسیم حجازی ...... پسندیدہ مزاحیہ ادیب: ڈاکٹر شفیق الرحمن مرحوم، پطرس بخاری مرحوم...... پسندیدہ مقرر: شورش کاشمیری

مرحوم ...... پسندیدہ مزاحیہ شاعر: مسعود احمد مسعود ...... پسندیدہ ڈاکٹر: استاد محترم محمد انور (ماہر امراض بچگان) لاہور...... پسندیدہ حکیم: حکیم خادم علی سیالکوٹی رحمہ اللہ...... پسندیدہ دوست: رانا ملک داد مرحوم اگوکی...... پسندیدہ پتھر: حجر اسود ...... پسندیدہ پھول: موتیا، گلاب...... پسندیدہ خوشبو: رات کی رانی...... پسندیدہ پھل: آم، کھجور...... پسندیدہ سبزی: کدو، کریلا، چونگاں...... پسندیدہ دال: چنے کی دال ...... پسندیدہ گوشت: مچھلی، بٹیر...... پسندیدہ جانور: ہرن...... پسندیدہ پرندہ: عقاب ...... پسندیدہ حافظ قرآن: استاد محترم حافظ محمد رمضان (جنہوں نے اس سال ۷۰ ویں محراب سنائی)...... پسندیدہ قاری: قاری باسط، قاری صداقت...... پسندیدہ پہاڑ: نانگا پربت...... پسندیدہ جنگل: Red Wloods امریکہ...... پسندیدہ میدان: میدان عرفات...... پسندیدہ دریا: دریائے ٹیمز

تمام کمیٹیوں میں بدعنوانی اور بددیانتی عروج پر ہے

(لندن)...... پسندیدہ پل: سان فرانسسکو (امریکہ) ...... پسندیدہ علم: علم دین و طب...... پسندیدہ پیشہ: طب...... پسندیدہ ائیرپورٹ: ریاض (سعودی عرب) ...... پسندیدہ بیچ (سمندری کنارہ): ممباسہ (کینیا)...... پسندیدہ باغ: ہائیڈ پارک لندن ...... پسندیدہ نعت خواں: قاری وحید ظفر قاسمی، لیاقت علی لیاقت ...... پسندیدہ مرد درویش: محترم سید منیر حسین شاہ صاحب (جاکے چیمہ)...... پسندیدہ ہوٹل: پیکنگ ہوٹل چائنا...... پسندیدہ وادی: وادیٔ کاغان...... پسندیدہ صحرا: تھر سندھ ...... پسندیدہ ریلوے سٹیشن: پیکنگ (چین)...... پسندیدہ اولڈ بوائے: داؤد چٹھہ ...... پسندیدہ ساتواں عجوبہ: دیوار چین ...... پسندیدہ فیملی فزیشن: ڈاکٹر منظور احمد، ڈاکٹر ادریس قریشی، ڈاکٹر اکرم قریشی، ڈاکٹر عتیق افضل ...... پسندیدہ نوجوان ادیب و صحافی: ملک محبوب الرسول قادری...... پسندیدہ وکیل: قائداعظم محمد علی جناح، حسین شہید سہروردی ...... پسندیدہ صنعت کار: سہگل خاندان...... پسندیدہ استاد: پرائمری

ماسٹر احمد صاحب ہیڈ ماسٹر دھاروال سکول' ثانوی: ماسٹر یوسف قریشی صاحب' ماسٹر غلام نبی صاحب' ماسٹر چوہدری اکرم صاحب' احمد حسین صاحب' کالج: پروفیسر حامد رضا صدیقی صاحب' لیاقت حسین صاحب' میڈیکل کالج: پروفیسر امیر الدین صاحب' پروفیسر عبدالعزیز صاحب' خواجہ صادق حسن صاحب .... پسندیدہ کھانے: دیسی اور چائنیز.......... پسندیدہ ڈش: پائے چاول (سفید) .... پسندیدہ سویٹ ڈش: گاجر کا حلوہ' کھیر .... پسندیدہ مٹھائی: برفی' میسو.......... پسندیدہ مشروب : سکنجبین.......... پسندیدہ ڈرائی فروٹ: بادام' کاجو.......... پسندیدہ ہال: گریٹ ہال (چین).......... پسندیدہ چڑیا گھر: نیروبی+ کینیا .... پسندیدہ میوزیم: مادام تساد میوزیم (لندن)' سائنس میوزیم' ہسٹری میوزیم (لندن)

☆ آپ کا پیغام؟

○ پوری قوم اور ملت اسلامیہ سے ایک ہی گزارش ہے کہ خدارا اپنی سمت درست کریں۔ اپنے اندر خوف خدا اور حب رسول ﷺ پیدا کریں جذبۂ حب الوطنی کو بیدار کریں۔ حلال وحرام میں تمیز کریں۔ خیر اور شر کی پہچان کریں۔ شریعت محمدی ﷺ کو اپنائیں۔ اپنی ذمہ داریاں ایمانداری اور لگن سے نبھائیں۔ قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیں۔ ملکی' مذہبی' خاندانی اور معاشرتی تقاضے پورے کرنے کے لئے دیانت دارانہ کوششیں جاری رکھیں۔ باقی معاملات اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ ان شاء اللہ پھر دیکھیں ہر سو رب رحیم کی رحمتیں اور برکتیں آپ کا استقبال کریں گی اور ہمارا دین اور ہماری دنیا بھی سنور جائے گی (ان شاء اللہ)۔

تلخ تجربات کی بناء پر کنارہ کشی ہی بہتر سمجھی

☆ دلی خواہش وتمنا؟

○ بقولِ اقبال رحمہ اللہ ۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

دُعا: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں..........

کامل ایمان اور سچا یقین تیرا ذکر کرنے والی زبان..........

کشادہ رزق اور حلال و پاک روزی..........

عاجزی کرنے والا دل اور سچے دل کی توبہ..........

موت سے پہلے کی توبہ' موت کے وقت کا آرام..........

مرنے کے بعد مغفرت ورحمت' حساب کے وقت معافی

جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات..........

یہ سب کچھ مانگتا ہوں تیری رحمت کے وسیلہ سے

اے بڑی عزت والے' بڑی مغفرت والے..........

اے پروردگار عالم مرے علم میں اضافہ کر..........

اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرمادے (آمین)۔

اور ہر اُس چیز سے پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے حبیب ﷺ نے پناہ مانگی۔..........

صرف تیرا فضل اور تیرے حبیب ﷺ کی خصوصی نظر کرم ہمیشہ چاہیے۔ آمین ثم آمین

☆ کلام اقبال سے پسندیدہ رباعی:

اے اللہ! تیرا فضل اور تیرے حبیب ﷺ کی خصوصی نظر کرم ہمیشہ چاہیے

○

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفےٰ ﷺ پنہاں بگیر

سجادہ نشین وخلیفہ اول حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: میاں غلام محمد عمر (اولاد شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً 376ھ میں لاہور میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام اسلام قبول کرنے سے پہلے رائے راجو تھا۔ آپ کے گھرانے کا تعلق سورج ہنسی کشتری راجپوت خاندان سے تھا خاندانی حرب وضرب کے فن کے علاوہ علم نجوم، ریاضی، اور ہندی مذہبی علوم میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے اپنی مذہبی عبادات وریاضت کے سبب استدراجی قوت کے مالک تھے۔ ان تمام خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی توحید سے نا آشنا تھے۔ جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ اسلام کی خاطر لاہور تشریف لائے تو یہاں کفر وشرک کا بازار گرم تھا۔ حاکم لاہور بھی اپنی استدراجی قوت کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھا۔ وہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے سلطان مسعود کی طرف سے پنجاب کے نائب حاکم اور حاکم لاہور کے عہدے پر فائز تھا۔ جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے راوی کے کنارے ایک بلند ٹیلے پر قیام فرمایا اس مقام کے قریب ہی حاکم لاہور کا ڈیرہ تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس کے ڈیرے کے قریب ہی ایک بزرگ ہستی قیام پزیر ہے اور مخلوق خدا ان کی طرف راغب ہو رہی ہے تو وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا اس نے اپنی استدراجی قوت کے زور پر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مغلوب کرنے کی کوشش کی لیکن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کرامات سے اس کی استدراجی قوت کو زائل کیا اور اپنی نظر عنایت سے اس کی ظاہری وباطنی حالت بدل کر رکھ دی اور اسے حق سے آشنا کرا کے دائرہ اسلام میں داخل کر دیا اور اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا۔

جب نظر لطف وکرم کی شیخ ہندی پر پڑی
کر دیا قطرے سے دریا آپ نے یا گنج بخش

حاکم لاہور کے اسلام قبول کرنے پر اس کے خادم اور دیگر غیر مسلم لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے سب سے پہلے جس غیر مسلم کو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام قبول کروایا وہ خوش نصیب شخص حاکم لاہور یعنی حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ تھے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا واحد خلیفہ اور جانشین بناتے ہوئے آپ کا نام شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ (یعنی ہند کے شیخ) رکھا۔ اس لیے آج بھی آپ اسی نام سے مشہور ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بنفس نفیس حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری وباطنی تربیت فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہجویری مسجد تعمیر کروائی تو اس مسجد سے متصل دو حجرے اپنے اور اپنے مرید خاص حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تعمیر کروائے حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ عبادت وریاضت اور مجاہدے کر کے

حضرت داتا صاحبؒ سے وہ فیض خاص حاصل کیا جو شاید کسی کو حاصل نا ہو سکا۔ 465ھ میں جب حضرت داتا گنج بخشؒ نے اس دنیا فانی سے پردہ فرمایا تو آپؒ کی تکفین و تدفین اور نماز جنازہ پڑھانے کا اعزاز بھی حضرت شیخ ہندیؒ کو حاصل ہوا۔ داتا صاحبؒ کے وصال کے بعد آپؒ نے ان کے مشن کو جاری رکھنے کا فریضہ سرانجام دیا ہجویری مسجد داتا صاحبؒ میں 21 سال امامت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور بے شمار غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ آپؒ کی تعلیم و تبلیغ سے برصغیر میں اسلام دور دور تک پھیل گیا حضرت شیخ ہندیؒ نے 110 سال کی طویل عمر پائی اور 486ھ میں اس دنیا فانی سے پردہ فرمایا۔ آپؒ کا مزار شریف حضرت داتا صاحبؒ کے مزار کے مشرق کی جانب چار قدم کے فاصلے پر غلام گردش کے اندر واقع ہے۔ جہاں آپؒ کا عرس ہر سال 4 ربیع الاول شریف کو نہایت عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ نے حضرت شیخ ہندیؒ کا سلسلہ نسب چلانے کے لیے ضیف العمری میں آپؒ کو شادی کا حکم فرمایا۔ حضرت شیخ ہندیؒ نے حکم کی تعمیل فرمائی۔ داتا صاحبؒ کی دعا سے اللہ تعالی نے ان کے ہاں واحد فرزند جمیل عطا فرمایا جن کا نام داتا صاحبؒ نے شیخ لطفیؒ رکھا آپؒ کا سلسلہ تعلیم داتا صاحبؒ جیسے ولی کامل کے مشفق اور علم پرور سایہ سے شروع ہوا۔ اپنے والد بزرگوار سے بھی دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار، عابد و زاہد بزرگ تھے۔ اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ ہندیؒ کے وصال کے بعد ہجویری مسجد میں امامت اور تبلیغ دین کے لیے ساری زندگی وقف کر دی۔ آپؒ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند واحد حضرت شیخ عنایت اللہؒ سوم سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت داتا صاحبؒ کا مزار شریف سب سے پہلے حضرت شیخ عنایت اللہؒ نے تعمیر کروایا اور ارد گرد چبوترہ بھی پختہ کروایا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر چلہ کشی کرنے آئے تو آپؒ کو خواجہ صاحبؒ کے مصاحب اور میزبان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ ہندیؒ کی 12 پشتوں تک ایک ہی اولاد نرینہ ہوتی تھی۔ عہد شہنشاہ اکبری میں بارھویں پشت کے بزرگ حضرت شیخ لطیف اللہؒ نے داتا صاحبؒ کے طفیل سے اولاد میں برکت کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی اور پھر اولاد شیخ ہندیؒ میں اضافہ ہوتا گیا جو آج تک جاری ہے۔ حضرت شیخ ہندیؒ کی اولاد میں بہت سے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہم پیدا ہوئے ہیں جن کا طوالت کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کیا جا سکتا 465ھ بمطابق 1044ء سے لیکر 1381ھ بمطابق 1960ء تک درگاہ مقدسہ داتا صاحبؒ کی مجاورت اولاد شیخ ہندیؒ کو حاصل رہی حضرت شیخ ہندیؒ کی اولاد تقریباً ہزار سال سے مزار گنج بخشؒ کے قرب و جوار میں مقیم ہے غالباً یہ لاہور کا قدیم ترین خاندان ہے۔ پہلے سجادہ نشینوں کو داتا دربارؒ کے احاطے میں دفن کیا جاتا تھا لیکن 1960ء میں جگہ کی قلت کے باعث اب نزدیک قبرستان پیر از غیبؒ میں دفن کیا جاتا ہے۔

ایک طالب علم و تلمیذ کا تاثر

ایک عالم ربانی

سیّدی استاذ العلماء بندیالوی مدظلہٗ

تحریر...... صاحبزادہ قاری محمد بلال الہاشمی

استاذ العلماء پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ محمد عبدالحق بندیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بندیال شریف بلاشبہ اسلاف کی عظیم یادگار اور باعمل ہستی ہیں آپ کی شخصیت کے بارے میں میرے والد قبلہ الحاج علامہ مفتی محمد شفیع الہاشمی اکثر ذکر فرماتے ہیں کیوں کہ میرے والد صاحب فاضل بندیال ہیں اور آپ کے منظور نظر بھی حضرت کے بہت پیار کرنے والے ہیں بندیال کی سرزمین اور قبلہ پیر صاحب سے دلی محبت فرماتے ہیں جب مجھے قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے بندیال داخلہ کرایا تو فرمایا کہ "بیٹا! میرا دل چاہتا ہے پڑھنا تو تم نے ہے لیکن پڑھائی کے ساتھ ساتھ بندیال میں میرے استاد گرامی کی خدمت کرو اُن سے دُعا لو۔ یاد رکھو مولوی عبدالحق خدا کا ولی ہے شریعت کا پابند ہے ان کی قدم بوسی کرتے رہو بندیال کی دال کھاؤ ان شاء اللہ تمہیں بہت فیض ہو گا یہاں کے لنگر میں دُعا اور برکت ہے یہاں علم پڑھایا نہیں پلایا جاتا ہے" جب میرا جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال داخلہ ہوا تو میں نے قرآن پاک یہاں سے حفظ کیا اس سلسلہ میں تین سال پڑھتا رہا لیکن میں حیران ہوں کہ اپنے پیر و مرشد استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہٗ کی ایک نماز بھی کبھی قضا نہیں ہوئی اور آپ کے صاحبزادگان بھی ماشاء اللہ جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں بے شک یہ میرے مرشد کی اچھی تربیت ہے میرے والد صاحب قبلہ اکثر فرماتے ہیں کہ میرے استاد حضرت استاذ العلماء نے مجھے ایک دن حکم فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے تم دین کا کام میانوالی میں شروع کرو اور بہت شاندار جامعہ بناؤ تو اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے جامعۃ العصر کندیاں کے نام سے ادارہ کی بنیاد رکھی اور اس کی پہلی اینٹ یعنی سنگ

بنیاد اپنے استاذ گرامی سے ہی رکھوایا الحمدللہ آج ضلع میانوالی کی مشہور اور مرکزی درس گاہ جامعہ العمر آپ کی دُعاؤں کا فیضان ہے۔ استاذ العلماء کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے طلباء کے ساتھ ہمیشہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ شفقت سے پیش آتے طلباء کو محبت سے پڑھاتے اور اکثر مالی طور پر ان کی مدد بھی فرماتے رہتے جب کبھی آپ کے پاس کوئی شاگرد حاضر ہوتا زیارت کے لیئے قدم بوسی کے بعد آپ کی عادت مبارکہ ہے کہ ہر لحاظ سے تربیت فرماتے آپ کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ احادیث مبارکہ سناتے اور یوں ان کی ہمیشہ عقائد کی درستگی کی کوشش ہوتی ہے اکثر فقہی مسائل پر گفتگو فرماتے ہیں اور اگر آپ کی محفل میں انسان بیٹھتا ہے تو رقت انگیز منظر دیکھنے کو ملتا ہے آپ کئی دفعہ ذکر رسول ﷺ میں عشق رسول ﷺ کے سبب سے روتے ہیں محفل میں سب لوگ بھی رونے لگ جاتے ہیں اور کئی دفعہ آپ کو دھاڑیں مار کر روتے بھی دیکھا گیا ہے آپ طلباء کو ایسا جام عشق رسول پلاتے ہیں کہ طلباء آپ کی محفل اور آپ کی باتوں کو ہمیشہ یاد کرتے رہتے ہیں کئی دفعہ آپ فرماتے کہ تم بندیالوی ہو بندیال میں پڑھنا والا عقیدہ و عمل کی بندیالی ننگی تلوار ہوتا ہے بدعقیدہ ننگی تلوار کا سامنا کبھی نہیں کر سکتا اپنے عقیدے کی اسے موت نظر آتی ہیں ایک دفعہ کندیاں سے کئی دوست مرید ہونے آئے انہوں نے مجھے کہا کہ اللہ کے ولی کی کرامت دیکھنی ہے ہم سب نے کہا ٹھیک ہے ہر بندہ تعویذ لے گا لیکن بلال تمہیں تعویذ پیر صاحب خود دیں تم نے مانگنا نہیں بندیال پہنچے سب نے اپنا اپنا مدعا بیان کیا حاجت تکلیف وغیرہ بیان کی اور اس کا تعویذ لیا پیر صاحب نے سب سے پہلے مجھے تعویذ عنایت فرمایا حالانکہ میں نے اُن سے نہیں مانگا تھا سب دوست حیران ہو گئے ایک دفعہ ڈیرہ اسماعیل خان ایک دوست کی شادی تھی اپنی گاڑی پر بیٹھے دامان کے علاقہ میں راستہ بھول گئے یہاں پر ایک گھنٹہ لگنا تھا وہاں پر چار گھنٹے لگ گئے مسلسل سفر راستہ بھول گئے آخر مایوس ہو کر پیرو مرشد کو زور زور سے پکارا مدد کے لیے ایک لائٹ نظر آئی رات کے ۲ بج چکے تھے جب لائٹ کے پاس گئے ایک شخص کھڑا پوچھتا ہے کہاں جانا ہے؟ ہم نے کہا راستہ بھول گئے فلاں دوست گاؤں کا نام علی داگڑھا اور وہاں ایک دوست اللہ بخش کی شادی تھی وہاں شرکت کرنی تھی کہا کہ تم ٹھیک جگہ

پہنچ گئے ہو جس کی شادی ہے میں اس کا چچا ہوں ہم نے کہا کہ ہم راستہ بھول گئے تھے لیکن پیرو مرشد نے راہ دکھایا ہے ورنہ ہاں پہنچ نہ پاتے بے شک یہ واقعہ ہمیں پوری زندگی نہیں بھولے گا اس دن پتہ چلا کہ اللہ کے ولی اسی کی دی ہوئی توفیق سے اپنے ارادت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ محض اتفاق یا خوش فہمی ہرگز نہیں بلکہ واقعی اللہ کے محبوب بندے کا تصرف ہے۔

اس کے علاوہ کئی دفعہ جب بھی ہم آپ کی کراتیں گاہے بہ گاہے دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ بے شک اللہ کا ولیٔ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اسی کا مظہر ہوتا ہے میرے والد قبلہ آج کل برطانیہ میں گزشتہ ۱۸ سال سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں وہ اکثر فرماتے ہیں کہ میں نے یو۔کے کی سرزمین کے علاوہ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی خدمت کے لیے سفر کیا لیکن اللہ کی دھرتی پر اللہ کے ولی دیکھے ہیں مولوی عبدالحق استاذ العلماء ان جیسا شریعت کا پابند اور طریقت کا شہنشاہ کم ہی نظر آئے گا آپ فرماتے ہیں اللہ کی دھرتی پر سب سے زیادہ پیار اور سب سے زیادہ محبت مجھے استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق اور اُن کے صاحبزادے مظہر الحق سے ہیں آپ کے صاحبزادے تو ماشاء اللہ سارے دین دار ہیں لیکن صاحبزادہ مظہر الحق آپ کا حقیقی جانشین اور آپ کی حقیقی تصویر ہے۔ دُعا ہے خداوند کریم استاذ العلماء کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے بے شک آپ کا وجود اہل سنت کے لیے عظیم سرمایہ ہے اور اہل سنت آپ کے دم قدم سے اس علاقے میں عزت و وقار اور علم و عمل کے حوالے سے آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ آپ نوجوانوں اور علماء کی سرپرستی فرما رہے ہیں اور خطے میں علماء کی کثیر تعداد فاضل بندیال ہے بے شک علماء اور مدارس کی سرپرستی اور آپ کی دُعاؤں کا اثر ہے کہ واقعی آپ علماء کی جان ہیں کئی مدارس آپ کے شاگرد چلا رہے ہیں اللہ کرے ہماری مقامی درس گاہ جامعہ العمر کندیاں ضلع میانوالی بھی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ ہم اس مادر علمی کو بھی آپ ہی کا فیضانِ نظر اور دُعاؤں کا ثمر سمجھتے ہیں۔ (آمین)

تارکین وطن میں خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے

مرکز اہل سنت و جماعت میں کسی تفرقہ بازی کی کوئی گنجائش نہیں

مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ سخاوت، علم، عمل، حق گوئی، نور بصیرت

اور حسن اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے

مذاکرات کی میلں پر دلائل کی روشنی میں امت کو جوڑنے کا فریضہ سرانجام دیا جائے

میرے ہاتھ پر پچیس، تیس افراد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے ہیں

یو اے ای کے مقبول خطیب

مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی کے استاذ حضرت علامہ

حافظ محمد عارف گولڑوی

سے ایک اہم انٹرویو

ملاقات........... ملک محبوب الرسول قادری

عرب امارات میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دینے والے ادارہ مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی کے اُستاذ خطیب اور ہر دلعزیز شخصیت حضرت علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا ہے کہ عرب امارات میں بہت سارے مسائل اور مشکلات کے باوجود اسلام کے لئے جدوجہد کرتے اور خدمات سرانجام دینے کا جذبہ اور ولولہ موجود ہے۔ تارکین وطن مسلمانوں میں خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور وہ ایسی سرگرمیوں میں حصہ لے کر قلبی و روحانی مسرت محسوس کرتے ہیں۔ وطن سے دور رہ کر انسان کو رب و رسول ﷺ کی یاد بھی زیادہ آتی ہے۔ خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور دُکھی انسانیت کی خدمت کرنے کا جذبہ قلوب و اذہان میں اُجاگر ہوتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اسلامک میڈیا سنٹر لاہور میں دیے جانے والے

اپنے ایک مفصل انٹرویو میں کیا۔

وطن سے دور رہ کر رب و رسول ﷺ کی یاد بھی زیادہ آتی ہے اور خوف خدا پیدا ہوتا ہے

اُنہوں نے کہا کہ مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی فروغ اسلام کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے اور ہم نے مختلف جہتوں میں کام کا آغاز کر دیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہر حوالے سے ہماری کوششیں ثمر بار ثابت ہو رہی ہیں الحمد للہ میں ٹیلی ویژن کے کیو چینل حق چینل پر دینی اور شرعی رہنمائی کے پروگراموں میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مسلسل باقاعدگی کے ساتھ شرکت کرتا ہوں اور اپنی خدمات پیش کرتا ہوں تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ میں نے مسلسل چھ گھنٹے کیو ٹی وی پر لائیو پروگرام بھی چلایا ہے۔ یہ ایک ریکارڈ ہے اور اس کے اعتراف کے طور پر کیو ٹی وی چینل کی طرف سے مجھے تعریفی و اعزازی سند بھی دی گئی ہے۔ اُنہوں نے بتایا کہ رمضان میں نمازِ تراویح کے اندر روزانہ تلاوت کی جانے والی قرآنی آیات کی باقاعدہ طور پر ہر روز مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں تفسیر بیان کرنا میرا ہر روز کا معمول ہے۔ میں ماہِ صیام میں یہ تفسیر نصف گھنٹہ بیان کرتا ہوں اور گذشتہ چھ سال سے مسلسل یہ خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ ویسے یہ مرکز گذشتہ پچیس سال سے اپنی گراں قدر جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں یہ اہل سنت کا واحد مرکز ہے جو اپنے قیام سے لے کر اب تک ہفتہ بھر میں پورے تسلسل کے ساتھ دو پروگرام منعقد کرتا ہے ایک پروگرام تو ہر پیر کو تفسیر قرآن کریم اور درسِ فقہ پر مبنی ہوتا ہے جس میں لوگوں کی ضرورت کے مطابق لیکچرز کا اہتمام کرنے کے علاوہ علمی و اعتقادی حوالے سے انفرادی تشنگی کو دور کرنے کے لئے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں جبکہ دوسرا پروگرام ہر جمعرات کو روحانی حوالے سے منعقد کیا جاتا ہے اس پروگرام میں طریقت کے سلاسل اربعہ کے بزرگانِ دین کے طریقہ کے مطابق ختم خواجگانِ شریف' محفل ذکر' تلاوت و نعت' خطابات کے پروگرام اور وسیع پیمانے پر باوقار لنگر شریف کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں پروگرام نمازِ عشاء کے بعد منعقد کیے جاتے ہیں۔

علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ ہم مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں بچوں کو قرآن کریم کی فی سبیل اللہ تعلیم بھی دیتے ہیں جس کا سلسلہ سال بھر جاری رہتا ہے نیز اگر کوئی شخص دینی تعلیم' درسِ نظامی یا شرعی کورسز کا شوق رکھتا ہو تو ہم اُس کے لئے فرداً فرداً تدریس کا انتظام بھی کر دیتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ہمارے ہاں نمازِ تراویح میں ہر سال باقاعدگی کے ساتھ تلفظ کے تحفظ کے ساتھ اور تجوید و قرأت کے اصول و ضوابط کی رعایت سے قرآن کریم سنانے کا انتظام کرنا اور پھر قرآن فہمی کے لئے تلاوت کردہ قرآنی حصے کی تفسیر و تشریح کا عام فہم انداز میں بیان ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا

خدا کا شکر ہے کہ ہر حوالے سے ہماری کوششیں ثمر بار ثابت ہو رہی ہیں

کہ مرکز اہل سنت و جماعت میں کسی تفرقہ بازی کی کوئی گنجائش نہیں ہم اصلاحِ احوال اور اصلاحِ عقائد کے لئے بلا امتیاز جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس مرکز سے دین سیکھنے والے بہت سارے خوش نصیبوں نے اس وقت خطہ کے مختلف علاقوں میں دینی خدمات سرانجام دینا شروع کر رکھی ہیں۔ علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی کے مطابق اس وقت تک اس ادارہ سے ہزاروں لوگ استفادہ کر چکے ہیں جبکہ کیو ٹی وی چینل اور حق ٹی وی چینل کے حوالے سے اس ادارے کے ساتھ لاکھوں لوگوں کی فکری و نظری وابستگی پیدا ہو چکی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرت قائد اہل سنت قبلہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی زیارت اور پہلی ملاقات کا شرف مجھے اُسے وقت ملا جب میں طالب علم تھا اور حضرت قائد اہل سنت منڈی بہاؤ الدین میں ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اُس زمانہ میں ریڈیو پاکستان پر قرآن کریم کے شبینہ کی تلاوت نشر کی جاتی تھی اور ہم دینی طالب علم ہونے کے ناطے اُس شبینہ کی تلاوت کو بڑے غور اور خاص اہتمام کے ساتھ سُنتے تھے حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی تلاوت میں نے سب سے پہلے ریڈیو پاکستان پر سُنی پھر اُنہیں ملنے کا شوق پیدا ہوا جب ہم مولانا سے ملے اُن کا خطاب' تلاوت اور پھر اُن کی باتیں سُنیں' اُنہیں قریب سے دیکھا تو سچی بات یہ ہے کہ ہم اُنہی کے ہو کر رہ گئے۔ میں نہایت دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت نورانی صاحب میں وہ تمام

خوبیاں موجود تھیں جو کسی ایک کامل انسان میں موجود ہوتی ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ سخاوت، علم، عمل، حق گوئی، نور بصیرت اور حسن اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے اور درویشی کی طرف اُن کا طبعی میلان اُن کی عظمت کی روشن دلیل تھا یہ فقط میرے الفاظ ہیں مگر حضرت نورانی کی ذات و شخصیت ان الفاظ سے کہیں بلند ہیں جسے میں بیان کرنے کی حیثیت و طاقت نہیں رکھتا۔ میں اُن کا مرید نہیں ہوں میری بیعت تو شاعر ہفت زبان حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی سجادہ نشین گولڑہ شریف سے ہے لیکن میں بہت سے مریدوں کی نسبت حضرت نورانی سے زیادہ پیار رکھتا ہوں اور بے لوث گہری عقیدت بھی۔

میں نے مسلسل چھ گھنٹے کیو ٹی وی چینل پر لائیو پروگرام بھی کیا ہے

علامہ محمد عارف حسین گولڑوی نے بتایا کہ میں پانچ سال پہلے حضرت شاہ نصیر گیلانی کے ہاتھ پر بیعت ہوا میرا آبائی تعلق ضلع سرگودھا کے گاؤں میانی سے ہے اور میں مغل جٹ خاندان کا ایک فرد ہوں میرے والد گرامی مرزا غلام رسول اپنے علاقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جانے والی شخصیت ہیں جبکہ میرے استاد حضرت مولانا مفتی محمد رفیق میانوی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی متقی، پرہیز گار، صاحب بصیرت، صاحب عمل ہستی تھے۔ میں اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اُن ہی کی ذات سے متاثر ہوا ہوں۔ اگر اُنہیں سادگی و متانت کا پیکر جمیل کہا جائے تو اُن کی شخصیت پر سو فیصد درست ثابت ہوتا ہے۔ میرا شوق تھا کہ میں اُنہیں کا بیعت ہوتا مجھے اُن کے فرزند صاحبزادہ مفتی محمد شفیق صاحب اپنے ساتھ گولڑہ شریف لے گئے اور اُنہوں نے کہا کہ آپ میرے پیر کے مرید بن جاؤ۔ میں نے سوچا کہ اگر وہ میرے استاد سے زیادہ متقی شخصیت ہوئی تو اُن کے ہاتھ پر بیعت کروں گا مگر جب میں وہاں پہنچا تو میں نے حضرت پیر نصیر الدین کو دیکھتے ہی بلاتوقف اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا اور مرید ہوگیا یعنی میں نے حضرت شاہ نصیر کا چہرہ دیکھتے ہی بیعت کرلی کہ اُن کا چہرہ حق گوئی اور صداقت کا علامتی نشان محسوس ہوتا ہے۔ گویا میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا استاد بھی باکمال ہے اور میرا پیر بھی باکمال ہے۔

علامہ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ میں نے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کا

مطالعہ کیا ہے وہ نظم میں بھی بے مثال ہیں اور نثر میں بھی مثالی قلم کار ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت شاہ نصیر الدین عظیم صحابی شاعرِ دربارِ رسالت حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شعر و سخن کی زبان میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں گلہائے عقیدت و نعت پیش کرتے ہیں اور اس باب میں اُنہی کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں نعت، سرورِ کائنات ﷺ کی تعریف، توصیف اور مدحت ہے جو صحابہ کی سُنت اور خدا کا منشا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر کی زبان میں منکرینِ رسالت کے سوالوں کے جوابات دیا کرتے تھے حضرت شاہ نصیر نے بھی اِس سُنت کو ساڑھے چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود زندہ رکھا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میرے اُساتذہ میں مثلاً حضرت مفتی اعظم مفتی محمد رفیق رحمہ اللہ ہی کو لیں یہ خاندان پندرہ نسلوں سے دین کی خدمت کر رہا ہے بلکہ اُن کی پندرہ نسلیں مفتی ابن مفتی ابن مفتی ہیں۔ اس خاندان کو عظیم ولی اللہ حضرت میاں میر بھیروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا ہے کہ اس خاندان میں ایک نہ ایک ولی اللہ ہر دور میں موجود رہتا ہے۔ حضرت مفتی غلام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور وہ حضرت غلام محی الدین قصوری رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔

مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں مفت تعلیم قرآن، فقہی
و شرعی راہنمائی اور تدریسی خدمات سرانجام دی جاتی ہیں

علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ مفتی غلام مرتضیٰ میانوی رحمہ اللہ نے قادیانیوں سے بہت سارے مناظرہ کامیاب کئے اور یہ وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں تاجدارِ گولڑہ فاتح قادیان حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے اس جوان پر فخر ہے کیونکہ حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمہ اللہ کی نیابت میں منکرین کے مستولات کے جوابات بھی دیتے تھے اور وہ انجمن نعمانیہ لاہور کے صدر بھی رہے اور بادشاہی مسجد کے خطیب بھی ہے۔ یہ بزرگ بھی میرے اُستاد کے خاندان ہی کے بزرگ ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے دربار میں کسی شرعی مسئلہ پر اگر اس خاندان کے کسی بزرگ کی مہر ہوتی تھی تو اُسے کوئی چیلنج نہیں کرسکتا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اس خاندان کے افراد کو مفتی بنا

کر مختلف علاقوں میں متعین کیا تھا اور یہ علمی سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اس وقت میرے اُستاد کی عظیم یادگار اُن کی درس گاہ "مدرسہ عربیہ رضویہ علوم المرتضیٰ میانی شریف ضلع سرگودھا" کی صورت میں موجود ہے جس میں آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ مفتی محمد شفیق مہتمم ہیں۔ درسیات اور حفظ کے تقریباً ایک سو طلبہ اپنے آپ کو زیورِ علم سے آراستہ و پیراستہ کر رہے ہیں۔ فقہی اعتبار سے میانی شریف علاقہ کا مرکز ہے اور سارے خطہ میں اُس کا فتویٰ چلتا ہے۔ حضرت مفتی محمد رفیق مرحوم بہت سارے فنون کے ماہر تھے اُنہیں طب، تعویزات، عملیات اور فقہ پر عبور حاصل تھا اور کمال درک رکھتے تھے۔

میرے استاد حضرت مولانا مفتی محمد رفیق میانوی رحمہ اللہ انتہائی متقی، پرہیز گار، صاحب بصیرت اور صاحب عمل ہستی تھے

ایک سوال کے جواب میں حضرت علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ کسی کو کسی سے اختلاف ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اور نہ ہی یہ بُری بات ہے لیکن علمی اختلاف کو ذاتیات پر لے جانا بہت بُری بات ہے کم از کم یہ انسانیت کے تقاضوں سے بے حد متصادم ہے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ حضرت شاہ نصیر الدین گولڑوی جیسے عظیم محقق اور قابل و اہم شخصیت سے نہایت عامیانہ انداز میں اختلاف رائے کا اظہار کیا گیا اُن کے موقف سے ہم آہنگی نہ رکھنے والوں کو کم از کم اخلاقی قدروں کو پیش نظر ضرور رکھنا چاہیئے بلکہ میں تو تمام اسلامی مکاتبِ فکر کے درمیان اختلافات کے حوالے سے بھی یہ ہی موقف رکھتا ہوں کہ مذاکرات کی میبل پر دلائل کی روشنی میں فیصلے کئے جانے چاہئیں تاکہ اُمت کو توڑنے کی بجائے جوڑنے کا فریضہ سرانجام دیا جاسکے ہم نے مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں ایک بہت بڑی لائبریری قائم کر رکھی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ پورے یو اے ای میں اُس جیسی لائبریری کسی کے پاس نہیں پاکستان، انڈیا، بنگال اور دنیا کے دوسرے خطوں کے اُردو بولنے والے لوگوں کی بھاری اکثریت اسی مرکز کی اس تاریخی لائبریری سے استفادہ کرتی ہے وہاں سے لوگ لٹریچر اپنے گھروں کو بھی لے جاتے ہیں اس طرح کے ادارے دنیا بھر میں قائم ہو جائیں تو جہالت، بدی اور بدعقیدگی کے خاتمہ کے لئے بڑی مددمل سکتی

ہے یو اے ای کی یہ لائبریری چلانے والے خوش نصیب انسان کا تعلق آپ کے شہر لاہور سے ہے اور وہ اس لائبریری کے صدر محمد عارف بٹ ہیں۔ لائبریری کے دیگر ذمہ دار احباب میں راجا طارق، حاجی عبداللطیف انڈین، حاجی عبداللطیف قادری پاکستانی، جاوید قریشی، شوکت قادری، زاہد حسین چشتی، حاجی محمد شہباز، بدر الدین بنگالی سمیت شخصیات شامل ہیں۔ الحمد للہ میں اس لائبریری کا ہول سول انچارج ہوں اور ذمہ دار ہوں اور خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔

مفتی غلام مرتضیٰ میانوی رحمہ اللہ نے قادیانیوں سے بہت سارے کامیاب مناظرے کئے

ایک سوال کے جواب میں علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے بتایا کہ خدا کا شکر ہے میرے ہاتھ پر پچیس یا تیس افراد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے ہیں میں نے ہندوؤں کو مسلمان کیا، سکھوں کو مسلمان بنایا، یہودیوں کو بھی مسلمان بنایا اور کہیں عیسائیوں نے بھی میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اُن سب کی دستاویزات اور تحریریں میرے پاس ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ ایک بڑا عذاب یہ ہے کہ ہم مسلمان کر کے چھوڑ دیتے ہیں اُن کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہیں کر سکتے نتیجتاً وہ لوگ مرتد ہو جاتے ہیں اور واپس اپنے آبائی مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں ہم نے اس مقصد کے لئے ابوظہبی میں یہ کوشش شروع کی ہے کہ ان نومسلموں کی تعلیم و تربیت اور معاشرہ میں اُن کی ایڈجسٹمنٹ کے لئے کوئی ٹھوس اور مستقل کام کیا جائے۔ ابھی پچھلے ہی دنوں ایک انڈین ہندو لڑکا مسلمان ہوا ہم نے اس کا نام محمد احمد رکھا ہے۔ میں نے اُسے بنیادی اسلامی تعلیمات، عقائد و معمولات سے آشنا کیا خدا کا شکر ہے کہ وہ عمرہ کے لئے حجازِ مقدس روانہ ہوگیا اب وہ عمرہ کر کے آگیا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ دینِ اسلام پر عمل پیرا ہے اور اچھے انداز میں حالتِ اسلام میں مسلمانوں کے اندر زندگی گزارنے کی کوشش کر رہا ہے اللہ تعالیٰ ان نومسلموں کو استقامت اور مسلمانوں کو عملِ صالح و اتحاد و اخوت کی عظیم نعمت عطا فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ویب سائیٹ وزٹ کرنے والے ہمارے عزائم اور پروگرام سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں جس کا ایڈریس یہ ہے۔ www.yanabiallah.net

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ

جیسا کہ میں نے دیکھا

تحریر...... ملک محبوب الرسول قادری

ایک شیخ طریقت' ایک عالم دین' ایک باعمل ہستی' ایک معروف مصنف' ایک مستند محقق' ایک ماہر مدرس' ایک غیر جانب دار مورخ' ایک دینی صحافی' ایک سماجی شخصیت' سیاسی بصیرت کی حامل ایک روحانی مشنری بزرگ ......یعنی......

ایک جلوے میں ہزاروں ولولوں کی کائنات

یہ ہے وہ عظیم انسان۔ جسے آج دنیا حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے آج کی نشست میں حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے حوالے سے میں اپنی یادداشتوں کو قلمبند کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

غالباً ۹۳۔۱۹۹۲ء کا موسم بہار تھا ضلع خوشاب کے صحت افزاء مقام وادیٔ سکون سیکسر کے بائیس دیہاتوں میں کھیلوں' میلوں اور دینی پروگراموں کا ماحول بنا ہوا تھا۔ اسی وادی کے راولپنڈی خوشاب روڈ پر واقع گاؤں پیل کی مین سڑک سے ذرا ہٹ کے ایک مسجد اور ملحقہ قرآنی مدرسہ کے باہر مجلس میلاد کا اہتمام کیا گیا۔ مقامی علماء موجود تھے اور مجھے نقابت کے فرائض سونپے گئے تلاوت قرآن حکیم اور نعت سرور کونین ﷺ کے بعد مختصر خطبۂ استقبالیہ پیش کیا گیا اور حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ نے نہایت دھیمے اور دلپذیر انداز میں خطبہ مسنونہ کے بعد سرور عالم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کے موضوع پر اظہار خیال فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ چھوٹے بڑوں کا احترام کریں اور بڑے چھوٹوں پر شفقت و پیار کا روّیہ اختیار کریں تو ہمارے معاشرے سے نفرتوں کا خاتمہ یقینی بن سکتا ہے اور ہم اسلامی نظامِ معاشرت کو جاگتی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ضروری ہے کہ بیٹا ماں کا ادب کرے' بیٹی باپ کی تکریم بجا لائے۔ بیوی خاوند کی خدمت کرے خاوند بیوی کے حقوق ادا کرے۔ استاد شاگرد کو دلجمعی و دلچسپی سے پڑھائے

اور شاگرد جس ہستی سے ایک لفظ بھی سیکھے اس کا احترام بجا لائے۔ عوام اہل علم کی قدر کریں۔ ہم اپنے ملک اور دین کے دیئے ہوئے ضابطے پر عمل درآمد کریں۔ قانون شکنی کی روایت کو ختم کر کے قانون کی بالادستی کو قبول کیا جائے۔ ناانصافی اور ظلم کے خاتمے کے لئے معاشرے کے ہر فرد کو اپنے آپ سے یہ معاہدہ کرنا ہے کہ وہ اپنے حقوق و فرائض سے تجاوز نہیں کرے گا۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب نے اپنے سامنے پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ میرے سامنے بہت بڑا پہاڑ ہے اور اس کے اُس پار ایک اس سے بھی بڑا پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ پتھروں' نمک' کوئلہ' جپسم اور دیگر دھاتوں کا پہاڑ ہے جبکہ اس پہاڑ سے آگے والا اس سے بھی بڑا پہاڑ 'علم کا پہاڑ' ہے۔ جو رسولِ رحمت ﷺ کی شریعت مطاہرہ کا ماہر اور شناسا ہے اس پہاڑ سے بھی آپ لوگ استفادہ کرو۔ اپنی اولادوں کو بھی اس سے استفادہ کے لئے تیار کرو۔ وہ پہاڑ' وہ بزرگ' وہ ہستی حضرت استاذ العلماء مولانا عطاء محمد بندیالوی کی ذات گرامی ہے۔ میں بھی ان کا خوشہ چین ہوں۔ ان کا قدردان ہوں۔ لوگو! ان ہستیوں کی قدر کرلو فائدے میں رہو گے۔''

ضلع خوشاب ہی میں مٹھہ ٹوانہ سے ذرا آگے ایک دیہات 'بجاڑ' ہے اس گاؤں کی بھاری اکثریت بھیرہ شریف سے روحانی وابستگی رکھتی ہے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ عموماً سال ڈیڑھ سال میں ایک مرتبہ یہاں تشریف لاتے تھے اور یہ ہمیشہ ان کا معمول رہا...... بجاڑ میں وہ جب بھی آتے دو تین دن ضرور قیام کرتے۔ پھر اس خطے کے باسیوں پر ان کی خصوصی شفقت یہ کہ مسجد میں ہر روز باقاعدہ خطاب کرتے اور پانچوں نمازیں مسجد میں پورے اہتمام سے ادا کرتے نماز کے بعد مریدین سے ملتے احوال سے آگاہی حاصل کرتے۔ بچوں کو دم' بڑوں کو نصیحتیں حتیٰ کہ کسی کسی کو تعویذ بھی مرحمت فرماتے انتہا یہ کہ اکثر مریدین کے گھر تشریف لے جاتے اور دُعا فرماتے۔ لیکن ان تمام معاملات میں اپنے متعلقین کی انفرادی تربیت ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک نشست میں انہوں نے وضو کرنے کا مکمل طریقہ منبر پر بیٹھ کر اس انداز میں بیان کیا کہ تمام شرکاء و حاضرین کے ذہن نشین ہوگیا۔ اسی طرح ایک خطاب صرف نماز سے متعلق تھا اور اس میں نماز کے فلسفہ پر گفتگو نہیں بلکہ آپ نے نیت سے لے کر سلام تک مکمل نماز نہ صرف پڑھنے

کا طریقہ بتایا بلکہ مکمل نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عملاً پڑھ کر دکھایا اور لوگوں کی عملی تربیت اس انداز میں فرمائی جیسے کلاس روم میں ایک ٹیچر اپنے طلبہ کو یا ایک شفیق باپ اپنی اولاد کو سکھاتا ہے۔ اس نشست میں میرے ساتھ ایک فوٹوگرافر دوست محمد نذر (شباب فوٹو سٹوڈیو) بھی تھے۔ آج اس واقعہ کو کم و بیش اٹھارہ سال کا عرصہ بیت رہا ہے مگر جب بھی ہماری ملاقات ہوتی ہے ہم پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ منفرد' دلنشین اور پرخلوص انداز ضرور یاد کرتے ہیں۔ چونکہ اس وقت ہمارا زمانہ طالب علمی تھا اور میں کالج کے ساتھ ساتھ صحافتی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتا تھا تو میں نے اس زمانے میں سب سے پہلا انٹرویو حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ ہی کا کیا۔ جو نوائے وقت اور منشور میں چھپا۔ حضرت پیر صاحب نے کمال شفقت اور بڑی محبت سے نوازا۔ ہمیں انٹرویو کے لئے وقت دیا۔ سوالات خدا خبر کیسے تھے؟ ان کے جوابات دیئے اور پھر ہماری حوصلہ افزائی اس طرح فرمائی کہ ''بس میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں آپ خود رنگ بھر لینا۔ جو کچھ مجھے آتا تھا میں نے بتا دیا ہے۔ باقی آپ خود ٹھیک کرلیں'' ہم حیران ہوئے کہاں علم و عمل کا کوہ ہمالہ' عظیم استاذ' ماہر تعلیم' وفاقی شرعی عدالت کا جج' ہزاروں علماء کا استاذ اور اس قدر بے نفسی' بے غرضی اور انکسار۔ سبحان اللہ

o.................o.................o

گورنمنٹ کالج جوہر آباد کے سالانہ کانوکیشن میں حضرت پیر صاحب نے ایک سال مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی ان دنوں پروفیسر چوہدری اعجاز حسین پرنسپل تھے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر نہایت روح پرور خطاب فرمایا جو ہمارے مادر علمی کی تاریخ کا نہایت اہم باب ہے اسی روز آپ ہی نے کالج کی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جب مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت میرا گھر وہ سامنے ہے...... فرمایا...... مجھے یاد ہے ذرا فارغ ہو کر وہاں چلتے ہیں۔ سنگ بنیاد کے بعد دُعا پھر چائے کا اہتمام کالج کے ہوسٹل میں تھا اس کے بعد اپنے خادم خاص خلیفہ مختار احمد (مالک الجاہد بھیرہ شریف اور دو مزید ساتھیوں کے ہمراہ) میرے ہاں قدم رنجہ فرمایا۔ انہی دنوں میرے پاس ترکی سے چند عربی' فارسی اور اردو کتابوں کا ایک پیکٹ آیا تھا۔

جسے میں نے اپنی ٹیبل پر بطور خاص رکھا ہوا تھا۔ حضرت پیر صاحب تشریف لائے ان کتابوں کو دیکھتے ہی بہت مسرور ہوئے اور ان کی ورق گردانی شروع کر دی اسی اثناء میں چائے آگئی' ہمارے شہر میں غوثیہ مسجد بلاک نمبر ۱۴ کے خطیب مولانا حافظ جان محمد گولڑوی آگئے اور جوہر آباد مین بازار میں ایک نعت خوان حکیم ڈاکٹر معراج الدین قادری (مرحوم) کو کہیں سے خبر ہوگئی وہ بھی پہنچ گئے۔ حضرت سے ملے اور دونوں حضرات نے اپنے ہاں مسجد اور مطب میں پیر صاحب کو لے جانے کا عندیہ ظاہر کیا۔ میں نے کہا کہ آپ خود دعوت دیں۔ جیسے حضرت مناسب خیال فرمائیں وہ بہتر ہے لیکن انہوں نے بار بار مجھ سے اصرار فرمایا حضرت پیر صاحب نے پوچھا کیا مسئلہ ہے؟ میں نے بتایا کہ ایک کی مسجد ہے اور دوسرے کا مطب' دونوں آنجناب سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ان کے ہاں جا کر دُعا کی جائے۔ اس آخری 'شرط' والے لفظ سے آپ بڑے مسرور ہوئے مسکرائے اور فرمایا...... ہمارے محبوب صاحب جہاں کہیں گے ہم ضرور جائیں گے...... مگر میری بھی شرط ہے کہ میں چائے وغیرہ کہیں نہیں پیوں گا۔ بس فقط دُعا ہی ہوگی۔ سو آپ جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر ۱۴ جوہر آباد تشریف لے گئے۔ مسجد کے صحن میں کھڑے ہو کر دُعا فرمائی اور پھر ڈاکٹر معراج الدین قادری کے مطب (قادری پنسار سٹور) پر تشریف فرما ہوئے۔ دُعائے خیر سے نوازا اور پھر ارشاد فرمایا کہ دعوت کو قبول کرنا حضور نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارکہ ہے اسی سنت پر عمل کی نیت سے آگیا ورنہ مصروفیات بہت زیادہ ہیں اور وقت فارغ نہیں۔ سبحان اللہ۔ آج بھی حضرت پیر صاحب کی ان مشفقانہ نوازشات اور نہایت حکیمانہ انداز میں تربیت...... کہ جہاں بھی جاؤ۔ نیت صالح رکھو اور خالص رکھو۔ اسی سے خیر نصیب ہوگی۔ آج بھی ان باتوں کو یاد کر کے ہم حیرت میں ڈوب جاتے ہیں کہ ہشت پہلو اور ہمہ جہت پس منظر رکھنے والی اس قدر مصروف ترین شخصیت اپنے وقت کو کس قدر عمدہ سلیقے سے استعمال کر کے مخلوق خدا کے لئے فیض رساں رہی آپ نجی محفلوں میں اکثر فرماتے تھے کہ میں جن بھوت نکالنے والا پیر نہیں ہوں دین مصطفےٰ ﷺ کا فقیر ہوں اور زلف مصطفےٰ ﷺ کا اسیر ہوں میرا دوست وہی ہے جو دین کے فروغ اور جہالت کے خاتمے کے لئے میرے مشن کا ساتھی بنے ورنہ مجھے

مرید بنانے کا کوئی شوق نہیں۔

o..................o..................o

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے مینجنگ ڈائریکٹر صاحبزادہ حفیظ البرکات کے ہاں ان کے دفتر میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری سے حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو میں بھی ہمراہ تھا۔ اس وقت متعدد علمی موضوعات زیر بحث رہے مثلاً ایک یہ تھا کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو تمہیں میری وجہ سے امن ملتا ہے اور استغفار کے سبب امن ملتا ہے اب میں تو دنیا سے جانے والا ہوں۔ مفتی صاحب نے استفسار کیا کہ اس ارشاد گرامی کا مفہوم کیا ہے؟ پیر صاحب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے آپ بھی پڑھیں میں بھی دیکھوں گا۔ میں ان کے اس جواب سے مسرور بھی ہوا اور متعجب بھی کہ ہمارے اس ماحول میں تو دو چار حرف پڑھ جانے والا اپنے آپ کو عقل کل اور علم کا سمندر سمجھنے لگتا ہے اور فقط اپنے انداز سے باتیں جوڑ جاڑ کر عقائد کی ایک نئی عمارت کھڑی کر دیتا ہے مگر پیر صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے تحقیق و جستجو کی طرف متوجہ کیا۔ یہ ان کی دینی غیرت وحمیت' اخلاص' دیانت داری اور خدا خوفی کا ثبوت بھی ہے اور اپنے منصب کے تقاضوں پر مکمل عمل پیرا ہونے کی دلیل بھی۔

یونہی مفتی محمد خان قادری نے اپنی کتاب 'شاہکار ربوبیت' آپ کو پیش کی جو غالباً انہی دنوں چھپ کر آئی تھی۔ پیر صاحب بہت مسرور ہوئے اس کی ورق گردانی کرتے رہے اور فرمایا کہ میں 'ضیاء النبی' کا جو کام کر رہا ہوں اس کی ایک جلد اسی نہج پر صرف شمائل پر مبنی لکھوں گا۔ دیگر سیرت نگاروں نے اس طرف بہت کم توجہ دی ہے۔ یہ کتاب شاہکار ربوبیت اس حوالے سے میرے استفادہ کا باعث بنے گی۔ پیر صاحب نہایت خلیق' دھیمے مزاج کے مالک اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنے والے عظیم انسان تھے۔

ایسے ہی مینار پاکستان کے تاریخی سبزہ زار میں جماعت اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے حضرت پیر صاحب مرحوم کا تاریخی' مختصر' دلوں میں اتر جانے والا خطاب آج بھی لوح قلب پر محفوظ ہے۔ اس کی یادیں پوری طرح

تر و تازہ ہیں۔

سیال شریف کی عظیم خانقاہ' رات کا وقت اور رمضان کا مہینہ یہ غالباً ۱۸ رمضان شریف کی شب تھی حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ کے سالانہ عرس مبارک کا موقع تھا۔ حضرت علامۃ العصر صاحبزادہ عزیز احمد سجادہ نشین مکان شریف (کفری)' حضرت پیر سید برکات احمد شاہ' جلال پوری "' حضرت پیر سید مراتب علی شاہ گجرات' مولانا عبدالعزیز چشتی گوجرانوالہ' پیر خضر حسین چشتی منڈی بہاؤ الدین' مولانا قاضی غلام رسول غازی سیالوی" (چنیوٹ)' سمیت بہت سارے مشائخ وعلماء کا اجتماع غفیر تھا اور آستانہ عالیہ سیال شریف کے حوالے سے کسی مسئلہ پر دو آراء سامنے آئیں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور اپنے گلے میں ایک رومال ڈال کر دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور فرمایا کہ "اس آستان عظمت نشان سے ہمیں تو خیر کے سارے پہلو نصیب ہوئے ہیں مجھ فقیر بے توقیر کی تو اس آستاں شریف سے مختلف کوئی رائے نہیں میں اس خانقاہ کا خادم تھا' ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔" اس کے بعد معاملہ خود بخود ختم ہوگیا اور سبھی نے حضرت پیر صاحب کے موقف کی حمایت میں دُعائے خیر پر مجلس کو برخاست کر دیا۔ یوں آپ اپنے پیر خانہ پر بھی وحدت' پیار اور اخوت کا علامتی نشان سمجھے جاتے تھے۔

انوار رضا لائبریری جوہر آباد میں حضرت پیر صاحب قبلہ چھ مرتبہ تشریف لائے اکثر بجار جاتے ہوئے یا واپس تشریف لاتے ہوئے آپ نے کرم فرمایا جب آئے اپنی حکیمانہ گفتگو سے کتابوں کے ذوق وشوق میں اضافہ کر گئے میں بجا طور پر سمجھتا ہوں کہ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دوستی سکھائی اور حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری نے کتاب شناسی کا شعور بخشا اور ان دونوں خوبیوں نے مل کر ہم جیسوں کو بھی صاحب کتاب بنا دیا۔ خداوند متعال ان تمام حضرات کو جزائے جزیل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

رضائے مصطفیٰ پاک و ہند کے علما و مشائخ کی نظر میں

از.....رئیس التحریر علامہ محمد حسن علی رضوی (میلسی)

الحمد للہ ماشاء اللہ اہلسنت و جماعت کا بین الاقوامی محبوب ترجمان ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" (گوجرانوالہ) جنوری ۲۰۰۸ء کے شمارہ سے اپنی اشاعتی عمر کی ۵۰ویں منزل میں قدم رکھ چکا ہے۔ "رضائے مصطفیٰ" آج سے ۴۹ سال قبل بیاد گار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ' امام اہلسنت نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کی زیر سرپرستی اور پاسبان مسلک رضا' نائب محدث اعظم پاکستان علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر نگرانی و مولانا الحاج محمد حفیظ نیازی کی ادارت میں شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم' حضور نبی کریم ﷺ کی نظر رحمت' سیدنا غوث اعظم و سیدنا امام اعظم قدس سرہما کے ظل عاطفت' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روحانی تصرف اور محدث اعظم پاکستان کی روشن کرامت اور دُعاؤں کی برکت ہے کہ "رضائے مصطفیٰ" عالمی سطح پر مذہب حق اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کی گونجدار آواز و سنیت' حنفیت و رضویت کا بے باک ترجمان ہے۔ اتنی طویل مدت یکساں حالت و کیفیت میں اپنی مستقل مزاجی اور نصب العین کی پختگی کے ساتھ باقاعدگی سے جاری رہنا' عقائد و باطلہ ونظریات فاسدہ کا مسلسل تعاقب کرنا' اصلاح معاشرہ میں بھرپور کردار ادا کرنا' اپنوں بیگانوں پر بے لاگ تبصرہ وتعمیری اصلاحی تنقید کرنا' مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف پھیلائے گئے زہریلے و مذموم پراپیگنڈہ کا استیصال کرنا' اہلسنت کی دینی مذہبی تعلیمی تالیفی و اشاعتی سرگرمیوں سے متعارف کرانا۔ یہ سب "رضائے مصطفیٰ" کا حصہ و خاصہ ہے۔ "رضائے مصطفیٰ" کی اہمیت کا اندازہ اس

سے لگایا جاسکتا ہے کہ ''رضائے مصطفےٰ'' کے اجراء کے وقت شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام العلماء، علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ (مفتی اعظم ہند و سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف) نے اپنی نشست گاہ رضوی دارالافتاء اور خانقاہ عالیہ رضویہ میں ''رضائے مصطفےٰ'' کا پوسٹر لگوایا ہوا تھا جو بہت دنوں تک لگا رہا۔ مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور رضوی دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف کے جلسوں، عرسوں، عید الفطر و عید قربانی کے پوسٹروں میں ''رضائے مصطفےٰ'' کی خریداری و اشاعت کے لئے اپیل ہر سال شائع ہوتی رہی۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضلؒ بہاری قدس سرہٗ نے پٹنہ بہار سے ''رضائے مصطفےٰ'' کی عارضی بندش کے دوران بار بار بذریعہ خطوط دریافت فرمایا کہ ''رضائے مصطفےٰ'' نہیں آرہا، غالباً اس سے ضمانت طلب ہوئی، بہت اچھا رسالہ ہے یہاں پٹنہ بہار میں بہت لوگ اس کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ ''رضائے مصطفےٰ'' آپ لوگوں کی اچھی نمائندگی کر رہا ہے۔'' مفتی محمد صادق صاحب مدظلہٗ کے نام ایک مکتوب میں ملک العلماء رقم طراز ہیں کہ ''میرا ارادہ تھا کہ رضائے مصطفےٰ کی خریداری کے متعلق جناب سے خط و کتابت کروں کہ گرامی نامہ موصول ہوا۔ جس میں یہ خوشخبری سنائی کہ رضائے مصطفےٰ ''لاؤڈ اسپیکر نمبر'' سے آپ کے نام جاری کر دیا گیا ہے اور اسی طرح آپ کے نام پہنچتا رہے گا' جزاکم اللہ تعالیٰ میں اس بات کے بدلے خریدار بنانے کی کوشش کروں گا۔'' (بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ ۱۱ رجب ۱۳۸۰ھ)

اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم علامہ محمد ابراہیم رضا جیلانی علیہ الرحمۃ مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف نے فقیر راقم الحروف کو بذریعہ مکتوب چند بار حکم فرمایا کہ ''رضائے مصطفےٰ سے ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی کا تبادلہ کرا دیں تا کہ ہندوستان کے خریدار دفتر نامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی میں چندہ ارسال کر کے پرچہ جاری کرالیں اور ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' کے خریدار دفتر رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ میں سالانہ چندہ جمع کر کے

ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' جاری کرالیں۔''

بریلی شریف میں مختلف سنی ادارے اور ہندوستان کے بہت سے سنی جرائد و رسائل ''رضائے مصطفےٰ'' کے مضامین کو کتابی شکل میں یا اپنے اپنے رسائل میں شائع کرتے رہتے ہیں اور رضائے مصطفےٰ کی محبوبیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوستان سے ہندی اور اردو زبانوں میں بھی ''رضائے مصطفےٰ'' جاری ہو چکا ہے۔

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ کے آستانہ عالیہ رضوی گلی رضوی منزل حضرت مفتی اعظم کی نشست گاہ پر بھی ''رضائے مصطفےٰ'' کا پوسٹر لگا ہوا تھا اور دارالخیر اجمیر شریف میں ''رضائے مصطفےٰ'' ذوق وشوق سے پڑھا جاتا ہے۔

آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (اعلیٰ حضرت کے پیر خانہ) پر فقیر کی حاضری ہوئی تو خانوادہ عالیہ برکاتیہ بزرگان و صاحبزادگان کو ''رضائے مصطفےٰ'' کا شیدائی پایا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یو پی کے علمی مرکز میں علماء طلبا اور اساتذہ بہت ذوق شوق سے ''رضائے مصطفےٰ'' کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کے منتظر رہتے ہیں۔

مدینۃ العلماء گھوسی شریف میں صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت کے آستانہ پر اور پیلی بھیت میں شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ کے آستانہ حشمتیہ رضویہ پر بھی ''رضائے مصطفےٰ'' کی مقبولیت و محبوبیت کا جلوہ نظر آیا' یہاں سجادہ نشین اور اساتذہ کرام ''رضائے مصطفےٰ'' کو مسلک اعلیٰ حضرت کا عظیم و بے باک ترجمان سمجھتے ہیں اور اس کے منتظر رہتے ہیں۔

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے ماہنامہ ''فیض الرسول'' اور رام پور کے بعض ماہنامہ رسائل میں اور رسالہ ''دامنِ مصطفےٰ'' بریلی شریف فقیر کے پاس آتے ہیں اور میں نے بریلی شریف کی حاضری کے دوران بھی دیکھا ان رسائل اہل سنت ۔نے ''رضائے مصطفےٰ'' کے مضامین بشکریہ ''رضائے مصطفےٰ'' نقل کئے ہوئے تھے۔

اہل سنت کے ایک نہایت متصلب عالم دین، محقق و مصنف علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی گھور کھپوری علیہ الرحمۃ نے کئی بار فقیر کو حکم فرمایا کہ ''رضائے مصطفےٰ'' میرے نام آنا بند ہے آپ جاری کرائیں۔'' اس طرح رضا اکیڈمی دودھ بازار بمبئی کے سرگرم و فعال کارکن فقیر کو اجمیر مقدس کے عرس کے موقع پر پہلے تو ''رضائے مصطفےٰ'' کی دینی مسلکی خدمات کی بہت تعریف کی، انہوں نے ''رضائے مصطفےٰ'' کے بعض مضامین چھوٹے چھوٹے پوسٹروں پمفلٹوں کی صورت میں چھپوا رکھے تھے۔

''رضائے مصطفےٰ'' درگاہ چار قطب ہانسی ضلع حصار میں بھی دیکھا گیا، وہاں متوالی صاحب کے بھائی حکیم پیر فضل الرحمٰن جمالی نعمانی نے بتایا کہ ''رضائے مصطفےٰ'' نے یہاں کے لوگوں کو وہابی تبلیغ جماعت کے دام سے بچا لیا ہے۔

حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف نے ''رضائے مصطفےٰ'' کے مسئلہ لاؤڈ سپیکر پر نماز کے عدم جواز اور رویت ہلال نمبر دیکھے تو بہت پسند فرمائے اور فقیر کو ''رضائے مصطفےٰ'' کی تائید میں فتاویٰ مرحمت فرمائے۔

علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمۃ نے اپنے میلسی کے دورہ کے دوران فرمایا کہ ''مغربی و یورپی ممالک میں ''رضائے مصطفےٰ'' کی مسلکی تبلیغ کا بہت گہرا اثر ہے، وہاں کے علماء و مشائخ رسالہ ''رضائے مصطفےٰ'' پڑھ کر مذاہب باطلہ کا رد کرتے ہیں، رضائے مصطفےٰ کے مفید مضامین انگلش میں ترجمہ کر کے شائع کئے جاتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں سرکار اعظم، نور مجسم ﷺ کی حاضری بارگاہ سے واپس آنے والے حضرات نے فرمایا کہ ''خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ مولانا الشیخ محمد ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ خود ''رضائے مصطفےٰ'' کو نہایت انہماک اور ذوق و شوق سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور مختلف ممالک سے حاضر ہونے والے علماء و مشائخ ''رضائے مصطفےٰ'' کو قدر و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

''نواسۂ اعلیٰ حضرت مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں'' رضائے مصطفےٰ کا

حجۃ الاسلام نمبر دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی، ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ترتیب اور بہترین مضامین سے مزین ہے، مولا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔''

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ مفتی محمد صادق صاحب مدظلہ کے نام مکتوب میں رقم طراز ہیں کہ ''بخدمت نقیب مذہب اہل سنت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت السلام علیکم...... مقدس جریدہ رضائے مصطفےٰ کے ہر شمارے میں جس جرأت مومنانہ کے ساتھ آپ فرقہائے باطلہ کے عقائد و ضلالت کا پردہ چاک کرتے ہیں، وہ آپ ہی کے قلم کا حصہ ہے۔ مولائے قدیر آپ کو حقائق حق و ابطال باطل پر اجر جزیل اور جزائے جمیل کی نعمت و عزت سے سرفراز کرے آمین۔ اس دور ابتلا میں جبکہ اتحاد امت کے نام پر کھلے بندوں اور اعتقادی و عملی نفاق کی ترغیب دی جا رہی ہے ایسے گمراہ کن ماحول میں مسلک حق کے تحفظ کی خدمت بالکل ایسی ہی ہے جیسے کسی نے آندھیوں کی زد پر چراغ جلایا ہو اور بفضلہٖ باری تعالیٰ اسے زندہ رکھا ہو۔''

تحریک آزادی کے صنف اول کے رہنما علامہ محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''رضائے مصطفےٰ'' نے اپنے مضامین کی جامعیت اور حسن ترتیب کے لحاظ سے ایک مقام حاصل کر لیا ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ ہمارا یہ پرچہ قوم میں سب سے زیادہ کامیاب اور ہر دلعزیز ہو آمین۔''

مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''میں اپنی مصروفیات کے باعث بہت کم رسائل پڑھتا ہوں مگر رضائے مصطفےٰ کو ضرور دیکھتا ہوں، ماشاء اللہ رضائے مصطفےٰ کے مضامین بہت عمدہ اور پسندیدہ ہوتے ہیں۔''

یہ چند تاریخی واقعات و تاثرات مدت مدید سے میرے علم میں تھے، رضائے مصطفےٰ کی سالگرہ کے موقع پر بعجلت تحریر کر دیئے ہیں۔ مذکورہ بالا اکابر و مقتدر علماء و مشائخ کی آراء درحقیقت رضائے مصطفےٰ کے نعرۂ حق کی تائید و حمایت ہے۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

ماشاء اللہ آئندہ اسمبلی کا ہر اجلاس تلاوت نعت سے شروع ہوگا

شاباش! صاحبزادہ حافظ حامد رضا......آفرین

تحریر......محبوب الرسول قادری

۲۵ جون ۲۰۰۷ء کو مظفر آباد میں آزاد جموں و کشمیر قانون ساز اسمبلی نے وزیر اوقاف صاحبزادہ حافظ حامد رضا کی طرف سے پیش کی جانے والی تجویز کو مکمل اتفاق رائے سے منظور کر کے قانون بنا دیا کہ آئندہ اسمبلی کا ہر اجلاس تلاوت قرآن پاک اور نعت سرور کونین ﷺ سے شروع ہوگا اور تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہی حضور ﷺ کی نعت شریف کے چند اشعار ضرور پیش کئے جائیں گے۔ صاحبزادہ حافظ حامد رضا (وزیر اوقاف) کی قرارداد پر وزیراعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خان نے تائید کی اور قائد حزب اختلاف نے بھی بھرپور تائید و حمایت کی جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔

یوں آزاد جموں و کشمیر قانون ساز اسمبلی میں تلاوت قرآن حکیم کے ساتھ ہی نعت سرور کونین ﷺ کے باضابطہ طور پر اہتمام کے ساتھ ایوان میں مستقلاً پڑھے جانے کا ضابطہ تشکیل پا جانا نہایت مستحسن اور خوش آئند امر ہے۔ یقیناً یہ ایسی خبر ہے جس سے اہل ایمان کی روح کو جلا اور تسکین کا سامان اور سارے ایوان کو اللہ تعالیٰ اور اس حبیب پاک کی رحمتوں اور فیضان سے وافر حصہ نصیب ہوگا۔ بلاشبہ وزیراعظم آزاد جموں و کشمیر سردار عتیق احمد خان بالخصوص اس ساری جدوجہد کے محرک صاحبزادہ حافظ حامد رضا وزیر اوقاف قائد حزب اختلاف اور پورے ایوان کے تمام اراکین ہدیۂ تبریک و مبارکباد کے مستحق ہیں قوم کو ایسے اجتماعی کاموں کے لئے متفقہ اور مشترکہ لائحہ عمل مرتب کر کے ملک وملت کی خدمت کے باب میں آگے بڑھنا چاہئے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس خطے کو نظام مصطفےٰ ﷺ کی برکات سے لذت آشنا فرمائے۔ آمین

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک الزام کی حقیقت

تحریر......ماہر نیازیات میاں محمد صادق قصوری کے قلم سے

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف اور اُن کے عدیم النظیر کارنامے محتاج بیان نہیں ہیں۔ موصوف حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید، قائداعظم رحمہ اللہ کے معتمد رفیق اور عالم اسلام کے مایۂ ناز مذہبی و سیاسی رہنما ہیں۔ اُن کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب ہے جو اپنے اندر اُجالے ہی اُجالے سموئے ہوئے ہے۔ ''تحریک پاکستان'' ہو یا ''تحریک نفاذِ شریعت''، ''تحریک بحالی جمہوریت'' ہو یا تحریک ''تحفظِ ختم نبوت'' اور ''تحریک نظام مصطفےٰ'' ہو یا ''تحریک تحفظ ناموس رسالت''۔ انہوں نے ہمیشہ مجاہدانہ، قائدانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کیا، جس کا زمانہ گواہ ہے اور تاریخ شاہد عادل۔............۱۹۵۳ء کی ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' میں انہوں نے جس قلندرانہ اور عاشقانہ انداز میں خدمات انجام دیں تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ شاہی قلعہ لاہور میں قید و بند کی صعوبتیں بڑی خندہ پیشانی سے برداشت دیں، پھانسی کی کوٹھڑی کی ایذا رسانیوں کو خوشدلی سے قبول کیا اور پھر انتہائی صبر و استقامت اور عزم و استقلال کا مظاہرہ کر کے یادگار نقوش چھوڑے۔

مگر افسوس کہ حکومت وقت نے اپنی روپہلی مصلحتوں اور مخصوص مقاصد کی خاطر اُن کی کردار کشی کی۔ جیسا کہ (دیو بندی عالم) مولانا تاج محمود احراری فیصل آبادی کے ایک عقیدت مند اقبال فیروز اپنے ایک مضمون بعنوان ''مولانا تاج محمود مرحوم'' مطبوعہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور مورخہ ۲ جنوری ۱۹۸۵ء میں لکھتے ہیں۔

''مولانا کی گرفتاری کے بعد انتہائی منظم طریقے سے اُن کی کردار کشی کی مہم اس انداز سے چلائی گئی جس طرح لاہور میں مولانا عبدالستار خان نیازی کے خلاف چلائی گئی تھی۔''

حکومت نے ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' کی قیادت کرنے کے جرم میں مولانا نیازی کو گرفتار کر کے اُن کی ایک پرانی تصویر ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' میں شائع کروا دی کہ مولانا نیازی داڑھی منڈا کر' برقعہ اوڑھ کر فرار ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ مولانا نے داڑھی ۱۹۴۳ء میں رکھی تھی' یہ تصویر اُس سے پہلے کی تھی جو مولانا کے مکان کی تلاشی کے دوران ملی تھی۔ جہاں تک برقعہ اوڑھنے کا تعلق ہے یہ اتنا بودا الزام ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ بھلا اتنے قد کاٹھ کا آدمی برقعہ پہن کر نکلے اور فوراً پہچانا نہ جائے' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ المختصر یہ سب کچھ حکومت کا پروپیگنڈا تھا اور بس۔

روزنامہ ''پاکستان'' لاہور نے اپنی اشاعت ۶ جولائی ۲۰۰۷ء میں صفحہ اول پر ''خصوصی رپورٹ'' کے تحت ''سیاسی تاریخ میں فرار کے واقعات'' کے زیر عنوان سرخی جمائی ہے کہ:

''مولانا نیازی نے شیو کرائی' برقعہ پہنا اور روپوشی ختم کر دی۔''

اسی طرح اسی اشاعت میں اکرم شیخ کے کالم ''لیس حرف'' میں ''ایک اور برقعہ کی کہانی'' کے عنوان کے تحت پھر انہیں الزامات کو دہرایا گیا ہے۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ جن کے تقویٰ و طہارت' زہد و عبادت' جرأت و استقامت' عزم و استقلال اور جوان مردی اور پامردی اور حق گوئی و بے باکی کی شہادت اپنے بے گانے بلکہ غیر ملکی سربراہ بھی دیں' اُن پر بے جا الزامات کو دہرانا کسی طرح سے بھی مناسب اور روا نہیں ہے۔ لیبیا کے سربراہ کرنل قذافی جن کے متعلق یہ کہیں۔ ''پاکستان اگر یہ مجاہد' عالم اسلام کو دے دے تو دنوں میں کامیابیاں اور کامرانیاں قدم چومنے لگیں۔

عراق کے صدر صدام حسین نے کہا ''ان کی مدبرانہ گفتگو اور اسلامی جذبات میں سے ایک نہ مٹنے والے شہید یا مرد مومن کی بو باس آتی ہے۔''

سعودی عرب کے شاہ فہد نے کہا کہ ''نیازی صاحب! پاکستان کے ساتھ ساتھ پورے عالم اسلام کے ترجمان ہیں جن کے پورے وجود میں سے اسلام پر مصائب کی دردیں اٹھتی ہیں۔''

مولانا نیازی پر ان بے بنیاد الزامات کے رد میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ذیل میں چند حوالے درج کئے جا رہے ہیں تا کہ احقاق حق اور ابطال باطل کی صورت سامنے آ سکے۔

معروف صحافی اور ادیب منیر احمد منیر روزنامہ ''خبریں'' لاہور مورخہ ۶ مئی ۲۰۰۱ء میں اپنے مضمون ''مولانا عبدالستار خان نیازی'' قسط نمبر ۳ میں لکھتے ہیں ''یہ بات میں نے شروع سے آخیر تک دیکھی کہ جب کبھی بڑے بوڑھوں کے ساتھ مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کا ذکر چھڑتا تو وہ ایک بات ضرور کرتے کہ ۵۳ء کی ختم نبوت ایجی ٹیشن میں مولانا نیازی مسجد وزیر خان سے داڑھی منڈوا کر اور برقعہ پہن کر فرار ہوئے تھے۔ کوئی کہتا دیگ میں چھپ کے بھاگے تھے۔ جب میں نے اشرف تنویر کو ان کے انٹرویو پر مامور کیا تو میں نے انہیں اس کی تفصیل دریافت کرنے کا بھی کہا۔ مولانا کی دلیل کافی وزنی تھی کہ اتنے قد کاٹھ کا آدمی برقعہ پہن کر نکلے تو پہچانا جائے اور پکڑا جائے اور نہ اس قد کاٹھ کا آدمی دیگ میں سمائے۔ داڑھی مونچھ منڈی فوٹو کا ذکر تو میرے ساتھ بہت لوگوں نے کیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ فوٹو ان کے پاس ہے لیکن میرے اصرار کے باوجود کوئی شخص ایسی فوٹو مجھے پیش نہیں کر سکا۔

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور حضرت قائداعظم رحمہ اللہ کے مخلص رفیق سید امیر الدین قدوائی کے لخت جگر اور معروف صحافی (نوائے وقت' جنگ) سید انور قدوائی اپنے ایک مضمون ''مجاہد ملت' دوسری دنیا کا انسان'' مطبوعہ ''نذر مجاہد ملت'' مرتبہ' محمد صادق قصوری' مطبوعہ لاہور ۲۰۰۴ء کے صفحہ نمبر ۴۰ پر لکھتے ہیں۔ ''ایک ریاستی جبر اور جھوٹ کی

وضاحت کردوں کہ جب مجاہد ملت نے قصور سے گرفتاری دی تو فوجی اور سول حکام نے اسے غلط انداز میں پیش کیا۔ یہ خبر دی گئی کہ مولانا نیازی کو گرفتار کرلیا گیا ہے، وہ داڑھی منڈوا کر مسجد وزیر خان سے فرار ہو گئے تھے۔ اخبارات خصوصاً ''پاکستان ٹائمز'' اُن دنوں ملک کا ایک مشہور اخبار تھا اور اُس وقت کے اشتراکی لیڈر میاں افتخار الدین اُس کے مالک تھے اور یہ لیفٹ نظریات کے صحافیوں کا اخبار تھا' اس لئے انہوں نے ایک عالم دین کی توہین کرنے کے لئے یہ تصویر نمایاں طور پر شائع کی جبکہ یہ بات سفید جھوٹ اور غلط تھی۔ حضرت مولانا نیازی نے داڑھی نہیں منڈوائی تھی بلکہ یہ جعلی تصویر بنا کر شائع کرائی گئی تھی تاکہ مولانا نیازی کی شخصیت کی توہین کی جاسکے۔

حکیم الامت علامہ اقبال کے معالج خاص شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی مرحوم ومغفور کے فرزند ارجمند اور تحریک پاکستان کے نامور کارکن حکیم آفتاب احمد قرشی مرحوم اپنی کتاب مستطاب ''کاروانِ شوق'' مطبوعہ لاہور فروری ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۷۴ پر لکھتے ہیں۔ ''لاہور سے نکلنے کے بعد انہیں گرفتار کرلیا گیا اور ان کے بارے میں بڑی غلط قسم کی افواہیں پھیلائی گئیں۔ ان کے سامان کی تلاشی کے دوران اُن کی جوانی کا ایک فوٹو برآمد ہوا تو پولیس نے یہ فوٹو چھاپ دیا اور کہا کہ مولانا نیازی نے داڑھی منڈا دی تھی۔ یہ الزام قطعی غلط اور بے بنیاد تھا یہ اُن کے بچپن کا فوٹو تھا' اس فوٹو میں وہ دبلے پتلے انسان نظر آتے ہیں اور جس زمانے میں مولانا مسجد وزیر خاں میں تھے ان کا جسم فربہی تھا۔''

تحریک پاکستان کے معروف کارکن اور فرید العصر حضرت میاں علی محمد خان چشتی نظامی رحمہ اللہ سجادہ نشین بسی نو (مدفون بجوار بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ پاکپتن شریف) کے مرید باصفا حکیم محمد انور بابری مرحوم اپنے ایک مضمون ''مولانا عبدالستار خان نیازی'' واقعات کا سلسلہ'' مطبوعہ ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور بابت ۲۰ نومبر ۱۹۷۲ء' ماہنامہ ''ترجمان اہلسنت، کراچی'' نظام مصطفےٰ نمبر'' بابت اپریل مئی ۱۹۷۶ء ص ۳۲ اور ہفت روزہ ''الھام'' بہاولپور ''مجاہد ملت ایڈیشن'' بابت ۲۸ مئی

۱۹۸۷ء صفحہ ۴۶ تا ۴۷ پر رقم طراز ہیں کہ ''پولیس نے خفت مٹانے کے لئے میرے مکان سے نیازی صاحب کی زمانۂ طالب علمی کی ایک تصویر برآمد کی۔ (نیازی صاحب ۱۹۴۲ء تک داڑھی منڈواتے تھے) اور یہ کہہ کہ اخبارات میں شائع کروا دی کہ نیازی داڑھی منڈوا کر نکل بھاگا ہے۔ بدقسمتی سے اب بھی کئی لوگ پولیس کی اس مکروہ حرکت کو صداقت کا نام دیئے پھرتے ہیں۔''

گجرات کے معروف شاعر اور ادیب سید عارف محمود مہجور رضوی اپنے ایک مضمون ''مجاہد ملت' پر ایک الزام تراشی کی حقیقت'' مطبوعہ ہفت روزہ ''الھام'' بہاولپور بابت ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء کے صفحہ نمبر ۹۴ پر لکھتے ہیں۔ ''اگر انہوں نے داڑھی منڈوائی تو کم ازکم ان کے ساتھ پابند سلاسل دیگر مکاتیب فکر کے علماء...... اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے کبھی بھی نہ جانے دیتے۔ چونکہ اس مفروضے کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے تحریراً یا تقریراً کسی موقعہ پر اس کا ذکر (اشارتاً ہی سہی) ضروری نہیں سمجھا' بلکہ جناب سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب تو اس تمام پروپیگنڈا کے برعکس یہ فرماتے ہیں۔ ''تحفظ ختم نبوت'' کی جدوجہد میں ہماری ساری زندگی گزر گئی' ہماری داڑھیاں سفید ہوگئیں لیکن ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے دار و رسن کی منزل تک پہنچنے کا جو مقام مولانا عبدالستار خان نیازی کو حاصل ہوا وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکا۔''

اب آیئے خود مولانا نیازی سے اس بے بنیاد الزام کے بارے میں پوچھ لیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔ ''جب ہم نے اسمبلی میں جا کر اراکین اسمبلی کو ختم نبوت کے مسئلے پر ہم خیال بنانے کا فیصلہ کیا تو اس رات میں مسجد سے بالکل چلا گیا۔ یعنی اُس رات بھی مسجد کے اندر نہیں تھا۔ اس لئے برقعہ پہن کر نکلنے کی نوبت کیسے آتی؟ لوگوں کے کہنے کا کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ نیازی دیگ میں بیٹھ کر چلا گیا ہے۔ لاہور سے نکلتے وقت البتہ میں نے دیہاتیوں کا سا لباس پہن لیا تھا مگر داڑھی نہیں منڈوائی۔ فینسی ڈریس میں داڑھی کے بغیر میری تصاویر چھپی ہیں وہ میانوالی کے علاقائی لباس میں ہیں۔ ان میں' میں نے چادر باندھی ہوئی ہے اور سر پر پگڑ ہے اور یہ تصویر تحریک سے پہلے کی ہے۔ داڑھی تو میں نے

۱۹۴۳ء میں رکھی ہے۔ چنانچہ بغیر داڑھی والی تصویر جو میرے دفتر سے میری گرفتاری کے بعد نکلی تو اس کے متعلق کہا گیا کہ میں نے مسجد وزیر خان سے نکلنے کے لئے داڑھی منڈوا دی تھی۔ جب مجھے گرفتار کر کے جیل لے جایا گیا تو وہاں تحریک کے بے شمار کارکنوں اور لیڈروں نے مجھے دیکھا' مگر اُن میں کسی نے بھی میری منڈی ہوئی داڑھی نہیں دیکھی۔ حالانکہ اگر میں نے داڑھی منڈوائی ہوتی تو یہ بات چھپی کیسے رہ سکتی تھی؟ مگر کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو یہ کہہ سکے کہ اس وقت میرے چہرے پر داڑھی نہیں تھی۔ تو یہ ساری باتیں محض پروپیگنڈہ اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔"

("میں، مولانا عبدالستار خان نیازی" مرتبہ اشرف تنویر مطبوعہ لاہور جنوری ۱۹۹۱ صفحہ نمبر ۳۹، ۴۰)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس بات کا ذکر ضرور کیا جائے کہ مقتدر اور اسلام دشمن قوتیں شروع ہی سے نعرۂ حق بلند کرنے والوں کی کردار کشی کرتی رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ کیا اقتدار کے پجاریوں اور سردارانِ مکہ نے حضور علیہ السلام پر الزام تراشیاں نہیں کیں؟ کیا سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ' یزید کے جبر و استبداد کا نشانہ نہیں بنے؟ کیا عباسی خلیفہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو داخل زنداں کر کے زہر نہیں دیا؟ کیا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر کوڑوں کی بارش نہیں ہوئی؟ کیا سلطان محمود غزنوی کی کردار کشی نہیں کی گئی کہ وہ سومنات پر حملے کر کے دولت سمیٹنے آیا تھا؟ کیا سلطان اورنگ زیب عالمگیر کو متعصب' ظالم حکمران نہیں کہا گیا؟ کیا حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ پر "کفر" کے فتوےٰ نہیں لگائے گئے؟ کیا حضرت بابائے قوم قائداعظم حاسدین و معاندین کی بے جا تنقید اور الزام تراشیوں کے تیر و نشتر سے محفوظ رہے؟ ....تو پھر جب کوئی بھی 'مردِ حق' مصلح اور 'خادم دین وملت' جابر و آمر قوتوں کے قہر و جبر اور ظلم و ستم سے نہیں بچ سکا تو وہاں مولانا نیازی کیسے محفوظ و مامون رہتے۔ سچ کہا حکیم الامت رحمہ اللہ نے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

کچھ یادیں' کچھ باتیں

یادگارِ اسلاف

مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر.....محمود احمد قادری، سیالکوٹ

مقبوضہ جموں و کشمیر کے علاقہ کنڈی کے لوگ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ انہیں بزرگوں کی شفقت حاصل رہی ان بزرگوں میں ایک مفسر قرآن اور عظیم عالم دین حضرت مولانا نبی بخش حلوائی ہیں۔ آج میں مولانا حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کا کشمیر جانے کا سبب عرض کیے جاتا ہوں وہ میرے والد صاحب کے رشتہ میں تایا تھے جو آپ کو پہلی مرتبہ کشمیر (کنڈی) لے کر گئے۔

ان کا مشہور نام تھا جو چھوٹے بڑے سب 'حاجی تایا فُتا' کے نام سے جانتے اور پکارتے تھے ان کا ایک گھریلو ملازم تھا جو عرصہ دراز تک ان کے ہاں رہا آخری ایام میں اپنے گاؤں مالپور چلا گیا مالپور' کنڈی کا یہ مشہور گاؤں ہے جہاں کے لوگ بڑے جفاکش ومحنتی تھے عرصہ پہلے محکم دین نامی ایک شخص جو کہ ایک ہاتھ سے معذور تھا کام چور ہونے کی وجہ سے گھر سے بھاگ نکلا اور کوٹلی کوہاراں (حال ضلع سیالکوٹ) آ گیا اتفاق سے وہ اہلحدیث مکتب فکر کے مدرسہ میں داخل ہو گیا بارہ سال بعد واپس اپنے گاؤں گیا گاؤں میں محکم دین اب مولوی محکم دین تھا' وہابیت کا پرچار اُس کا نصب العین تھا لوگوں کو ختم' ایصالِ ثواب' گیارہویں شریف اور مزارات پر فاتحہ کے لئے جانے سے منع کرتا۔ نماز جنازہ نئے انداز سے پڑھاتا اور لوگوں سے جگہ جگہ جھگڑا اور فساد اس کا شعار بن گیا۔ اس دوران حاجی تایا فُتا کے سابقہ ملازم نے حاجی صاحب کو پیغام بھجوایا کہ میرا وقت آخر آ گیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ مولوی محکم دین اور اس کے حواری میرا جنازہ خراب کریں گے

آپ آ کر مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ اور آپ خود میرا کفن دفن کا انتظام کرنا حاجی تایا ٹھٹا کو پیغام ملا وہ اپنے گھر سے مالپور کو چل پڑے جو کہ تقریباً ۸ کلومیٹر دور تھا جب مالپور پہنچے تو تھوڑی دیر بعد ان کا ملازم وصال کر گیا اب تایا ٹھٹا نے اپنے اس ملازم کے لئے اس کے گاؤں ہی میں قبر تیار کروائی مگر نماز جنازہ پر جھگڑا کی نوبت یہاں تک آ گئی کہ جنازہ اٹھا کر دوسرے گاؤں لے جانا پڑا اگلے روز تایا ٹھٹا نے کچھ ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ یہ معاملہ اس طرح حل نہیں ہوگا کوئی عالم دین شخص (محکم دین) اس سے بات کرے کہ حق پر کون ہے جموں سے کسی عالم دین کو بلایا گیا مگر مولوی محکم دین اہلحدیث اس سے قائل نہ ہوا کیونکہ وہ چالاک اور چرب زبان تھا اب لوگوں کو مزید پریشانی ہوئی۔

اب تایا ٹھٹا بہت پریشان تھے میاں نور ماہی جو کہ مولانا نبی بخش حلوائی (لاہور) کے ملنے والے تھے نے مشورہ دیا کہ لاہور سے مولانا نبی بخش حلوائی کو لاؤ وہ اس کا بندوبست کریں گے۔ حاجی تایا ٹھٹا نے میاں نور ماہی کو آنے جانے کا خرچہ وغیرہ دے کر لاہور مولانا حلوائی کے پاس بھجوایا کہ تاریخ مقرر کر کے واپس آنا مولانا حلوائی نے تاریخ دی۔ پھر اس مقررہ تاریخ سے ایک ہفتہ قبل علاقہ میں خوب تشہیر کی گئی پانی کے ایک بہت بڑے تالاب جس کے اردگرد بڑ کے درخت تھے ان کے سایہ میں مناظرہ ہوا۔ جو تین دن جاری رہا لوگوں کی تعداد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پانی یعنی شربت کے لئے سو بوری دیسی چینی صرف ہوئی اور کھانے وغیرہ کے انتظامات اس سے الگ تھے۔

مولانا حلوائی نے اہلحدیث مولویوں اور ان کے حواریوں کو دلائل دے دے کر توبہ کروائی اس طرح مولانا حلوائی اس مناظرہ کے فاتح ہوئے اور یہی کشمیر آنے جانے کا سبب بنا۔ بعدازاں مولانا سال میں ایک بار ضرور کشمیر تشریف لے جاتے تھے اسی مناظرہ کے بعد مولانا حلوائی نے حاجی تایا ٹھٹا کے کہنے پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''احسان الاموات بالصداقات والاسقاط'' رکھا اور اس کتاب کی اشاعت کے تمام اخراجات حاجی تایا ٹھٹا نے برداشت کیے کوشش کے باوجود یہ کتاب مجھے نہ مل سکی

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں میرے والد گرامی کی کتابوں میں یہ کتاب ہمارے گاؤں میں ضائع ہوگئی تھی جو اس وقت بھارت کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ حاجی تایا ٹھٹا کا کچھ عرصہ بعد وصال ہوگیا مولانا حلوائی ان کے گھر تشریف لائے رمضان المبارک کا مہینہ تھا مولانا نے دیکھا کہ حاجی صاحب کے ہمسایہ اور بھتیجا کے گھر دن کے وقت تندور جل رہا ہے مولانا غصہ میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ ہم سالہا سال سے یہاں آئیں اور یہ لوگ بے دین رہیں چارپائی پر نہ بیٹھے اور اپنے ایک ملنے والے اللہ دین کے پاس موضع کینگ چلے گئے ان سے مولانا حلوائی کا بڑا تعلق تھا ان کے متعلق مولانا نے کچھ پنجابی اشعار بھی کہے تھے۔

یہاں میں مولانا کی دو کرامات کا ذکر بھی کیے دیتا ہوں مولانا مرحوم نے مناظرہ کے وقت فرمایا تھا کہ ان وہابیوں کے متعلق میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ بڑھیں گے نہیں ایسا ہی ہوا اور دوسرے میاں صاحب دین بڑے نیک پارسا' شب زندہ دار تھے انہوں نے ساری عمر دین مصطفی ﷺ کی اشاعت میں صرف کی۔ فرماتے تھے میں محفل میں موجود تھا مولانا حلوائی نے ذکر مصطفی ﷺ کرتے ہوئے حضور ﷺ کے معجزات بیان فرمائے ایک شخص نے گستاخانہ لہجہ میں حضور ﷺ کی شان میں کوئی بات کی مولانا نے منع فرمایا وہ شخص دوبارہ گویا ہوا یہ شخص پٹاخے بنانے کا کاروبار کیا کرتا تھا مولانا حلوائی غصہ میں آ گئے اور فرمایا 'او گستاخ رسول' میں اپنے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میں نبی کریم ﷺ کو چاروں صحابہ کرام کے ساتھ دیکھ رہا ہوں اگر اب تو نے گستاخی کی تو جل کر راکھ ہو جائے گا۔ یہ شخص گستاخی کرتے ہوئے محفل سے اٹھا اور گھر چلا گیا چند گھنٹوں بعد ہی یہ شخص اپنے گھر میں پٹاخے بنانے میں مصروف تھا کہ بارود میں آگ لگی اور مکان سمیت جل کر راکھ ہو گیا۔

یا حبیب خدا جو تمہارا نہیں — حق نے فرما دیا وہ ہمارا نہیں
اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی — خالق دوسرا کو گوارا نہیں

سلطانِ سپہرِ عرفانی شیئاً للہ شیئاً للہ
یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ شیئاً للہ

فرزندِ جنابِ مرتضوی تصویرِ جمالِ مصطفوی
حسنین و علی کے ہو جانی شیئاً للہ شیئاً للہ

ہادی و ولی و پیر ہو تم اوتاد و فقیر و میر ہو تم
اے باعثِ اوجِ انسانی شیئاً للہ شیئاً للہ

اے مہرِ جلالِ بغدادی، اے بدرِ کمالِ مخزومی
اے ظلِّ حبیبِ ربّانی شیئاً للہ شیئاً للہ

مقبولِ خدا عبدالقادر سلطانِ محی الدین مرشد
ہر بات تمہاری لاثانی شیئاً للہ شیئاً للہ

ہے تاجِ ولایت کا سر پر تن پر ہے کرامت کی خلعت
سہرا ہے جبیں پر حقانی شیئاً للہ شیئاً للہ

اک کیف بھی پھر چھا جائے آگاہ خدا بھی ہو جائیں
مل جائے وہ آبِ نورانی شیئاً للہ شیئاً للہ

ہم کو بھی عطا ہو جام ولا شاہنشہِ جیلاں اُن داتا
اے ساقیِ بزمِ ایمانی شیئاً للہ شیئاً للہ

شورش ہے بپا اک عالم میں ہر سو ہے ضیا گم ظلمت میں
درکار ہے پھر نور افشانی شیئاً للہ شیئاً للہ

تم خواب میں اب بھی جاؤ اور اپنی جھلک دکھلا جاؤ!
اے کاشفِ سرِّ پنہانی شیئاً للہ شیئاً للہ

پھر بزمِ تصور کو میری مل جائے ضیائے عرفانی
آئینۂ حسنِ کنعانی شیئاً للہ شیئاً للہ

مل جائیں سجود الیقانی اے جلوہ شناسِ رحمانی
ہو جائے منور پیشانی شیئاً للہ شیئاً للہ

ابدال ہوں یا عارف زاہد اقطاب ہوں عالم عابد!
سب کرتے ہیں تیری ثنا خوانی شیئاً للہ شیئاً للہ

عرفانِ حقیقت کا طالب دیدارِ محمد ﷺ کا شیوا
زاھد ہوں بلطفِ یزدانی شیئاً للہ شیئاً للہ

حضرت سید مظہر حسین قادری بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر .... سید محمد عبداللہ قادری (واہ کینٹ)

حضرت سید مظہر حسین قادری بخاری ابن حضرت سید حسین شاہ بخاری ابن حضرت سید محمد کرم شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہم ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ ابھی چند سالوں کے تھے کہ والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ والدہ کا نام سیدہ غلام فاطمہ بنت مولوی سید محمد چراغ شاہ نقشبندی بخاری (م ۱۸۸۷ء) تھا۔ آپ کے ایک اور بھائی سید خادم حسین شاہ ۱۹۱۵ء طاعون کی مرض میں مبتلا ہو کر وفات پا گئے تھے۔ والد ماجد سید حسین شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسری شادی کر لی اس سے بھی دو بیٹے ہوئے۔ سید خورشید حسن' سید ہادی حسین' سید ہادی حسین بچپن میں ہی وفات پا گئے' سید خورشید حسن (جون ۱۹۹۵ء) کے ایک ہی صاحبزادے سید غلام دستگیر (فروری ۲۰۰۲ء) تھے' تین بیٹیاں ہیں' پوتا کوئی نہیں ہے۔ حضرت سید مظہر حسین قادری کی والدہ ماجدہ کے بعد ان کی پرورش اُن کے حقیقی ماموں جان' حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری (م دسمبر ۱۹۴۱ء)' مولوی سید محمد نور اللہ شاہ نور سیالکوٹی (م جون ۱۹۴۸ء) اور حکیم۔ سید محمد ظہور اللہ شاہ سیالکوٹی (م دسمبر ۱۹۴۶ء) ساکن کشمیری محلہ سیالکوٹ نے کی۔

بچپن سے لے کر عہد جوانی تک سیالکوٹ میں ہی رہے۔ آپ کے نانا جان مولوی سید محمد چراغ شاہ (مفتی سیالکوٹ' شاگرد مولانا غلام مرتضیٰ سیالکوٹی' خطیب مسجد کبوتراں والی) کے علامہ محمد اقبال کے والد شیخ نور محمد سے گہرے مراسم تھے۔ سید مظہر حسین قادری اکثر شیخ نور محمد کی دوکان پر بیٹھ جایا کرتے تھے شیخ صاحب' مولوی سید محمد چراغ کا نواسہ ہونے کے ناطہ اُن سے بڑی شفقت و محبت فرماتے تھے۔

جناب سید سلطان محمود حسین' اپنی تالیف ''اقبال کی ابتدائی زندگی'' مطبوعہ لاہور

۱۹۸۶ء کے صفحہ نمبر ۲۵۲، ۲۵۳ پر مولوی سید محمد چراغ شاہ صاحب کا یوں ذکر فرماتے ہیں۔

''سید چراغ شاہ' اقبال کے والد شیخ نور محمد کے حلقۂ احباب میں شامل تھے اُن کے والد صاحب کا نام سید محمد شاہ اور دادا کا نام سید محمود شاہ تھا۔ گجرات کے ایک گاؤں ''بوکن'' کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۳۰ء کے لگ بھگ بوکن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی درسی کتب اپنے والد صاحب سے پڑھیں سن شعور کو پہونچے تو سیالکوٹ چلے آئے اور کبوتراں والی مسجد میں مولانا غلام مرتضٰی سیالکوٹی کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ دورانِ تعلیم' مولانا غلام مرتضٰی کی کوشش سے فیروز والا ضلع شیخوپورہ کے ایک علمی گھرانے میں ان کی شادی ہوگئی۔ شادی کے بعد شاہ صاحب کبوتراں والی مسجد کے متصل مستقل طور پر رہنے لگے۔ آپ کے زمانہ تدریس ہی میں انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کیا۔ مولانا غلام مرتضٰی صاحب کی رحلت کے بعد سید چراغ شاہ اُن کے جانشین ہوئے اور مذکورہ مسجد میں قرآن و حدیث کا درس دینے لگے۔'' (اقبال کی ابتدائی زندگی از سید سلطان محمود' مطبوعہ لاہور (۱۹۸۶ء ص نمبر ۲۵۲-۲۵۳)

سید مظہر حسین قادری' اپنے والد صاحب سید حسین شاہ بخاری اور ماموں حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری کی طرح فوج میں ملازم ہو گئے۔ جب آپ کی رجمنٹ عراق پہونچی تو وہاں حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کے سجادہ نشین (وقت) سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ عراق سے واپسی پر سلسلہ قادریہ میں روحانی منازل اپنے حقیقی ماموں حافظ سید عبداللہ قادری (م دسمبر ۱۹۴۱ء) خلیفہ مجاز حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہٗ العزیز آوان شریف ضلع گجرات (م مئی ۱۹۱۹ء) کے ذریعہ طے کیں' اکثر و بیشتر آوان شریف بھی حاضری دیتے تھے بعض اوقات پا پیادہ جاتے۔

نامور محقق و نقاد سید نور محمد قادری (مئی ۱۹۲۵ء۔نومبر ۱۹۹۶ء) چک ۱۵ شمالی ضلع گجرات حال ضلع منڈی بہاء الدین کی ذاتی ڈائری کا ایک ورق محررہ ۵ مارچ ۱۹۵۷ء ملاحظہ فرمائیں ....''۵ مارچ ۱۹۵۷ء تین تاریخ کا ''لیل و نہار'' آج ملا۔ لیل ونہار کا

معیار پہلے کی نسبت بہتر ہو رہا ہے دن بدن اس اشاعت میں کئی ایک اچھے مضامین ہیں۔ ''حجاج اور لڑکے کا مکالمہ'' بہت خوب ہے لیل و نہار سے ایک لطیفہ درج ذیل ہے۔''۶ فروری کی شام کو ایف سی کالج یونین کے زیر اہتمام کالج کے ہال میں ایک ادبی محفل ہوئی جس کی صدارت خلیفہ عبدالحکیم نے کی فیض احمد فیض نے جب اپنی غزل کا یہ شعر پڑھا۔

اگر شرر ہے تو بھڑکے' جو پھول ہے تو کھلے

طرح طرح کی طلب تیرے رنگ لب سے ہے

تو خلیفہ عبدالحکیم نے کہا یہ لپ سٹک والا شعر مکرر ارشاد ہو..............آج سید مظہر حسین شاہ صاحب بوکن ضلع گجرات سے تشریف لائے ہیں موصوف میری حقیقی پھوپھی کے صاحبزادے ہیں اور میرے خسر بھی' کوئی ساٹھ برس کے پھیر میں ہونگے بڑے باغ و بہار آدمی ہیں۔ آپ کی ہر بات میں ایک شگفتہ مزاح موجود ہوتا ہے۔ بات کو بڑے سلیقہ سے کر جاتے ہیں۔ بڑے زاہد مرتاض ہیں زہد اور شگفتگی بہت کم طبیعتوں میں اکٹھی ہوتی ہے۔'' (سید نور محمد قادری)

۷۵-۱۹۷۴ء میں راقم السطور (سید محمد عبداللہ قادری ابن سید نور محمد قادری) ایف اے کا طالب علم تھا۔ گورنمنٹ سرسید کالج گجرات میں پڑھتا تھا۔ گجرات شہر میں قیام اپنے حقیقی خالو' پھوپھی زاد سید عنایت حسین شاہ کے ہاں رہتا تھا وہ اس زمانہ میں محلہ مسلم آباد میں طور خاندان کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ بوکن بھمبر روڈ گجرات میں اپنے حقیقی ماموں سید مظہر حسین قادری کے پاس رہنے کا موقع میسر رہا یہ عرصہ دو سال پر محیط ہے۔ سید مظہر حسین قادری ؒ' میرے دادا جان حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادریؒ کے حقیقی بھانجے تھے۔

میں نے نانا جان سید مظہر حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت قریب سے دیکھا' دن رات وہیں گزرتے بلکہ میں انہی کے کمرہ میں سوتا تھا۔ درویش صفت انسان تھے۔ نمود و نمائش سے دور بھاگتے تھے' سادہ لباس پہنتے تھے' کُرتہ' قمیص' تہبند' سر پر چھ گز کی چادر ہوتی تھی سر پر رومال بھی باندھتے تھے۔ اُن کی زبان مبارک پر ہر وقت اپنے ماموں

حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری اور ان کے پیرو مرشد حضرت قاضی سلطان محمود قادری علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر رہتا تھا۔ آپ فرماتے تھے میں اکثر بوکن سے پیدل آوان شریف بموقع عرس مبارک حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ دو مئی کو ہر سال جایا کرتا تھا اور ان سے روحانی فیض حاصل کرتا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عصر حاضر کی عظیم روحانی شخصیت تھے اور حضرت خواجہ اخوند عبدالغفور قادری قدس سرہٗ العزیز وائی (سوات شریف) کے خلیفۂ مجاز تھے' گجرات میں شہنشاہ گجرات حضرت سید کبیر الدین شاہدولہ دریائی سے بھی فیض یاب ہوتے رہے۔ نانا جان ''ایک رات مجھے فرمانے لگے'' ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ روز محشر برپا ہے اور میں پریشانی کے عالم میں کھڑا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مغرب کی طرف سے ایک گھوڑ سوار نمودار ہوا۔ اور جوں جوں میرے قریب آتا گیا۔ تو میں نے غور سے دیکھا تو گھوڑ سوار حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے شاہ صاحب آپ غم زدہ نہ ہوں میں آگیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا۔ آپ روحانی باتوں کا بڑے اچھوتے انداز میں ذکر کرتے۔ جو بہت کم لوگوں پر ظاہر ہوتی تھیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ لوگوں کو ان کی باتوں کی سمجھ ہی نہیں آتی تھی اگر آتی تو دیر سے آتی تھی۔ کبھی کبھار مجھے فرماتے ''میں نے دیکھا ہے تم رات کو سیالکوٹ میں گھوم رہے تھے' حالانکہ یہ معاملہ خود ان کے ساتھ پیش آچکا ہوتا تھا' بات کو مخفی کرنے میں بڑے مشاق تھے کبھی ایسی قلندرانہ باتیں کر جاتے کہ سننے والے کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔ ایک دن مجھے فرمانے لگے تم کہاں گئے تھے۔ جواباً عرض کیا باہر گیا تھا، جتنی دیر تم نے لگائی ہے اتنی دیر میں تو میں سیالکوٹ سے ہو کر واپس آجاتا ہوں' روحانی طور پر بہت آگے تھے۔ ویسے بھی ولی اللہ کے لئے زمین دو قدم ہوتی ہے زمین کی تنابیں کھینچ کر کم کر دی جاتی ہیں۔

آپ کے نانا جان مولوی سید محمد چراغ شاہ' سلسلہ نقشبندیہ ہیں باولی شریف کھاریاں ضلع گجرات کے روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد خان عالم علیہ الرحمۃ کے فیض یافتہ

تھے۔ مولوی سید محمد چراغ شاہ صاحب کے ایک صاحبزادہ حافظ سید محمد شریف بھی باولی شریف میں خواجہ غلام معین الدین ابن خواجہ محمد خان عالم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ آپ کے باقی چار ماموں صاحبان' حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری' حافظ سید احمد شاہ' مولوی سید محمد نور اللہ نور سیالکوٹی (مصنف چشمۂ نور' تحفہ شیعہ) اور حکیم سید محمد ظہور اللہ شاہ سیالکوٹی' حضرت قبلہ عالم قاضی سلطان محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ مولوی سید محمد نور اللہ شاہ' حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے سوات شریف تک پاپیادہ سفر کرتے تھے اپنے پیر خانہ میں بڑے محبوب گردانے جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اپنے نانا جان سید مظہر حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا سرکار! آپ ہمارے پاس چک ۱۵ شمالی کیوں نہیں جاتے؟ تو فرمانے لگے۔ ''میرے ماموں جان حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری (م دسمبر ۱۹۴۱ء) نے اپنی وفات کے بعد مجھے صرف دو دفعہ بلایا ہے اس کے بعد نہ انہوں نے بلایا ہے نہ میں گیا ہوں۔ صرف اتنی سی بات ہے۔'' ۶

جب کبھی چک ۱۵ شمالی سے میرے والد مکرم سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بوکن آتے تو نانا جان رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے حضرت میرے لیے دُعا کیا کریں تو فرماتے ''آپ میرے لئے دُعا کیا کریں کیوں' میرے کول سارا فیض تے تہاڈے گھر دا اے'' وہ اپنے ماموں حافظ سید محمد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد احترام کرتے تھے انہیں اپنا مرشد سمجھتے تھے۔

کبھی کبھار میرے خالہ زاد سید تصدق حسین شاہ' نانا جان سے پوچھتے ''باجی'' آپ عبداللہ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟ تو فرماتے ''ایہہ میرے مامے ہوراں دا پتر اے'' راقم کو انہوں نے بہت فیض یاب فرمایا ہے۔ ایک دفعہ میرے والد صاحب نے عرض کیا حضرت ''عبداللہ'' کے لئے بھی دُعا کریں فرمانے لگے ''اقبال بڑی دیر نال اوندا اے''...... ان میں' زہد و تقویٰ' خودداری بلا کی تھی بلکہ قابل رشک تھی۔ ان کے غالی معتقد' ملک محمد سعدی ہیں' پورا گاؤں بوکن اُن کی روحانیت' زہد و تقویٰ کا معترف تھا اور اب بھی

ہے۔آپ کی شادی ''سوہدرہ'' ضلع سیالکوٹ کے ایک علمی خاندان قاضی علاؤ الدین فاروقی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی ''عصمت جان'' سے ہوئی۔ اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ تین بیٹیاں ہیں۔ ......سیدہ زہرا اقبال زوجہ سید عنایت حسین شاہ بن سید عبدالشکور شاہ بوکن جن کے تین بیٹے سید امتیاز حسین شاہ' سید تصدق حسین شاہ' سید مستنصر حسین شاہ اور تین بیٹیاں ہیں سیدہ زاہدہ پروین' سیدہ شاہ پروین' سیدہ خالدہ پروین۔...... سیدہ ثریا بیگم زوجہ سید نور محمد قادری بن حافظ سید محمد عبد اللہ شاہ چک ۱۵ شمالی گجرات ایک بیٹا' سید محمد عبداللہ قادری (راقم الحروف) تین بیٹیاں سیدہ کوثر بتول' سیدہ نسرین کوثر' سیدہ شفیقہ نسیم۔......سیدہ رضیہ سلطانی زوجہ سید محمد رفیق شاہ بن سید عبدالشکور شاہ رحمتہ اللہ علیہ بوکن گجرات اولاد نرینہ سے محروم ہیں پانچ بیٹیاں ہیں سیدہ راشد جبین' سیدہ ممتاز رفیق' سیدہ رفعت' سیدہ صحیہ' سیدہ بشریٰ

سید مظہر حسین قادری ۲۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو حرکت قلب بند ہونے سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔آپ کی نماز جنازہ حکیم سید عبدالرحیم شاہ صاحب نے پڑھائی۔دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن' سعید آباد میں حضرت پیر سید عبدالشکور چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف میں بہ سمت مغرب محو استراحت ہیں۔آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک اور پرانی قدروں کے امین اور عہد ساز شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل شانہ اپنے حبیب مکرم نبی رؤف الرحیم ﷺ کے صدقہ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن کے پرنسپل سید زاہد صدیق چشتی صاحب حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیروی کے فیض یافتہ ہیں' سید زاہد صدیق چشتی صاحب کی والدہ ماجد نسیم اختر بنت قاضی رفیع الدین فاروقی سوہدرہ سیالکوٹ' میری نانی جان عصمت جان کی بھتیجی تھیں۔ایک ایسا اتفاق ہے کہ آپ (سید مظہر حسین) کے تینوں داماد ایک سال میں ہی رحلت فرما گئے تھے۔......سید محمد رفیق بن حضرت سید عبدالشکور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۱ مارچ ۱۹۹۶ء مدفون دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن......سید نور محمد

قادری بن حافظ سید محمد عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۴-۱۵ نومبر ۱۹۹۶ء' چک ۱۵ شمالی منڈی بہاؤ الدین......سید عنایت حسین شاہ بن حضرت سید عبدالشکور شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۴ دسمبر ۱۹۹۶ء مدفون دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن ......آپ کی دو بیٹیاں سیدہ ثریا بیگم' سیدہ رضیہ سلطانہ زندہ ہیں۔......ایک بیٹی سیدہ زہرا اقبال ۳۱ مئی ۱۹۷۹ء میں وفات پاگئیں' بوکن کے قبرستان میں دفن ہیں۔

قادر الکلام شاعر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری (حسن ابدال) اٹک' پاکستان نے ''سید مظہر حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ' کا مادۂ سن رحلت ''نورِ بزم ہدا سید مظہر حسین قادری (۱۹۷۷ء) سے استخراج کیا ہے جبکہ ان کا قطعہ تاریخ وصال یوں کہا ہے۔

منور اس کی شخصیت کا ہے لاریب ہر پہلو
وہ اس کا فرد ہے جو خاندان شہور و امجد ہے
چراغ[1] بزم عرفان و بصیرت جس کو کہتے ہیں
وہ نانا اُس کا ہے اُس کی فضیلت کی کوئی حد ہے
جو ماموں اس کا ہے عبداللہ شاہ حافظ[2] ہے نام اسکا
تعالیٰ اللہ مظہر کس قدر خوش بخت و اسعد ہے
عنایت سے خدا کی نسبتی فرزند ہے اس کا
محاسن کی حسین تصویر جو نور محمد[3] ہے
فقیر و صاحب کردار' درویش و قناعت خو
سن وصل اُس کا طارق ''مظہر اوصاف سید'' ہے

۱۳۹۷ھ

(۱) مولوی سید محمد چراغ شاہ سیالکوٹی بن سید محمد شاہ بن سید محمود شاہ (م ۱۸۸۷ء) نانا جان۔......(۲) حافظ سید محمد عبداللہ شاہ بن مولوی سید محمد چراغ شاہ سیالکوٹی (۱۹۴۱ء) حقیقی ماموں......(۳) سید نور محمد قادری بن حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری (۱۹۹۶ء) داماد' ماموں زاد

★ President: JAMIAT ULMA-E-PAKISTAN
★ Chairman: World Islamic Mission
★ Chief Executive: Markazi Jamat-e-Ahle Sunnat
★ V. President: Muttahida Majlis-e-Amal

★ صدر: جمعیت علماء پاکستان
★ چیئرمین: ورلڈ اسلامک مشن
★ سرپرست: مرکزی جماعت اہلسنت
★ نائب صدر: متحدہ مجلس عمل

حوالہ: 7 8 6 / 92

تاریخ: 31 October 2007

محترمی و مکرمی جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

امید ہے مزاج گرامی مع الخیر ہونگے۔ گرامی نامہ اور محترمہ سعدیہ اختر صاحبہ سلمہا کا ایم۔فل۔ کا مقالہ عرس شریف سے قبل نظر نواز ہوا۔ عرس شریف کی تیاریوں کی وجہ سے قبل عرس شریف جواب روانہ نہ کرسکا، معذرت خواہ ہوں۔ میری جانب سے محترمہ سعدیہ صاحبہ کی خدمت میں مودبانہ سلام اور دعا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انکی اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے دنیا و آخرت میں اجر عظیم سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

نورانی ڈائری جب منظر عام پر آجائے تو ضرور روانہ فرمایئے گا۔ اللہ رب العزت آپکی محنت، جدوجہد اور فکر نورانی کی فکر کو جلا بخشے۔ آمین ثم آمین۔

احباب و پرسان حال کی خدمت میں سلام پہنچے۔

والسلام

شاہ انس نورانی

74400 jup@hotmail.com 5216995 92-21-5682521

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف نے اس سال بھی شاندار کامیابی حاصل کی

۴ طلباء سرگودھا یونیورسٹی اور ایک طالب علم پنجاب یونیورسٹی سے کامیاب ہوا

فاضل، عالم، ادیب عربی کے امتحانات میں کارکردگی مثالی رہی

تنظیم المدارس پاکستان کے زیراہتمام ثانویہ عامہ کا نتیجہ سو فی صد رہا

۲۷ میں سے ۱۶ نے فرسٹ ڈویژن لی دو طلبہ کے نمبر ۸۰ فیصد سے بھی زیادہ تھے

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف

تعلیمی سال ۲۰۰۷ء کی کارکردگی کا ایک جائزہ

رپورٹ...... سیکرٹری ادارہ معین الاسلام بیربل شریف

الحمد للہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلباء نے سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس سال بھی شاندار کامیابی حاصل کی۔ نتیجہ میٹرک ۲۰۰۷ء میں انعام اللہ رولنمبر ۵۲۳۱۵ نے آرٹس گروپ میں ۶۸۵ نمبر حاصل کر کے تحصیل شاہ پور میں اول پوزیشن حاصل کی جبکہ طالب علم محمد اکرم (موڑکھنڈا/ننکانہ صاحب) نے ۶۶۷، ہدایت اللہ (چاندی والا/میانوالی) نے ۶۳۶، سرفراز احمد (منڈی بہاؤ الدین) نے ۶۱۶، عاقب حسین (جنجی/چکوال) نے ۶۱۱، ظفر عباس (چاچڑ شریف) نے ۶۱۰، صفدر جاوید (بیربل شریف) نے ۶۰۲، ذوالفقار احمد (اٹھرا/جہلم) نے ۵۹۹، شاہ دین (میانوالی) نے ۵۵۷، محمد عرفان (جھاوریاں) نے ۵۵۶، قمرالاسلام (بیربل شریف) نے ۵۵۱، محمد حنیف (فتح پور میر/قائد آباد) نے ۵۴۴، مطیع الرحمٰن (بھتی سرگودہا) نے ۵۳۲ اور افتخار احمد (بھلوال/سرگودھا) نے ۵۱۴ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن جبکہ محمد ابوبکر (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۴۹۴، محمد یعقوب (کالا باغ/میانوالی) نے ۴۷۹، ریاض احمد (عیسیٰ خیل/میانوالی) نے ۴۷۱، ساجد ندیم (فیصل آباد) نے ۴۶۱، محمد سلیم (شاہ پور شہر) نے ۴۵۹، محمد رضوان جاوید (بیربل شریف) نے ۴۵۰، عمران شہزاد (کالا باغ/میانوالی) نے ۴۵۰، ارسلان اقبال (سانگلہ ہل) نے ۴۴۱، آکاش جمیل (خوشاب) نے ۴۲۹ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔

فرسٹ ائیر ۲۰۰۷ء (سرگودھا بورڈ) میں طلبہ کی کل تعداد ۹ تھی جس میں سے سات طلباء فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ ظہیر احمد رول نمبر ۹۳۲۱ نے ادارہ اور کالج دونوں اداروں میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے طلبہ میں ظہیر احمد (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۵۲۵ میں سے ۴۳۴ نمبر، شکیل احمد (ننکانہ صاحب) نے ۴۰۷ نمبر، محمد عدیل شہزاد (کالا باغ/میانوالی) نے ۳۷۹ نمبر، نعیم الحسن شاہ (مظفر گڑھ) نے ۳۵۶ نمبر، جبار احمد (کوٹ گلہ شریف/چکوال) نے ۳۴۵ نمبر، صفدر اقبال (مکڑوال/میانوالی) نے ۳۳۷ نمبر، خالد محمود (کوٹ پہلوان/سرگودھا) کے ۳۳۳ نمبر شامل ہیں جبکہ محمد آصف (چاچڑ شریف/سرگودھا) نے ۳۰۸ نمبر اور احمد علی (بچیانہ/فیصل آباد) نے ۳۰۲ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔

سیکنڈ ائیر ۲۰۰۷ء (سرگودھا بورڈ) میں بحمد اللہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلباء کی اپنی سابقہ حسین روایات برقرار رکھتے ہوئے شاندار کامیابی حاصل کی کل ۱۴ طلباء شریف امتحان ہوئے جن میں سے ۱۱ طلباء نے ۷۰۰ سے زائد نمبر حاصل کر کے ہائی فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ تفصیل کے مطابق محمد عمر (چاچڑ شریف/سرگودھا) نے ۱۱۰۰ میں سے ۸۴۵ نمبر، محمد آصف (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۸۳۲ نمبر، افتخار نواز (جاگیر اٹھوال/اوکاڑہ) نے ۷۶۳ نمبر، محمد عارف اقبال (احمد آباد/میانوالی) نے ۷۵۶ نمبر، محمد یوسف (ڈورے والا/سرگودھا) نے ۷۵۴ نمبر، محمد سجاد (فتح پور میرا/قائد آباد) نے ۷۴۵ نمبر، محمد اسماعیل (جھاوریاں/سرگودھا) نے ۷۴۵ نمبر، شفقت رزاق (جاگیر اٹھوال/ اوکاڑہ) نے ۷۲۸ نمبر، محمد امین الکرم (اتھرا/جہلم) نے ۷۲۶ نمبر، ارسلان نواز (جاگیر اٹھوال/ اوکاڑہ) نے ۷۲۰ نمبر، محمد اعجاز (چاچڑ شریف/سرگودھا) نے ۷۰۲ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن جبکہ ظفر معین (126/R.B پہاڑنگ) نے ۵۸۶ نمبر اور محمد آصف شہزاد (میانوالی) نے ۵۵۱ نمبر لے کر سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔

بی اے (۲۰۰۷ء) میں ۵ طلباء کی شاندار کامیابی ادارہ کو نصیب ہوئی۔ ۴ طلباء سرگودھا یونیورسٹی اور ایک طالب علم پنجاب یونیورسٹی سے کامیاب ہوا۔ ادارہ کے طالب علم ممتاز احمد نے ۶۱۴ نمبر حاصل کر کے سرگودھا یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن اور گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر میں پہلی پوزیشن حاصل کی تمام طلبہ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے تفصیل کے مطابق طالب علم ممتاز احمد (حضور پور/سرگودھا) نے ۶۱۴ نمبر، محمد اصغر حیات (چاچڑ

شریف/سرگودھا) نے ۵۶۳ نمبر، محمد انور (بھلوال/سرگودھا) نے ۵۴۴ نمبر، علی رضا (دھاری بھٹیاں/ننکانہ صاحب) نے ۵۳۳ نمبر اور محمد احمد معین (لاہور) نے ۵۱۴ نمبر حاصل کئے۔

فاضل، عالم اور ادیب عربی کے تعلیمی سیشن ۲۰۰۷ء میں ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلباء کی اپنی سابقہ حسین روایات برقرار رکھتے ہوئے شاندار کامیابی حاصل کی۔

فاضل عربی کے امتحان میں طالب علم محمد طارق (راجڑ/خوشاب) نے ۳۶۰ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن جبکہ محمد اسلم (صادق آباد) نے ۳۲۶ نمبر اور رضوان افضل (جوہر آباد) نے ۳۱۶ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔

عالم عربی کے امتحان میں طالب علم محمد قیصر نواز (فیصل آباد) نے ۴۵۷ نمبر، ساجد حسین (بچیکی/ننکانہ صاحب) نے ۴۴۴ نمبر، محمد شاہ نواز (چنیوٹ/جھنگ) نے ۴۱۳ نمبر، محمد عاصم (لیدھر کلاں/منڈی بہاؤ الدین) نے ۴۰۹ نمبر اور محمد جنید (موڑ کھنڈا/ننکانہ صاحب) نے ۳۷۴ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن جبکہ محمد زبیر (بچانی/سرگودھا) نے ۳۴۸ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔

ادیب عربی کے امتحان میں طالب علم سہیل عارف (برخوردار/ننکانہ صاحب) نے ۴۶۳ نمبر، محمد نعیم (روڈہ/خوشاب) نے ۴۰۳ نمبر، راسب خان (اتھر/جہلم) نے ۳۸۸ نمبر، احمد رضا شاہ (کدلٹھی/سرگودھا) نے ۳۷۴ نمبر، شفقت ربنواز (کٹھہ/خوشاب) نے ۳۷۲ نمبر، غلام مرتضیٰ (قائد آباد) نے ۳۶۶ نمبر، صدر ودین (آزاد کشمیر) نے ۳۶۲ اور آصف خان (اتھر/جہلم) نے ۳۶۰ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ فریاد علی (ٹھٹھہ ٹوانہ/خوشاب) نے ۳۵۵ نمبر، شعیب الرحمان (مانگٹانوالہ/ننکانہ صاحب) نے ۳۵۰ نمبر، فیصل اعجاز شاہ (قائد آباد) نے ۳۴۹ نمبر، محمد عمران (بھلوال/سرگودھا) نے ۳۴۰ نمبر، محمد حنیف (جھنگ) نے ۳۳۳ نمبر، شاہد اقبال (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۳۲۰ نمبر، عرفان عابد (بھکر بار/سرگودھا) نے ۳۱۶ نمبر، محمد اکرام شہزاد (نور پور نون/سرگودھا) نے ۳۱۵ نمبر، محمد فاروق (تجہ/خوشاب) نے ۳۱۱ نمبر، صداقت علی (ننکانہ صاحب) نے ۳۰۵ نمبر اور شمس الدین (تجہ/خوشاب) نے ۲۷۲ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی جبکہ طالب علم سجاد احمد (سوڈھی جیوالی/خوشاب) نے تھرڈ ڈویژن میں امتحان پاس کیا۔

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے زیر اہتمام ثانویہ عامہ (میٹرک) کے

امتحانات کا نتیجہ سو فیصد نہایت شاندار رہا۔ کل طلبا ۲۷ نے امتحان دیا فرسٹ ڈویژن ۱۶ طلبہ، ممتاز مع الشرف کے ساتھ آٹھ طلباء کامیاب ہوئے واضح رہے کہ دو طلباء نے ۸۰ فیصد سے زائد نمبر لے کر شاندار کامیابی حاصل کی تفصیلات کے مطابق طالب علم راشد عمران ولد محمد صدیق (بچیانہ) نے ۵۷۹ نمبر حاصل کیے اور ادارہ میں اول پوزیشن حاصل کی ان کے ۸۲.۷۱ فیصد نمبر تھے۔ محمد عمر ولد محمد نواز (چاچڑ شریف) نے ۵۷۱ نمبر حاصل کیے اور ادارہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ان کے ۸۱.۴۰ فیصد نمبر تھے۔ محمد سہیل عارف ولد محمد عارف (برخوردار) نے ۵۵۴ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۷۰ تا ۸۰ فیصد نمبر حاصل کئے۔ محمد اکرم ولد محمد اسلم (موڑ کھنڈا) نے ۵۴۵ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۷۰ تا ۸۰ فیصد نمبر حاصل کئے۔ قیصر نواز ولد محمد نواز (فیصل آباد) نے ۵۳۰ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۷۰ تا ۸۰ فیصد نمبر حاصل کئے۔ ظہیر احمد ولد محمد نواز (بیربل شریف) نے ۵۰۴ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۷۰ تا ۸۰ فیصد نمبر حاصل کئے۔ قمر عباس ولد بشیر احمد (ننکانہ صاحب) نے ۵۰۲ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۷۰ تا ۸۰ فیصد نمبر حاصل کئے۔ محمد بلال ولد امام دین (بھلوال) نے ۴۹۸ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۷۰ تا ۸۰ فیصد نمبر حاصل کئے۔ محمد شہریار ولد محمد عارف (ضلع قصور) نے ۴۶۹ نمبر، ساجد حسین ولد حاجی خان محمد (ننکانہ صاحب) نے ۴۶۵ نمبر، محمد جنید ولد ظفر علی (موڑ کھنڈا) نے ۴۵۸ نمبر، محمد عمران ولد مولا داد (سرگودھا) نے ۴۲۷ نمبر، عزیز اللہ (میانوالی) نے ۴۳۲ نمبر، عبدالمجید ولد محمد رفیع (کوٹلی آزاد کشمیر) نے ۴۲۱ نمبر، محمد اعجاز ولد احمد خان (چاچڑ شریف) نے ۴۲۱ نمبر اور فریاد علی ولد محمد لطیف (مٹھہ ٹوانہ) نے ۴۲۱ نمبر حاصل کر کے فرسٹ (ممتاز) ڈویژن میں کامیابی حاصل کی جبکہ ظفر حیات ولد غوث محمد (کوٹ کمبوہ) نے ۴۱۸ نمبر، محمد ناصر ولد محمد اسلم (اٹھر جہلم) نے ۳۹۵ نمبر، ساجد ندیم ولد پیر محمد (فیصل آباد) نے ۳۸۱ نمبر، عارف اقبال ولد غلام حسین (میانوالی) نے ۳۸۰ نمبر، محمد زبیر ولد حافظ فتح محمد (پچانی) نے ۳۷۵ نمبر، تصور عمران ولد سیف اللہ (سرگودھا) نے ۳۶۹ نمبر، نصب الرحمٰن ولد قاری احمد یار (بھلوال) نے ۳۶۶ نمبر، فیصل اعجاز ولد عبدالرشید (قائد آباد) نے ۳۴۸ نمبر، محمد اعجاز ولد مولا بخش (بھلوال) نے ۳۴۴ نمبر اور عمران فرید ولد غلام فرید (وجھ) نے ۳۴۱ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ (جید) ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔

تنظیم المدارس کے زیر اہتمام تجوید و قرأت کے دو سالہ کورس میں سے سال اول کے کل ۶۹ طلبہ نے امتحان دیا جن میں سے ۶۳ طلبہ کامیاب ہوئے اور ایک طالب علم فیل ہوا جبکہ ۴ طلبہ کی کمپارٹ آئی۔ فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے طلباء کے نام یہ ہیں کل نمبر ۵۰۰ تھے جن میں سے محمد نواز ولد رحمت علی (چاند پور/ننکانہ صاحب) نے ۳۸۱ نمبر، اللہ دتہ ولد کرم الٰہی (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۳۶۹ نمبر، محمد رمضان ولد میاں محمد (حویلی میاں اللہ جوایا/سرگودھا) نے ۳۴۹ نمبر، محمد رضوان/عبدالغفار صدیق (ننکانہ صاحب) ۳۷۴ نمبر، محمد نعیم الحسن شاہ ولد سید ارشاد حسین شاہ (مظفر گڑھ) نے ۳۳۱ نمبر، فیصل شہزاد ولد غلام حسین (چاوہ/سرگودھا) نے ۳۲۹ نمبر، ابرار حسین ولد صوفی غلام حیدر (منڈی بہاؤ الدین) نے ۳۲۸ نمبر، احمد نواز ولد اللہ بخش (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۳۲۸ نمبر، محمد اظہر منیر ولد احمد علی شاہ (فیصل آباد) نے ۳۲۶ نمبر، غلام مرتضیٰ ولد حبیب الرحمٰن (دیگووال/سرگودھا) نے ۳۲۶ نمبر، محمد عمران ولد محمد ممتاز (۳۳ شمالی/سرگودھا) نے ۳۲۶ نمبر، محمد ندیم ولد عبدالقیوم (راولپنڈی) نے ۳۲۴ نمبر، محمد اسحاق ولد صوفی محمد یار (روال/سرگودھا) نے ۳۲۲ نمبر، محمد اجمل ولد محمد اسلم (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۳۱۷ نمبر، محمد جاوید/محمد اصغر (ننکانہ صاحب) نے ۳۱۶ نمبر، محمد ذیشان/محمد نذیر (مٹھہ لک/سرگودھا) نے ۳۰۷ نمبر، فدا حسین ولد غلام حسین (مٹھہ لک/سرگودھا) نے ۳۰۷ نمبر، فیصل محبوب ولد محمد محبوب حسین (خورشید/سرگودھا) نے ۳۰۵ نمبر، ظہور احمد ولد احمد خان (سرگودھا) نے ۳۰۴ نمبر، اصغر حیات ولد خضر حیات (کوٹ مغرب) نے ۳۰۳ نمبر، احمد مختار ولد نذر حیات (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۳۰۱ نمبر حاصل کیے۔

اسی طرح تجوید و قرأت کے سال دوم ۲۰۰۷ء کے نتائج بھی بہت اچھے رہے۔ کل ۵۴ طلبہ نے امتحان دیا جن میں سے ۴۰ طلبہ کامیاب اور ۵ فیل ہوئے جبکہ ۹ طلبہ کی کمپارٹ آئی۔ ہدایت اللہ ولد نواز گل (چاندی والا/میانوالی) نے ۸۴۰ نمبر، محمد افضال حسن ولد محمد یار (گوہڑ شریف/منڈی بہاؤ الدین) نے ۸۱۸ نمبر، غلام سبحانی ولد غلام ربانی (ڈیرہ اسماعیل خان) نے ۸۰۶ نمبر، محمد رمضان ولد محمد جان (عمر خیل/ڈیرہ اسماعیل خان) نے ۸۰۰ نمبر، خالد حسین ولد ظفر حسین (مہوڑیاں/خوشاب) نے ۷۷۹ نمبر، محمد ایوب ولد حافظ غلام صدیق (ڈیرہ اسماعیل خان) نے ۷۷۷ نمبر، شیخ محمد عدیل ولد محمد صدیق (کالا باغ/میانوالی) نے ۷۷۲ نمبر، محمد آصف شہزاد ولد غلام قادر (میانوالی) نے ۷۶۷ نمبر، محمد رفیق

ولد حاجی بشیر احمد (ڈیرہ غازی خان) نے ۷۵۸ نمبر، محمد صفدر جاوید ولد محمد اسلم (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۷۵۶ نمبر، امیر افضل ولد نذر حسین (مہوڑیاں/خوشاب) نے ۷۵۲ نمبر، جبار احمد ولد فدا محمد (تلہ گنگ/چکوال) نے ۷۴۸ نمبر، محمد ابوبکر ولد احمد یار (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۷۴۸ نمبر، قمر الاسلام ولد محمد نواز طیب (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۷۴۰ نمبر، طاہر حسنین ولد غلام شبیر (سرکلاں/چکوال) نے ۷۴۰ نمبر، محمد الطاف رضا ولد محمد اسلم (لالہ موسیٰ) نے ۷۱۹ نمبر، محمد عثمان ولد اصل دین (کالا باغ/میانوالی) نے ۷۱۵ نمبر، بابر شہزاد ولد نذیر احمد (برج آگرہ/گجرات) نے ۷۰۴ نمبر، محمد اعجاز ولد مرزا خان (بھلوال/سرگودھا) نے ۷۰۳ نمبر، غلام مرتضیٰ ولد محمد سرفراز (حویلی اللہ جوایا/سرگودھا) نے ۶۹۴ نمبر، محمد غفران محسن ولد اللہ دتہ (فیصل آباد) نے ۶۸۲ نمبر، مبشر حیات ولد خضر حیات (ڈھاک/خوشاب) نے ۶۶۶ نمبر، مظفر اقبال ولد غلام حسین (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۶۶۰ نمبر، محمد یعقوب ولد محمد صدیق (کالا باغ/میانوالی) نے ۶۶۰ نمبر حاصل کئے۔

قرآن کریم حفظ ۲۰۰۷ء کی کلاس میں کل تعداد ۲۰۷ تھی جن میں سے ۱۸۹ پاس اور ۸ فیل ہوئے جبکہ ۱۰ طالب علم غیر حاضر رہے اور فرسٹ ڈویژن میں ۹ طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔ فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں محمد سیف اللہ ولد مولا بخش (تھنی/سرگودھا) نے اول پوزیشن حاصل کی۔ حسنات احمد ولد احمد یار (کوٹ مغرب/سرگودھا) نے دوم پوزیشن حاصل کی۔ ارسلان نواز ولد محمد نواز (اوکاڑہ) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ محمد عدنان ولد محمد افضل (کوٹ مغرب/سرگودھا)، محمد امجد ولد شیر محمد (دولت والا/سرگودھا)، محمد اعجاز ولد محمد ممتاز (مانگے والا/سرگودھا)، توصیف احمد ولد مطلوب احمد (اتھر/ضلع جہلم)، نعیم اقبال ولد محمد یار (کوٹ مغرب/سرگودھا) اور محمد تنویر ولد احمد سعید (کدلٹھی/سرگودھا) نے فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ اس عظیم الشان کامیابی کا سہرا سربراہ ادارہ حضرت پیر طریقت پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بیربل شریف کے سر ہی سجتا ہے جن کی براہ راست نگرانی اور شبانہ روز انتھک محنت کے صلے میں ادارہ کو قابل رشک کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں اور ادارہ کا نام فروغ علم کی دوڑ میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ یہاں ان کے ساتھ نہایت محنتی، قابل اور مشنری جذبے سے سرشار اساتذہ کرام پر مشتمل ماہرین تعلیم کی عظیم ٹیم اور تمام معاونین ادارہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

کنز الایمان سوسائٹی کی سلور جوبلی تقریبات ۱۹۸۳ء تا ۲۰۰۸ء

کے سلسلہ میں ۶ ستمبر ۲۰۰۷ء کو کوئٹہ میں منعقدہ

”قومی امام احمد رضا کانفرنس“ کی رُوداد

رپورٹ............ حافظ محمد طاہر سومرو........ بی بلوچستان

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ ایک عبقری شخصیت ہیں جن کے ہمہ جہت کارناموں سے ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند رہے گا۔ آپ کے تجدیدی کارناموں سے دین اسلام کو نئی آب وتاب ملی۔ ہر دور میں ملت اسلامیہ کو ایسے فتنوں کا سامنا رہا ہے جو اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ اللہ رب العزت ہر فتنہ کے خاتمہ کے لئے اپنی بارگاہ اقدس سے کوئی نہ کوئی فرد بھیجتا رہا ہے جس کا کام ملت اسلامیہ کی کشتی کو فتنوں کے بھنور سے نکال کر ساحل تک پہنچا دینا رہا ہے۔ انیسویں صدی میں برصغیر میں انگریزوں نے جس شاطرانہ انداز میں قبضہ کیا اور پھر اسلام کے خلاف پر پیچ سازشوں کا جال تیار کیا اس سے بچنے کے لئے جس فرد نے سب سے پہلے حقیقی مسائل کا ادراک کیا اور ایک راہ دکھائی، وہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی ذات والا صفات ہے جنہیں حرمین شریفین کے علماء نے ”مجدد مائۃ حاضرہ“ کہا۔ تعظیم الٰہی کے ساتھ محبت رسول ﷺ کے حسین امتزاج سے ترجمہ قرآن کا نیا در وا کیا۔ کنز الایمان کے نام سے یہ ترجمہ اب کئی زبانوں میں منتقل ہو کر علماء سے داد حاصل کر چکا ہے اور اس کی بے مثال پذیرائی بارگاہ الوہیت میں قبولیت کی دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت کی علمی یادگاروں کے تحفظ اور ان کے فروغ و اشاعت کے لئے ۱۹۸۳ء میں لاہور میں کنز الایمان سوسائٹی کے نام سے ایک تنظیم قائم ہوئی۔ کنز الایمان سوسائٹی کے دیگر مفید پروگراموں کے ساتھ اہم تقریب ”امام احمد رضا کانفرنس“ کا انعقاد ہے۔ یہ کانفرنس گذشتہ سترہ برس سے لاہور میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ہر سال ملک بھر کے

علماء و مشائخ شرکت کرتے ہیں۔ سوسائٹی کے ۲۵ سال مکمل ہونے پر سلور جوبلی تقریبات شایانِ شان طریقے سے منائی جارہی ہیں۔ اس سلسلے میں کانفرنس کا انعقاد ملک کے دوسرے صوبوں میں کروانے کا فیصلہ ہوا اور اس مستحسن اور مفید فیصلے کے نتیجے میں سب سے پہلے بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں ایوان ملت ہال کواری روڈ میں ''قومی امام احمد رضا کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ بلوچستان کے ماحول میں اعلیٰ حضرت کے نام پر قومی کانفرنس کا انعقاد نہایت خوش آئند اور اطمینان کا باعث امر ہے۔ یہ کانفرنس مختلف سنی تنظیموں کو ایک مرکز پر اکٹھا ہونے کی فکر دے گئی اور امید ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے نام پر اہل سنت کے مختلف طبقات کا اتحاد ہو جائے گا۔

کانفرنس کے انعقاد کے لئے کنز الایمان سوسائٹی کے بانی صدر محمد نعیم طاہر رضوی اپنی ٹیم کے ساتھ کوئٹہ تشریف لائے جن میں سید رضوان حسن شاہ، محمد رضوان قادری، محمد نقاش علی رضوی، ساجد رشید خان شامل تھے۔ فکر رضا کے فروغ کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والے ادارہ پاکستان شناسی کے ڈائریکٹر محمد ظہور الدین خان امرتسری نے خصوصاً کانفرنس میں شرکت کی اور ادارہ کی علمی، ادبی اور تحقیقی کتب پر مشتمل سٹال سجایا۔ کانفرنس کی صدارت تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ نعیمیہ لاہور کے پرنسپل مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے کی۔ کانفرنس سے قبل ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی اور محمد نعیم طاہر رضوی نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور کانفرنس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد سے مقامی پریس کو آگاہی دی۔ کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی کے لئے بنائی گئی کمیٹیوں کی سربراہی محمد نعیم طاہر رضوی نے کی۔

کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری محمد ہارون نے پرسوز اور وجد آفرین انداز میں تلاوت کلام مجید سے سامعین کے قلب و جگر کو منور کیا۔ بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت محمد اعظم چشتی اور ارشد اقبال ملک نے پیش کیا۔ اس کے بعد سلسلۂ خطابات شروع ہوا جو عصر اور مغرب کی نمازوں کے وقفوں کے ساتھ رات گئے تک جاری

رہا مقررین نے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی، مقررین میں علماء و مشائخ، محققین اور ہر طبقہ کے افراد شامل تھے۔

سلسلہ خطابات میں سب سے پہلے سنی تحریک کے رہنما سعد اللہ باروزئی کو دعوت دی گئی انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کا پیغام ہمہ جہتی ہے اور ان کے نظریات کا تحفظ ہر سنی کی ذمہ داری ہے۔ جامع مسجد میاں محمد اسماعیل کوئٹہ کے خطیب علامہ شہزاد احمد قادری نے اپنے دلنشین خطاب میں تاریخ اسلام کے مختلف فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انیسویں صدی میں برصغیر میں اسلام کو انگریزوں کے تسلط کے بعد مختلف فتنوں کا سامنا کرنا پڑا اور ان سب فتنوں کو بے نقاب کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنا مثالی کردار ادا کیا اور دلائل قاہرہ سے مزین کتب لکھ کر ان فتنوں کا بھرپور رد کیا اس جدوجہد اور کوشش سے اسلام حقیقی صورت میں باقی رہا اسی لئے سلسلہ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کا احترام کریں۔ جامعہ قادریہ کے مہتمم اور مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ بلوچستان کے صدر مولانا محمد عباس قادری نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کو مختلف علوم و فنون پر مہارت تامہ حاصل تھی اور آپ کا وصف خاص عشق رسول تھا۔ اعلیٰ حضرت کی حقیقی تعلیمات کا فروغ آج کے دور کا اہم تقاضا ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی صدر میر عبدالقدوس ساسولی نے کہا کہ تمام سنی اور سنی تنظیمیں اعلیٰ حضرت کے نام پر متحد و متفق ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ برصغیر پاک و ہند میں اعلیٰ حضرت کے پیغام اور ان کی تعلیمات سے ہی سنیوں کی پہچان ہے۔ نسل نو کو اپنے اکابرین کے حالات سے آگاہی دینا اور ان کی حقیقی تعلیمات کا فروغ ہم پر لازم ہے اور یہ کام اتفاق ہی سے ممکن ہے۔ اعلیٰ حضرت کا نام، کام اور مقام ہمارے لئے فخر کا باعث ہے۔

جامعہ نوریہ ہدہ کے ناظم تعلیمات علامہ مختار احمد حبیبی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی

تمام فکر متوازن اور شریعت کے تابع ہے ان کی ایک ہزار سے زائد کتب اور خصوصاً فتاویٰ رضویہ علمی شاہکار ہے اور ان کی گہری فقہی بصیرت کا بین ثبوت ہے۔ جماعت اہل سنت بلوچستان کے آرگنائزر پیر سید حبیب اللہ شاہ چشتی نے اپنا تحریری مقالہ پڑھ کر سنایا جس میں اعلیٰ حضرت کے عشق رسول اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کی روشنی میں مقام اہلبیت واضح کیا۔ ان کے بعد لاہور سے خصوصاً تشریف لانے والے اور اس محفل کے روح رواں کنز الایمان سوسائٹی کے بانی و صدر محمد نعیم طاہر رضوی نے خطاب کرتے ہوئے کنز الایمان سوسائٹی کا تعارف کروایا اور بتایا کہ سوسائٹی کن مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہے۔ انہوں نے بلوچستان میں کنز الایمان سوسائٹی کی شاخ بنانے کا اعلان بھی کیا۔ پیر طریقت عبدالرؤف قیومی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان برصغیر پاک و ہند میں عشق رسول کا عظیم نشان ہیں اور ان کی تمام تعلیمات کا مرکزی نکتہ اور خلاصہ عشق رسول ﷺ ہی ہے۔

جماعت اہلسنت ضلع سبی کے امیر صوفی سید سلیمان نقشبندی نے پشتو زبان میں خطاب کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ فہم قرآن میں نیا اسلوب متعارف کروانے کا اعزاز اعلیٰ حضرت کے ترجمہ ''کنز الایمان'' کو حاصل ہے۔ ریٹائرڈ صوبائی افسر الحاج محمد اکرم اعوان نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے بعد اعلیٰ حضرت نے برصغیر میں دو قومی نظریہ کے فروغ کے لئے بے مثال کام کیا۔ ان کی سیاسی سوچ کا محور مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہے جو حقیقی اسلامی ریاست کی بنیادی خصوصیت ہے۔ جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی راہ نما اور انجمن طلباء اسلام کے سابق مرکزی صدر ڈاکٹر حمزہ مصطفائی نے کہا کہ اتباع رسول اور عشق رسول ﷺ کی دو فکری بنیادوں پر دین کی عمارت قائم ہے اور اعلیٰ حضرت نے ان دو بنیادوں کے مؤثر ابلاغ کے لئے ہمہ جہت کردار ادا کیا۔ مشہور ماہر تعلیم، محقق سابق چیئرمین ادارہ نصابیات بلوچستان پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اعلیٰ حضرت کا دیوان ''حدائق

بخشش''، عشق رسول کا ایک ذخیرہ ہے۔ آپ بلاشبہ اردو نعتیہ شاعری میں امامت کے درجہ پر فائز ہیں۔ اردو کے ساتھ ساتھ فارسی نعت گوئی میں بھی آپ بلند درجہ پہ فائز ہیں۔ سادگی اور فن کی بلندی ان کے کلام کی نمایاں خصوصیت تھی۔ خانوادہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کے چشم و چراغ، بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحریک کا مقصد احیاء اسلام تھا اور یہی حضرت سلطان باہو کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن کنز الایمان ہمارا علمی سرمایہ ہے اور باعث مسرت امر یہ ہے کہ اس ترجمہ کے بعد اہلسنت میں اس ترجمہ کی بنیاد پر مزید توسیعی کام ہو رہا ہے خصوصاً ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ اور ڈاکٹر طاہر القادری کا کام قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔ شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد باروزئی نے اپنے خطاب میں کہا کہ عشق رسول کے بغیر دین نامکمل ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت نے اپنی تعلیمات میں عشق رسول ﷺ کے فروغ کو اولیت دی ہے۔ جماعت اہل سنت بلوچستان کے امیر صاحبزادہ پیر خالد سلطان القادری نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی ہی مساعی کا فیضان ہے کہ ہر جگہ آج عشق مصطفیٰ کا پیغام موجود ہے۔ کانفرنس کے صدر، تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ، پرنسپل جامعہ نعیمیہ لاہور علامہ مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے اپنے صدارتی خطبہ میں اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہت خدمات کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان خدمات کو منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔ اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت، علمی نقابت کے ساتھ ہی ان کا سیاسی شعور بھی پختہ اور مکمل تھا اور ان کی تعلیمات اور سیاسی فکر نے مسلمانان برصغیر کے لئے واضح راہ ہموار کی۔ برصغیر میں سب سے پہلے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مسلم قومیت کو ہندوؤں سے الگ قوم کی حیثیت سے مانا اور پھر اعلیٰ حضرت نے اس دو قومی نظریے کے فروغ کے لئے کام کیا ان کی تعلیمات سے ہی دو قومی نظریہ کو قبول عام حاصل ہوا اور پاکستان اسی نظریہ کا فیضان ہے۔ آج پاکستان میں ہی دو قومی نظریہ کی مخالفت اور اس

کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی ہمیں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے استفادہ کرنا ہوگا۔ کانفرنس کے دوران مختلف نعت خواں حضرات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کا نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس میں محمد رضوان قادری (ایڈیٹر ماہنامہ کنز الایمان)' سید رضوان حسن شاہ اور محمد نقاش علی رضوی نے متعدد قراردادیں پیش کیں جنہیں متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔ کانفرنس کی نقابت ماہنامہ نور العرفان لاہور کے مدیر' ممتاز مصنف اور عالم دین علامہ عبدالحق ظفر چشتی نے کی اور اپنی برمحل گفتگو اور اشعار سے کانفرنس کو یکجا رکھا اور اس میں ارتباط پیدا کیا۔ آستانہ عالیہ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی کے سجادہ نشین پیر اعجاز اکبر شاہ جماعتی نقشبندی کی دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں علماء و مشائخ اور سماجی شخصیات کی بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں پیر سید محمد قاسم شاہ دوپاسی (چیف آرگنائزر' و پاسی ٹرسٹ)' حضرت ضیاء الامت فاؤنڈیشن بلوچستان کے جنرل سیکرٹری مولانا مہر اللہ نظامی' مولانا صالح محمد' امیر محمد لانگو اور پریس کے امجد عزیز بھٹی (نوائے وقت)' جمال ترہ کئی (عوام)' محمد رمضان عاجز اور منور آفتاب شامل تھے۔

علامہ شاہ احمد نورانی (شخصیت و کردار)

کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان کے مرکزی صدر ملک محبوب الرسول قادری (چیف ایڈیٹر انوار رضا' جوہر آباد...... ایڈیٹر ماہنامہ 'سوئے حجاز' لاہور) کا متذکرہ مضمون ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو حضرت قائد اہل سنت ملک مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کے چوتھے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر روزنامہ 'نوائے وقت' روزنامہ 'خبریں' روزنامہ 'اوصاف' روزنامہ 'انصاف' نے اپنے اپنے 'سنڈے میگزین' میں جبکہ روزنامہ 'پاکستان' لاہور اور روزنامہ 'آفتاب' لاہور/ملتان نے بلاشرکت غیرے پورا پورا صفحہ 'خصوصی اشاعت' کے طور پر شائع کیا۔ نیز یہی مضمون ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو روزنامہ جنگ لاہور/ملتان نے اپنی 'اشاعت خاص' کی زینت بنایا۔ مضمون کی افادیت کے پیش نظر اسے الگ کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ خواہش مند حضرات ۲۰ روپے کا ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے منگوا سکتے ہیں۔ فری تقسیم کرنے والوں کو صرف بارہ سو روپے میں سو کاپی مل سکتی ہے رابطہ کے لئے 'انوار رضا' جوہر آباد 0300-9429027

دہلی' اجمیر اور جے پور میں مدفون اولیائے کرام کی حاضری وزیارت کے لئے
ایک کاروانِ محبت کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ

سفرِ عقیدت

از قلم...... صوفی باصفا عبدالقیوم نقشبندی مجددی (کراچی)

سرزمین پاک و ہند اولیاء کرام کے فیوض و برکات سے عبارت ہے بت کدہ ارض ہند انکے روحانی انوار و برکات سے ایسا منور ہوا کہ باطل کے اندھیرے چھٹ گئے اور خورشید اسلام ہمیشہ کیلئے تنویر ساں ہوگیا۔ وہ داعیٔ حق کے پیامبر گو آج اس دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ مگر ان کے مقابر کے نشانات اہل عقیدت کی روحانی تشنگی نہ صرف بجھاتے ہیں بلکہ انکے قلب و روح میں گلزار معنبر و معطر کی فضائیں تسیم کرتے ہیں۔

راقم الحروف (عبدالقیوم) کو سرزمین پاکستان میں لاہور، کراچی، ٹھٹھہ لواری شریف حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اپنے مرشد کامل کی سرپرستی میں متعدد بار حاضری کا شرف حاصل ہوچکا ہے۔ تاہم یہ سفر عقیدت سرزمین ہند دہلی شریف، اجمیر شریف، اور جے پور شریف اپنے مرشد کامل جناب حضرت علامہ حافظ الحاج محمود احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہ کی سرپرستی میں طے ہوا۔ جسکی داستان ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں زیر قلم لائی گئیں۔ اسی اثناء میں میرے واجب الاحترام بزرگ حکیم ادیب اور ماہر نگار شات جناب حکیم سرور دلشاد (لندن) حال کراچی کی خدمت میں اصلاح کیلئے مسودہ پیش کیا۔ جس کو حکیم صاحب نے بغور مطالعہ کیا اور داستان سفر کو پسند فرمایا اور ضرورت کے مطابق اصلاح فرمادی اور انہوں نے اس سفری داستان کا عنوان "سفر عقیدت" تجویز فرمایا۔ جسے ہم تشنہ کامانِ عقیدت کی نذر کرتے ہیں۔

سفر کا آغاز

قبلہ و کعبہ مرشدی و مولائی جناب علامہ مولانا حافظ الحاج محمود احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم عالیہ ایک عرصہ سے خواہشمند تھے کہ ہم جیسے ناچیز و کم تر مریدین کی روحانی آبیاری اور قلبی اصلاح کیلئے ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر بزرگان کاملین کے مزارات بالخصوص پیر خانہ معلم معرفت مجسمہ سنت مجموعہ طریقت مرقع روحانیت حضرت الحاج علامہ شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضری دی جائے۔ جو کہ مجھ جیسے گناہگار کیلئے تو بعد فخر وانبساط کا باعث تھی۔ کہ اپنے مرشد برحق کی سرپرستی میں اور قیادت جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہماری خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی تھی۔

ابھی اس سفر عقیدت کے آغاز کی تاریخ کا تعین تو نہیں ہوا تھا البتہ پروگرام یہ بنا کہ ربیع الاول کے آواخر میں رخت سفر باندھا جائے۔ اسی دوران میرے والد محترم صوفی عبد الغنی نقشبندی مجددی ۲۹ ربیع الاول اور کیم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کی درمیانی شب بوقت مغرب بمقام فیصل آباد اس دار فانی سے دار البقاء مسافر ہوگئے۔ ان للہ وانا علیہ راجعون۔ میں فیصل آباد چلا گیا اور والد محترم کا ختم چہلم ۳ مارچ ۱۹۸۲ء بمطابق ۸ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ کو تھا میرے والد بزرگوار سید محمد اسماعیل نقشبندی مجددی عرف کرمانوالی سرکار کے ہاں بیعت تھے۔ آپ اکثر صوفیانہ گفتگو سے قلب و ذہن کو معطر فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کا مطالعہ تھا اور اپنے مرشد کے فیوض و برکات سے فیض یاب تھے۔ قیام فیصل آباد میں مجھے اپنے والد گرامیؒ کے مزار اقدس پر حاضری کا خوب موقع ملا۔ انکی روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوتا رہا۔

بہر حال سفر عقیدت کی منزل کی طرف روانگی کے لئے فیصل آباد سے 12 مارچ 1982 کو لاہور پہنچ گیا۔ دیگر اس سفر کے راہی مرشد کامل کی سربراہی میں جناب محمد نسیم خان، نور محمد خان اور حاجی جلیل الدین کراچی سے لاہور 15 مارچ 1982 بمطابق ۱۹

جمادی الاول ۱۴۰۲ھ بذریعہ عوام ایکسپریس لاہور تشریف آوری ہوئی۔

ہمارے وفد کے قیام کا فیصلہ جناب محمد نصیر چغتائی (رنگ والے) کے نصیب میں تھا آپ حضرت صاحب قبلہ کے خاص چاہنے والوں میں سے تھے۔ انکی رہائش حضرت داتا گنج بخشؒ کے عقب میں واقع ہے قبلہ حضرت صاحب مع وفد کے استقبال کیلئے لاہور اسٹیشن پر مجھ ناچیز کو جہاں شرف استقبال نصیب ہوا۔ وہاں قبلہ نصیر چغتائی صاحب کے خصوصی نمائندے ٹرانسپورٹ کے انتظام کے ساتھ لاہور اسٹیشن پر موجود تھے۔

بیت نصیر چغتائی کے ہاں پہنچ کر تمام مہمانوں نے غسل و وضو سے تازہ دم ہو کر ناشتہ کیا جو کہ دوپہری طعام تھا۔ قبلہ چغتائی صاحب بے حد مہمان نواز ہیں۔ بہر حال ناشتہ سے فراغت کے بعد قبلہ رہبر حق نے اپنے مخصوص تبسم انداز سے حضرت قبلہ داتا گنج بخشؒ کے مزار انوار پر حاضری کا استفسار فرمایا۔ جس پر جولان حق نے اظہار رضا مندی ومسرت کیا اور روانگی کیلئے تیاری کا اہتمام ہونے لگا۔ گویا یہ ہمارے سفر عقیدت کی پہلی سیڑھی تھی۔

قبلہ نصیر چغتائی صاحب نے ٹرانسپورٹ کا انتظام کر رکھا تھا۔ داتا صاحبؒ کے مزار اقدس پر حاضری ہوئی اور مخصوص طریقہ سے ایصال ثواب کے بعد مراقب ہوئے۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر دعائے خصوصی کی گئی۔ بعدہ حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری ہوئی۔ جن کا مزار مبارک میانی شریف قبرستان جو کہ فیروز پور روڈ لاہور میں واقع ہے۔ یہ بھی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ ہیں۔ بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادگان اور حضرت خواجہ معصوم شاہ اور بوسعید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے استاد مکرم تھے۔

قبلہ حضرت صاحب سالار وفد سفر عقیدت کو اپنے کسی عزیز سے ملاقات کے بعد مزار شریف پر پہنچنا تھا۔ ہم سب براہ راست طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر پہنچے تھے۔ یہاں بھی ایصال ثواب کے بعد مراقب ہوئے۔ وہیں نماز ظہر ادا کی قبلہ حضرت صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے تھے۔ آج ہی مجھے اپنی اہلیہ کو کراچی کیلئے گاڑی میں

بٹھانا تھا۔ لہذا نماز ظہر کے بعد میں وہاں سے رخصت ہوا۔ جبکہ دوسرے ساتھی حضرت صاحب کی تشریف آوری تک وہاں رہے۔ ان ایام میں لاہور میں اپنے ہم زلف نسیم صاحب کے ہاں قیام پذیر تھا۔ پروگرام کے مطابق 16 مارچ 1982ء کو ہمیں واہگہ باڈر کراس کرنا تھا۔ میں علی الصبح جناب چغتائی صاحب کے ہاں پہنچ گیا۔ اور ہمارا قافلہ واہگہ کی جانب روانہ ہوا۔ یادر ہے کہ واہگہ باڈر تک ٹرانسپورٹ کا انتظام تھا اور بھرپور انداز میں دوپہر کے کھانے کا جناب چغتائی صاحب نے اہتمام فرمایا۔

بہر حال واہگہ پوسٹ پر پہنچ گئے۔ قبلہ حضرت صاحب نے ہمارے سب کے پاسپورٹ لیکر خود ہی کسٹم آفیسر کے پاس جا پہنچے اور ہم شریک سفر قافلہ کے احباب نے اپنا سامان کسٹم ہاؤس میں ہی رکھ دیا۔ اس کسٹم ہاؤس میں ایک کسٹم آفیسر سے ہماری ملاقات ہوئی جو کہ پیر خانہ گولڑہ شریف کے ہاں بیعت تھے۔ ہمارے وفد کا مزارات پر حاضری کا پرمشن جیسے ہی ان کو معلوم ہوا وہ بڑے خوش ہوئے اور ہم سے بار بار پوچھتے کہ آپکے مرشد کہاں ہیں۔ اور وہ حضرت صاحب کا شدت سے انتظار کرنے لگا۔ حضرت صاحب کی ملاقات کی لگن نے انہیں اپنی غیر معمولی حیثیت سے بھی بیگانہ کر دیا تھا۔ جیسے ہی حضرت صاحب سے ملاقات کا وقت آیا تو انہوں نے آپکی قدم بوسی کی بلکہ دوسرے آفیسرز سے تعارف بھی کرایا اور تمام آفیسرز متعارف ہوئے۔ اور باادب کھڑے ہوگئے۔ ہمارا سامان چیک کئے بغیر بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ اور دعاؤں کی درخواست بھی کی۔ بقول اقبال۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ‏ ‏ ‏ یہ جہاں چیز ہے کیا سب لوح و قلم تیرے ہیں

واہگہ سے امرتسر

پاکستان کسٹم سے فارغ ہوئے تو پاکستانی قلیوں نے ہمارا سامان اٹھایا اور باڈر پر ہندوستانی قلیوں کے حوالہ کیا۔ دونوں ملکوں کے قلیوں نے اپنے مخصوص ریٹ وصول کئے۔ انڈین کسٹم میں رش تھا جسکی وجہ سے قدرے تاخیر ہوئی۔ بہر حال انڈین کسٹم سے

فارغ ہوئے تو اپنا سامان سفر باہر نکالا۔ ٹیکسی والے منہ مانگے داموں ہمیں امرتسر پہنچانے کے لئے آگے بڑھے۔ کرنسی تبدیل کرنے والے ایجنٹ بھی ہمارے گرد منڈلاتے لگے انکے بے حد اصرار پر کچھ رقم پاکستانی اور ہندوستانی سکوں میں برابر ریٹ پر تبدیل کرائی اور کچھ رقم امریکی ڈالرز میں تبدیل کی۔

حضرت صاحب کی خواہش تھی کہ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے تین بزرگوں (۱) سید حسین علی شاہ صاحب (۲) سید امام علی شاہ صاحب (۳) شیر محمد خان صاحب (کالا افغان) رحمتہ اللہ علیہم اجمعین مقام رتر چھتر (مکان شریف) میں مزارات مقدس ہیں اس مقام کا علم ہم میں سے کسی کو بھی نہیں تھا۔ اور نہ ہی مزارات کی مخصوص جگہ کا علم تھا۔ بس محض ہم بھی یہی جانتے تھے کہ یہ مزارات ضلع امرتسر میں واقع ہیں۔ ہم نے اٹاری باڈر سے واہگہ باڈر کا راستہ انہی مزارات پر حاضری کیلئے اختیار کیا تھا۔ جبکہ ہمارے ویزہ میں ان مقامات کا اندراج نہیں تھا۔ بہر حال ٹیکسی والوں سے بھی معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔ البتہ کرایہ میں پاکستانی ٹیکسی والوں سے بھی یہاں کے لوگ بازی لے جانا چاہتے تھے۔ مگر قانون قدرت تو اپنی جگہ اٹل ہے قدرت نے ایک سکھ ٹیکسی ڈرائیور کو ہمارے لئے نہایت مناسب ریٹ پر بھیج دیا۔ جس کا نام شیر سنگھ تھا۔ وہ بڑا بردبار بہادر نوجوان تھا۔ اس نے بڑے اخلاق و آداب کا مظاہرہ کیا جو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ اس نے قبلہ حضرت صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مزارات معمول کے روٹ سے ہٹ کر ہیں۔ لیکن واپسی پر مزارات پر لے جاؤنگا (ہم نے ٹیکسی نمبر نوٹ کرلیا) اور اگلے سفر کے پروگرام کے مطابق امرتسر سے خدمات دونگا۔

تاہم اسی کشمکش میں امرتسر جانے میں تاخیر کے مرتکب ہوگئے تھے۔ امرتسر سے دہلی جانے والی گاڑی دوپہر کو روانہ ہوگئی تھی۔ اور گاڑی اب ساڑھے آٹھ بجے رات کو دستیاب تھی۔ ہم نے شام کی گاڑی میں ٹکٹ بک کرائیں مگر برتھ نہ ملی انڈین قانون کی رو سے سیٹ کے ساتھ ہی برتھ کا کرایہ وصول کرتے ہیں اگر آغاز سفر سے برتھ نہ ملے تو گارڈ سے لکھوالیا جاتا ہے۔ جس سے برتھ کی رقم واپس مل جاتی ہے۔

بہرحال ساڑھے آٹھ بجے کی گاڑی میں ٹکٹیں بک کرانے کے بعد اسٹیشن کے سامنے چھوٹا باغیچہ تھا۔ ظہر اور مغرب کی نماز ادا کی اور کھانا کھایا۔ جو کہ لاہور سے جناب نصیر چغتائی نے ساتھ باندھ دیا تھا۔ بالآخر ساڑھے آٹھ بجے رات کو امرتسر سے گاڑی میں سوار دہلی کیلئے روانہ ہوئے۔ ویسے وہ پاکستانیوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تاہم ہندوستان میں ریلوے اور بسوں کا انتظام پاکستان سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہاں اوورلوڈنگ نہیں ہوتی۔

چونکہ حضرت صاحب کی صحت کے پیش نظر برتھ نہایت ضروری تھی۔ دوران سفر ریلوے گارڈ (جو اسی ڈبہ میں موجود تھا) سے برتھ کیلئے بڑا رابطہ کیا مگر گارڈ نے بڑی بے رخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ یہ پاکستان نہیں ہے کہ میں بغیر نمبر کے دوسروں سے پہلے برتھ الاٹ کردوں۔ آپ کا نمبر پندرھواں ہے اگر برتھ بچ گیا تو ملیگا ورنہ نہیں۔ کتنی دل آزار بات تھی؟ چونکہ حضرت صاحب کی بیماری اور بزرگی کے پیش نظر برتھ ضروری تھا۔ ہمارے ڈبہ میں چند پاکستانی مسافر تھے جنہوں نے حضرت صاحب کی بزرگی کو دیکھتے ہوئے دو عدد برتھ دے دیئے ایک برتھ پر قبلہ حضرت صاحب دوسرے پر حاجی خلیل احمد صاحب جو کہ کافی عمر رسیدہ تھے نے آرام فرمایا۔ ریلوے گارڈ تمام سفر اسی ڈبہ میں رہا۔ دہلی کے قریب جا کر میں نے گارڈ سے کہا کہ ہمیں لکھ کر دیں کہ ان کو برتھ الاٹ نہیں ہوئے۔ ہمارے بار بار تقاضے کے باوجود برتھ الاٹ نہ کئے اور نہ ہی لکھ کر دیا۔ اس پر میں نے گارڈ سے انکے طنز کا جواب برجستہ دیا کہ پاکستان میں یہ نہیں ہوتا کہ برتھ کے پیسے تو لئے جائیں مگر برتھ الاٹ بھی نہ ہو اور لکھ کر بھی نہ دیا جائے۔ اسی پر وہ شرمندہ تو ہوا مگر لکھ کر دینا شاید یہ اسکی توہین تھی ویسے امرتسر سے دہلی تک کا سفر بہتر گزرا۔

دہلی شریف

17 مارچ 1982ء کو صبح تقریباً ساڑھے چھ بجے دہلی اسٹیشن پر پہنچے۔ اسٹیشن سے دو تانگے کرایہ پر لئے انہوں نے ہمیں ترکمان گیٹ نزد بادشاہی مسجد پہنچایا۔ یہاں حضرت صاحب کے عزیزوں کی بڑی تعداد قیام پذیر ہے۔ وہاں پہنچنے پر حضرت صاحب

کے عزیزوں نے بڑی قدر و منزلت کی۔ قیام حضرت صاحب کی بھانجی کے ہاں ہوا۔ وہیں سے دیگر پروگراموں کی تیاری شروع ہوئی۔ آپکے عزیز و اقارب اکثر ملاقات کیلئے تشریف لاتے رہے اور ہماری دعوت طعام فرماتے رہے۔

CIA میں اندراج اور محدثین کرام کے مزارات پر حاضری

انڈیا میں غیر ملکیوں کیلئے ضروری ہے کہ پہلے CIA اسکے بعد قیام گاہ کے قریبی پولیس اسٹیشن سے اپنی آمد اور روانگی درج کروائیں۔ لہذا ہم بھی حضرت صاحب کے برادر نسبتی کے ہمراہ CIA میں اندراج کروانے گئے۔ CIA کیلئے 3 سائیکل رکشہ کرایہ پر لئے گئے۔ ابھی CIA میں اندراج سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ آندھی آگئی اور ساتھ ہی بارش شروع ہوگئی۔ تینوں رکشے رکے ہوئے تھے۔ تاکہ اندراج کے بعد سواری کی تلاش سے بچا جائے۔ اور انہی پر ہی محدثین کرام کے مزارات پر حاضری کیلئے پہنچا جائے۔ بارش ہلکی تھی۔ آندھی ختم ہوچکی تھی۔ بہرحال CIA میں اندراج کے بعد انہی سائیکل رکشہ پر بوندا باندی کے دوران تمام محدثین کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات ہیں۔ پہلے قبلہ حضرت کی ممانی کی قبر شریف پر فاتحہ پڑھی۔ اسکے بعد محدثین کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ یہ تمام مزارات ایک کھلے احاطہ میں ہیں۔ مگر بڑی خستہ حالت میں جگہ ہے۔ ایک بہت بڑا حال بغیر چھت کے ہے۔ ایک ہی نمونہ کی قبریں ہیں۔ قبریں اگرچہ پکی ہیں اوپر چھوٹا تعویز کچا ہے عین ہال کے دروازے کے سامنے [illegible] منظر دکھائی دیتا ہے۔

1) شاہ عبدالرحیم شاہ
2) شاہ ولی اللہ شاہ
3) شاہ عبدالعزیز شاہ
4) شاہ عبدالقادر شاہ
5) شاہ رفیع اللہ شاہ
6) شاہ عبدالغنی شاہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین
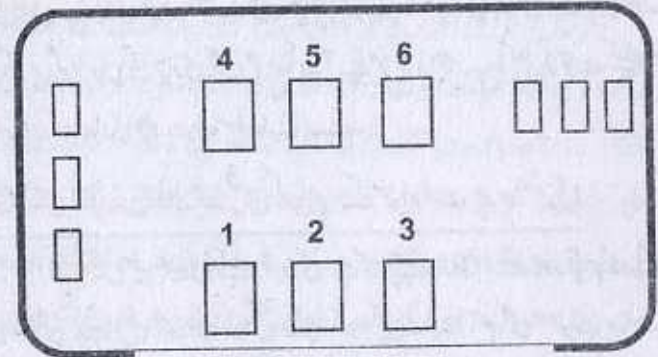
(اس جگہ مراقب ہوئے)

قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ یہ خاکسار محمد نسیم خان ، نور محمد خان ، حاجی خلیل الدین ایصال ثواب کیلئے صدر دروازے میں تینوں مزارات کے درمیان مراقب ہوئے۔ اپنی اپنی مقدار خلوص اور مقام کے مطابق فیوض و برکات حاصل کیے۔ جو محدثین کرام آرام فرما ہیں ان کو برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام سنت رسول ﷺ کو پھیلانے میں خاص مقام حاصل ہے۔ افسوس کہ انکی دینی خدمات کے صلہ میں انکے ساتھ یہ سلوک ہماری اخلاقی بے بسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دہلی میں مسلک دیوبند کا کافی اثر ہے۔ اگر چہ لوگ عقائد فقہ اہل سنت و جماعت کے معمولات پر عمل کرتے ہیں۔ مگر یہ سب انفرادی یا خاندانی روایات کی بناء پر ہیں۔ پاکستان کی طرح اجتماعی طور پر عمل ناپید ہے۔

محدثین کرام کے قبرستان پر ایک نظر

لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک وسیع قبرستان تھا۔ بعض لوگوں نے جھونپڑیاں بنالیں تھی۔ حکومت کی مداخلت پر لوگوں نے حلف نامے داخل کروائے کہ یہاں کوئی قبرستان نہ تھا۔ حکومت کے ہاتھ مضبوط کیے۔ حلف ناموں کی آڑ میں گورنمنٹ آف انڈیا کو قبریں مسمار کرنا مشکل کام نہ تھا۔ اور یہ شہر خاموشاں گورنمنٹ کی پالیسیوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اس حرکت پر پردہ ڈالنے کیلئے اسے ایک بار پھر آباد کرنے کی کوشش کی گئی اس پر دارالعلوم رحیمیہ مدرسہ دیوبند اور ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ مزارات محدثین سے متصل مسجد کا

نام ضیاء الاسلام ہے۔ گویا یہ مسجد اور مدرسہ اور طلباء کی رہائش گاہ قبروں پر ہی تعمیر کی گئی ہے۔ ہم نے عصر کی نماز وہیں پر ادا کی۔ اسکے بعد حضرت صاحب نے طلباء سے اسباق و درس پر گفتگو فرمائی۔ اس میں طلباء کو زیادہ ذہین نہ پایا۔ اس سے مدرسہ کی تدریسی قابلیت اور معیار کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بارش پھر جاری تھی۔ اسلئے فیصلہ کیا گیا کہ دیگر مزارات پر حاضری کا پروگرام اگلے روز تک ملتوی کر دیا جائے تاہم ہم واپس اپنی قیام گاہ ترکمان گیٹ آئے۔ اگلے دن کا پروگرام بنایا گیا۔

مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار شریف ترکمان گیٹ کے محلہ ہی میں واقع ہے۔ اور ہماری قیام گاہ بھی ترکمان گیٹ کے محلہ میں ہی تھی۔ جب تک ہمارا قیام دہلی میں رہا ہم فجر کی نماز مسجد میں ادا کرتے اور اسکے بعد مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دیتے اور اشراق تک مراقب رہتے بہر حال ہماری پہلی حاضری 17 مارچ 1982ء کو ہوئی۔ ہمارا وفد اشراق تک مراقب رہا۔ اور مزار اقدس کے سجادہ نشین جناب صاحبزادہ ابوالحسن مدظلہ سے قبلہ حضرت صاحب نے ملاقات کی اور اپنا تعارف کرایا اور تفصیلی گفتگو ہوئی ہمارے حضرت صاحب کے پیر اول حضرت شاہ محمد ہدائت علی خان رحمتہ اللہ علیہ جے پور شریعت والے اور پیر ثانی سید محمود علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اکثر اپنے مریدین کی جماعت کے ساتھ یہاں حاضری دیا کرتے تھے۔ بہرحال سجادہ نشین ابوالحسن صاحب مدظلہ نے محبت بھرے انداز میں تفصیلی واقعات و بزرگوں کے حالات پر گفتگو فرمائی۔ سجادہ نشین صاحب نے مزار شریف کے متصل لائبریری اور مدرسہ اور دیگر پروگرام پر روشنی ڈالی اور مسنون دعاؤں کا فیضان فرمایا۔

اس احاطہ میں چار مزار شریف ہیں چاروں بزرگوں کے مزارات پر اسکے نام اور تاریخ وصال منقش ہیں۔

۱۔ مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہ ۱۱۹۵ھ دہم محرم

۲۔ مرزا حضرت شاہ عبد اللہ المعروف شاہ غلام علی قدس سرہ ۱۲۴۰ھ ۲۲ صفر

۳۔ حضرت شاہ ابو سعید احمد قدس سرہ ۱۲۵۰ھ یکم شوال۔

۴۔ حضرت شاہ محی الدین المعروف الشاہ ابو الخیر قدس سرہ ۱۳۴۱ھ ۲ جمادی الآخر

۵۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ صاحب کرامات اور صاحب کشف بزرگ ہوئے ہیں۔ جنکی حضرت صاحب نے اپنی ذاتی معلومات کی روشنی میں تصدیق فرمائی۔ مزار سے متصل لائبریری اور مدرسہ وغیرہ آپ ہی کے نام پر ابو الخیر اکیڈمی قائم ہوئی ہے۔ مزارات کے باہر مرکزی دروازے پر یہ شعر آویزاں ہے جو کہ قبلہ مظہر جان جاناں شہید کی شہادت پر لکھا گیا۔

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے ۔۔۔ کہ ایں مقتول راجز بیگناہی نیست تقصیرے

زیارت گاہ شاہ آفاق رحمتہ اللہ علیہ

سجادہ نشین ابو الحسن مدظلہ نے فرمایا کہ دہلی شریف میں ایک ہندو نے ایک قبر کو مسمار کر کے اپنی بت پرستی کی عبادت گاہ بنالیا تھا۔ اسے بار بار خواب آنے لگا کہ بت کدہ ختم کر کے دوبارہ قبر بنادو ورنہ تمہیں نقصان ہوسکتا ہے۔ ہندو نے قبر انور کو دوبارہ بنادیا۔ اور اسکا ذکر صاحبزدہ ابو الحسن مدظلہ سے کیا تو انہوں نے وہاں جاکر قبر کا معائنہ کیا۔ اور نشان دہی فرمائی اور شہادت دی کہ یہ مزار بھی قبر شریف شاہ آفاق رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں۔ عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ۔ جناب ابو الحسن مدظلہ، حضرت عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کا پتہ بھی بتایا۔ اور انکی تعریف کی۔ قبلہ حضرت صاحب نے بھی تصدیق فرمائی کیونکہ پیشتر ازیں اس مزار شریف پر حاضری دے چکے تھے۔ تاہم ان مزارات خصوصی پروگرام بنا کر روانہ ہوئے شومئے قسمت کہ بعد از کوشش بسیار مزارات تلاش نہ کرسکے اور حاضری سے محروم رہے۔

حضرت باقی باللہ فانی فی اللہ قدس سرہ

حسب معمول مورخہ 17 مارچ 1982ء کو مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ کے

مزار اقدس پر حاضری دی۔ مراقبہ کے بعد نماز اشراق سے فراغت کے بعد صاحبزادہ ابو الحسن مدظلہ سے ملاقات کی۔ بعدہ گھر آکر ناشتہ کیا اور تانگہ کرایہ پر حاصل کیا اور حضرت باقی باللہ قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک پرانی عیدگاہ میں واقع ہے۔ تھوڑی دور ہی نئی عیدگاہ قبرستان بن چکا ہے۔ پرانی عیدگاہ بہت وسیع و عریض قبرستان ہے۔ بہت بڑا گیٹ ہے۔ گیٹ مسجد پر یادگار حاجی احمد صندوق والے، پلستر دروازہ یہ یادگار باقی باللہ زیر سرپرستی خدام درگاہ کمیٹی ہے۔ اندر چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس قبرستان میں مسجد کے متصل مزار مبارک ایک چار دیواری کے اندر ہے۔ خیال ہے کہ آپ شاید اسی مسجد میں باقاعدہ نماز ادا کرتے ہونگے۔ پیشتر ازیں کہ مزار اقدس پر حاضری کا ذکر کروں آپکے مزار مبارک کی جگہ کا تعین پر ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

مزار مبارک:۔

آپکے مزار مبارک (قبر مبارک) کی جگہ کا تعین

بحوالہ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ از قلم محمد صادق قصوری

آپکے وصال پر آپکے مخلص اصحاب کی قرار داد کے مطابق ایک جگہ قبر شریف کھودی گئی۔ لیکن جب دلریش درویشوں نے جنازہ کو اٹھایا تو اس دیوانگی کی وجہ سے جو حاملان جنازہ پر طاری تھی تابوت کو اس مقام پر نہیں اتارا جہاں قبر تیار کی گئی تھی بلکہ ایک اور زمین پر جا اتارا۔ اتارنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ یہ وہی زمین ہے کہ جہاں ایک روز آپ نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا تھا۔ اٹھتے وقت وہاں کی کچھ خاک دامن مبارک پر لگ گئی تھی۔ اس پر زبان اقدس سے فرمایا تھا کہ اس جگہ کی خاک ہماری دامن گیر ہوگئی۔ اسلئے یاروں نے اسی مکان میں جو جناب رسالت پناہ ﷺ کے قدم گاہ کے جوار میں اور شاہراہ کے متصل ہے اس شاہ اقلیم ارشاد کو سپرد خاک کردیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے ۔۔۔ سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ کا مزار مبارک خواجہ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ کی کوششوں سے نہایت زینت سے تیار ہوا۔ آپکی وصیت کے مطابق مرقد شریف پر گنبد نہیں بنایا گیا صرف ایک بلند چبوترہ بنادیا گیا۔ آپکے تصرف کو دیکھئے اس چبوترے پر سخت گرمی میں پاؤں کو تکلیف دہ حرارت محسوس نہیں ہوتی۔

بہت سے فاضلوں اور عارفوں نے آپکے وصال کی تاریخ لکھی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ذاتے کہ بدوست بود باقی   ازخود ہم فانی الصفت بود
برخالق خویش جنگی عشق   بر خلق تمام عاطف بود
دے تشنہ دلم سال فوتش   خوش گفت کہ بجز (۱۰۱۲ھ) معرفت بود

بہر حال ہم نے دیکھا اور پایا۔ ایک بلند چبوترا بنادیا گیا۔اوپر سایہ کردیا گیا۔ہم اپنے مرشد کامل کی ہمراہی میں مزار اقدس میں داخل ہوئے۔ قبر انور کے چاروں طرف ہم نے بھی مرشد کامل کی اقتداء کی میں نے مراقب ہوتے پر حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند جہاں نے آپ کو مقام عظیم اور بلند سے آپ کو اپنا قرب عطا فرمایا ہے اور کس قدر بلندیوں سے نوازا کہ ایک نانبائی کو جو معلوم نہیں کس قدر لغزشوں کوتاہیوں، کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کھویا ہوا تھا۔ جہاں سے بہت کم لوگ واپس لوٹتے ہیں۔ انکی ایک خدمت سے آپ نے خوش ہوکر ایک ہی نظر میں اپنے جیسا بنالیا تھا۔ بالکل اسی تمنا کے ساتھ میں بھی سیاہ کار وگناہ گار اپنے مرشد کامل کے ساتھ آپکی خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ کہ حقیر کے سیاہ دل کو منور فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو قدرت آپکو عطا فرمائی ہے۔ اس سے کوئی چیز بعید نہیں کیونکہ آپ جیسے اللہ کے مقبول ولی اور مولا کی دعا لوٹاتے نہیں۔ دعا کا مانگنا تھا کہ یہ خیال قلب و ذہن آپکی توجہ کی طرف مبذول کی اور حضرت صاحب اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ پوری توجہ سے مراقب ہوئے۔ قبر مبارک پر اتنا خیال کا آنا ہی تھا کہ بیان کرنا محال ہے۔ سچ کہتے ہیں کہ ملتا بہت ہے مگر

مانگنے والا ہو۔ آپکے روضہ مبارک کے جنوبی دروازے پر نہایت خوشنما حروف میں یہ تاریخ وصال کندہ ہے۔

خواجہ باقی آں امام اولیاء   عارف باللہ اسرار نہفت
نکہت بستاں سرائے انبیاء   از نہال جعفری خوش گل شگفت
چونکہ بد مشرف فنا اندر بقاء   محو حق گشتہ دُرِ اسرار سفت
سال تاریخ و صالش خسروی   فی البدیہ نقشبند وقت ۱۰۱۲ھ گفت

درج ذیل اشعار آپکے مزار مبارک کے سرہانے پر ایک سنگ مرمر کی ایک بہت بڑی لوح پر بہت خوبصورت الفاظ میں کندہ ہیں۔

آپکے مزار مبارک کے سرہانے پر ایک سنگ مرمر کی لوح پر بہت ہی خوبصورت الفاظ میں کندہ ہیں:۔ آپکی شان میں یہ قطعہ بھی بہت مشہور ہے۔

قبلہء انفسی و آفاقی   بزم خاص شہود را ساقی
خضر جاں بخش راہ مشتاقی   خواجہء ما محمد الباقی

حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی دیوار کے باہر متصل نانبائی کی بھی قبر مبارک تھی وہاں بھی ایصال ثواب کیا اور دعا کی۔ بعد مراقبہ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ قبلہ پیر ومرشد سید محمود علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اعظم جناب الشاہ محمد ہدائت علی خان، قبلہ حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے جن کمال وکرامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آج اس کا غیبی مشاہدہ کرلیا۔ حضرت صاحب کے ارشاد پر معلوم کرنے پر علم ہوا کہ انتظامیہ کی اجازت سے مسجد میں شب بیداری کرسکتے ہیں بہرحال جے پور سے واپسی پر شب بیداری کا ارادہ کیا مگر افسوس کہ موقع نہ مل سکا۔ آپکے مزار مبارک پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ حاضری دی دوبارہ شاہ آفاق اور حضرت سنامی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات کی تلاش کی مگر ناکامی ہوئی تاہم راستے میں بازار سے مختصراً خرید وفروخت کی تقریباً ڈھائی بجے واپس دوپہر اپنی قیام گاہ ترکمان گیٹ پہنچ کر آرام کیا۔

قطب الاقطاب حضرت بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ

دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ شام کو قبلہ حضرت صاحب کے عزیز
وں کے ہاں دعوت تھی۔ دوپہر کے بعد انکی کار ہمیں لینے کیلئے آگئی راستے میں قطب
صاحب کی لاٹ کا باہر سے ہی نظارہ کیا۔ اور پھر حضرت بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار
اقدس پر حاضر ہوئے۔ یہ ایک گنجان آبادی میں واقع ہے۔ آپ کا مزار شریف اور مسجد کافی
وسیع و عریض بلند جگہ پر ہے۔ ایک جانب مسجد اور صحن ساتھ ہی کچھ حجرے بنے ہوئے
ہیں۔ ایک جانب وسیع احاطہ میں مزار مبارک ہے۔ ساتھ ہی بہت سی اور بھی قبریں ہیں۔
مگر اس وسیع احاطہ میں آپکی قبر انور کو مزید جنگلہ بنا کر علیحدہ کر دیا گیا۔ اور گنبد شریف تیار
ہوا ہے۔ سب سے پہلے مسجد کے اندر نماز عصر ادا کی ۔ بعدہ مزار اقدس پر حاضری دی۔
آپکی قبر انور بہت چوڑی اور کافی لمبی ہے۔ زمین کے ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ 2 بالشت
اونچی ہوگی۔ قبر مبارک پر سبز چادر اور پھول سجے ہوئے تھے۔ اوپر گنبد بنا ہوا ہے۔
ایصال ثواب کے بعد مراقبہ ہوئے مراقب کا وقت بہت ہی مختصر ملا۔ کیونکہ مغرب سے قبل
دعوت پر پہنچنا تھا۔ مزار شریف پر حاضری سے فراغت پا کر دعوت پر پہنچے ۔ جاتے ہی مغرب
کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ گھر پہنچ کر نماز ادا کی اور فوراً بعد میزبان نے چائے مع
لوازمات سے تواضع فرمائی ۔ اسی دن یعنی 17-03-1982 کو ہی جے پور شریف رات
12 بجے والی گاڑی سے روانگی تھی۔ لہذا جے پور سے واپسی پر دیگر مزارات پر حاضری کا
فیصلہ ہوا۔

جے پور شریف

دعوت سے جلد ہی فارغ ہو کر قیام گاہ ترکمان گیٹ پہنچے ۔ حضرت صاحب نے
ارشاد فرمایا کہ مقامی آدمی کو عزیزوں میں سے کسی کو ساتھ لیتے ہیں ۔ راستہ میں سرہند
شریف کے اسٹیشن پر اتر جائیں گے۔ مقامی آدمی ہمارا سامان اسٹیشن ماسٹر کی اجازت سے
اسٹور میں رکھوا دینگے ہم مزار اقدس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر

حاضری دے لینگے۔ مگر عشاء کی نماز ہم نے دہلی میں ہی ادا کی نماز سے فراغت کے بعد
حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اشارہ غیبی کی روشنی میں ہمیں سرہند شریف نہیں اترنا
چاہیے لہٰذا حسب معمول دہلی سے رات 10 بجے جمنا ایکسپریس سے روانہ ہوئے۔ راستہ
میں یاد آیا کہ ہمارے پاسپورٹ تو دہلی ہی میں رہ گئے ہیں۔ محترم محمد نسیم خان صاحب کو
دوسری گاڑی سے واپس دہلی بھیجا گیا باقی قافلہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہا۔ البتہ
راستے میں سرہند مبارک کے اسٹیشن پر جب گاڑی رکی تو حضرت صاحب قبلہ کھڑکی کے
پاس مزار مبارک کی جانب رخ کیے تشریف فرما تھے۔ حضرت صاحب کی سیٹ کے عین
سامنے مزار اقدس کا گنبد مبارک نظر آرہا تھا۔ ہم سب نے ایصال ثواب کیا۔ قبلہ حضرت
صاحب نے فرمایا کہ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ہماری اسی خواہش کو حاضری کے طور
پر قبول فرمالیا ہے۔ بہرحال جے پور شریف کے ریلوے اسٹیشن پر علی الصبح ساڑھے پانچ بجے
گاڑی رکی۔ گاڑی سے اتر کر باہر دو آٹو رکشہ لئے 6 بجے صبح ہدایت مسجد پہنچ گئے۔ مولانا
عبد الرحیم خاں صاحب قبلہ حضرت صاحب کی آمد کیلئے دو دن سے منتظر تھے۔ انہوں نے
مشفقانہ استقبال کیا اور یہاں مدرسہ اور مسجد کے دیگر ارکان نے نہایت گرم جوشی سے خوش
آمدید کہا۔ نماز فجر سے قبل چائے سے تواضع فرمائی ۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ نماز فجر
کے بعد اشراق تک مراقب ہوئے۔ ۔جے پور شریف ہمارے سفر کی اصل منزل تھی کیونکہ قبلہ
حضرت صاحب کا یہ پیر خانہ ہے یہاں سے محمد ہدایت علی خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے
اپنی روحانی فیوض و برکات سے عوام و خواص کو فیض یاب فرمایا۔ خوب خوب طبیعت سیر
ہوئی۔ غسل وغیرہ کر کے کپڑے تبدیل کیے ناشتہ سے فارغ ہو کر آرام کیا۔ سجادہ نشین
حضرت علامہ مولانا عبد الرحیم خان صاحب مدظلہ کا ارشاد تھا کہ سب سے پہلے جامعہ
ہدایت کی سیر کی جائے۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعد از دوپہر کا وقت مقرر کیا
جائے تاکہ محمد نسیم صاحب جو راستہ میں پاسپورٹ لینے چلے گئے تھے پہنچ جائیں لہذا طے
پایا کہ 4 بجے بعد دوپہر روانہ ہونگے۔ دوپہر کے کھانے تک محمد نسیم خاں صاحب بھی پہنچ

گئے۔

جامعہ ہدائت

جامعہ ہدایت کو دیکھنے کیلئے 4 بجے روانگی ہوئی۔ یہ شہر اجمیر سے باہر ایک وسیع و عریض تقریباً 80 ایکٹر زمین پر محیط ہے۔ بلکہ مزید زمین خرید کر دارالعلوم کو وسعت دینے کی کوشش جاری ہے۔ جس کا نقشہ اور دارالعلوم کا مکمل منصوبہ تصویرات کے ساتھ ایک بہترین آفسٹ پیپر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جو کہ سجادہ نشین حضرت علامہ مولانا عبد الرحیم خان صاحب نے قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور دیگر مہمانوں کو بھی اسکی ایک ایک کاپی ملی۔ اس پروگرام اور زیر تعمیر منصوبہ جامعہ ہدایت جو کہ درس نظامی اور ٹیکنیکل کالج پر مشتمل عظیم درسگاہ براعظم ایشیاء ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے دینی درسگاہوں سے موازنہ کیا جائے تو اول نمبر دینی درسگاہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

جامعہ ہدایت میں یونیورسٹی بلڈنگ دومنزلہ ایڈمنسٹریشن بلاک ڈبل منزل پرائمری اسکول اور دارالتفویض القرآن ہائر سیکنڈری اسکول (سنگل اسٹوری) کرافٹ ٹیکنیکل اینڈ انڈسٹریل ٹریننگ کالج تین منزلہ سنٹرل لائبریری چھ منزلہ ورکشاپ سنگل اسٹوری نرسری اسکول سنگل اسٹوری رہائشی بلڈنگ تین منزلہ ڈرائینگ روم اور یونین آفس سنگل اسٹوری گیسٹ ہاؤس دومنزلہ انٹرنیشنل گیسٹ ہاؤس دومنزلہ ABCDF ٹائپ اسٹاف کوارٹرز خوبصورت مسجد ایڈیٹوریم جمنازم اسٹیڈیم سوئمنگ پول پرنٹنگ پریس ہسپتال دومنزلہ بینک پوسٹ آفس شاپنگ سنٹر شوروم ہوسٹل دومنزلہ۔

لاؤڈ اسپیکر کا سسٹم ایسا وضع کیا گیا کہ رئیس الجامعہ کی آواز اپنے آفس سے ہی تمام جگہوں پر حتیٰ کہ باہر گراؤنڈ تک بیک وقت پہنچ جاتی ہے۔

زم زم ثانی

کھدائی کے دوران ایک چشمہ کی دریافت ہوئی ہے جسکی 21 سیڑھیاں ہیں۔ پانی نہایت ذائقہ والا آب زم زم سے ملتا ہے اسلئے اسکا نام زم زم ثانی رکھا گیا ہے۔ اس

عظیم منصوبہ کی تیاری جناب علامہ مولانا عبد الرحیم خان نقشبندی مجددی جے پوری مدظلہ العالی سجادہ نشین جناب علامہ ہدائت علی خاں صاب رحمتہ اللہ کی پرخلوص کاوشوں نیک اور اعلیٰ ذہانت کا نتیجہ ہے اور خصوصی توجہ حضرت صاحب کی نظر کرم کا نتیجہ ہے۔ عصر کی نماز جامعہ ہدائت میں ادا کی۔ واپسی پر راستے میں برلب سڑک چھوٹی سی مسجد میں نماز مغرب ادا کی یہ مسجد بھی قبلہ حضرت ہدایت علی خان صاحب کی نگرانی میں تیار ہوئی تھی۔

بعدہ حضرت علامہ عبد الرحیم خاں صاحب کی سربراہی میں مزارات مقدسہ جناب علی شیر خاں اور ہدایت علی خاں رحمتہ اللہ علیہم اجمعین جے پور میں ہمارے مبارک سفر کی مزارات پر پہلی نشست ہوئی۔

جے پور شریف

ایصال ثواب کے بعد مراقب ہوئے۔ اگرچہ یہ نشست مختصر تھی مگر خوب پرنور اور پرمغز تھی۔ یہ نشست سجادہ نشین عبدالرحیم خاں صاحب کی سربراہی میں ہوئی۔ انہوں نے سفر پر جانا تھا اسلئے مختصر نشست ہوئی۔ بہرحال اصل کیفیات صاحب مقام ہی نظارہ کرسکتے ہیں۔ ہم جیسے گناہگار تو مرشدین کے ہمراہ نشست میں امید اور سکون کی ہی توقع رکھتے ہیں۔ یہ دونوں مزارات ایک عام قبرستان میں چھوٹی چھوٹی چار دیواری کے ساتھ مخصوص احاطہ میں واقع ہے۔ اسی مخصوص کردہ جگہ میں دیگر اہل خانہ کی قبور بھی موجود ہیں قبلہ حضرت صاحب کے پیر اول قبلہ ہدایت علی خاں صاحب اور دادا پیر حضرت علی شیر خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات ہیں یہ دونوں عظیم ہستیاں جن کے علم وعمل اخلاق و کردار تحریر وتقریر نے ہزاروں مردہ دلوں کو زندہ فرمایا۔ اور انشاء اللہ مردہ دل زندہ ہوتے رہینگے۔ ان مزارات پر گنبد تو نہیں ہے۔ مگر زمین پر اونچے پکے قبے پتھر کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور کتبے تحریر ہیں:۔

۱) علی شیر خان رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر یہ کتبہ تحریر ہے۔

جناب شاہ علی شیر خان چوروی تہذت   سیاہ رو جہاں شد بچشم اہل دل

بلوح قبر نوشتم سراج سال وفات   مزار پاک علی شیر خاں ارم منزل

۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ بمطابق سال ۱۹۱۰ء بروز جمعتہ المبارک ایک بجے آپکی وفات ہوئی۔

۲) قبلہ محمد ہدائت علی خاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر یہ کتبہ تحریر ہے۔

اشهد ان لااله الله واشهدان محمد الرسول الله

علم باطن کا خزانہ لٹ گیا   آہ وہ مولا کا انعام اٹھ گیا

ہاتف غیبی نے فائز سے کہا   حسرت اک قطب اسلام اٹھ گیا

تاریخ وصال ۱۷ جمادی الآخر (جمادی الثانی) ۱۳۷۰ھ بمطابق 26 مارچ 1951ء بروز دوشنبہ ایک بجے دن داعی اجل کو لبیک کہا۔

۳) محمد ہدائت علی خاں کی اہلیہ کے مزار پر یہ کتبہ تحریر ہے۔

قبلہ مولانا عبدالرحیم خاں صاحب کی دارالعلوم ہدائت جے پور شریف کے سلسلہ میں بیرون ملک روانگی تھی۔ قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ مسائل ضروریہ پر مشاورت ہوئی اور بیرون ملک روانگی ہوگئی۔

اجمیر شریف

اب ہمارا وفد قبلہ حضرت صاحب کی قیادت میں بذریعہ بس اجمیر شریف روانہ ہوا چند گھنٹوں میں وہاں پہنچے۔ اسٹیشن اجمیر شریف کے قریب بس نے اتارا وہاں بذریعہ ٹانگہ مزار شریف اقدس حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ پہنچے۔ مزار شریف کے قرب و جوار میں بڑی گنجان آبادی ہے۔ جسکی گلیاں پرانی طرز پر کم کشادہ ہیں۔ مزار اقدس کا احاطہ بہت وسیع ہے۔ ساتھ ہی مغل بادشاہوں کی تعمیر کردہ ایک بہت بڑی مگر سادہ تعمیر کی ہوئی ایک مسجد ہے ساتھ ہی کار خیر کے حصہ داروں کیلئے ایک بہت بڑی دیگ۔ طعام کی زیارت کی ہے۔ اس میں ایصال ثواب کیلئے جو کوئی چاہے حصہ ڈال سکتا ہے۔

مزار شریف میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اندرونی حصہ میں داخل ہوئے۔ سلام و قیام کے بعد ایصال ثواب پیش خدمت کیا۔ چند منٹ مراقب ہوئے۔ کیونکہ زائرین کا رش تھا کمرہ کے اندر مزار اقدس کے مقام کے لحاظ سے جگہ تنگ تھی۔ لہذا چند منٹ مراقبہ اور مزار پردست بوسی کے بعد مزار کے باہر مغرب کی جانب چاندی کا دروازہ کی زیارت کے بعد وہاں مراقب ہوگئے۔ شہنشاہ روحانیت کے فیوض و برکات سے دامن تشنہ لبریز کئے۔ ظہر کی نماز حاضری سے قبل ہی ادا کرلی تھی۔ باہر وسیع دیگ کی زیارت کی اور واپسی کا سفر باندھا۔ یہاں پر زیادہ قیام نہ کرپائے کیونکہ ہم اس جگہ کا نام اپنے سفر اجمیر شریف میں درج نہ کراسکے تھے۔ اور قبلہ حضرت صاحب نے لکھنو حاجی جلیل الدین صاحب نے میرٹھ اور نسیم خاں صاحب نے سہارن پور اپنے اپنے آبائی شہروں میں جاناتھا۔ حضرت صاحب کی ہدایت کے مطابق میں اور نور محمد خاں صاحب جے پور ہی میں مقیم رہے۔ ہدایت ملی تھی کہ اجمیر شریف دوبارہ اندراج کرواکر چلے جائیں مگر شومئی قسمت کہ ہم دوبارہ حاضری نہ دے سکے یوں ہی 5 روز اجمیر شریف میں قیام کیا اور روزانہ صبح شام دونوں وقت قبلہ شیر علی خاں صاحب   اور ہدایت علی خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ مقررہ تاریخ تک تمام ساتھیوں کو دہلی جمع ہونا تھا۔ 28 مارچ ۱۹۸۲ کو دہلی کیلئے روانہ ہوئے۔ 5 دن اجمیر شریف میں قیام کے بعد واپس دہلی شریف میں حاضر ہوئے۔ تمام ساتھی اپنی اپنی جگہ سے پہنچ گئے جب واپس دہلی دوبارہ اکٹھے ہوئے تو دہلی شریف میں بقیہ مزارات پر حاضری کی تکمیل کی۔

محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء، امیر خسرو رحمھم اللہ

29 مارچ 1982 کو دہلی میں محبوب الٰہی رحمتہ اللہ کے مزار مبارک پر حاضری کیلئے روانہ ہوئے اسی راستہ میں تبلیغی جماعت کے مرکز میں مولانا الیاس کی قبر سے گزر ہوا جو کہ بغیر نشاندہی کے تھی۔ بہر حال محبوب الٰہی رحمتہ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ آپکے

پاؤں کی جانب حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک کے احاطہ میں ہی ہے۔ یہاں پہلے حاضری دی۔ اچھی نسبت پائی۔ ساتھ ہی محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ کا مزار اقدس ایک کمرہ میں موجود تھا اندر حاضر ہوئے دیوار اور مزار کے درمیان جگہ کم ہونے کی وجہ سے ایصال ثواب کے بعد ایستادہ ہی مراقبہ ہوئے خوب خوب فیض کا نزول ہوا مراقبہ میں ہی ظہر کی آذان ہوئی۔ یہ مزار بڑا پر فیض ہے۔ نورانیت جھلکتی ہے۔ مزار مبارک کے وسیع احاطہ میں زائرین کا رش رہتا ہے۔ دونوں مزارات کے بعد چندہ جمع کرنے والے رسیدوں کو لیکر بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی مغلوں کی تعمیر کردہ مسجد ہے۔ ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد سجادہ نشین صاحب کی زیارت ہوئی۔ سلام پیش کیا حضرت صاحب نے ان سے خصوصی گفتگو فرمائی انکی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے ہوئے دعاؤں کی درخواست کی انہوں نے بھی خوب شفقت فرمائی۔

سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کے بعد مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ کے پیرو مرشد سید السادات سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری تھی۔ جگہ کا صحیح علم نہ تھا۔ آپکے مزار شریف کو تلاش کرنے میں کافی محنت شاقہ کرنا پڑی قبلہ حضرت کا رادہ تھا کہ حاضری ضرور ہوگی۔ تاہم قبلہ حضرت صاحب مدظلہ اپنی یاداشت کے اعتبار سے راستہ پوچھتے ہوئے بالآخر مزار اقدس پر حاضر ہوگئے۔ مزار مبارک سلطان المشائخ کے روضہ مقدسہ سے جانب جنوب میں نالے کے پار پتھروں کی چار دیواری میں ہے۔ جس میں دو نیم کے درخت ہیں۔ درخت جنوبی کے نیچے کچا مزار شریف آپ کا۔ گویا کہ سادہ سی قبر سرہانے پتھر کی لوح پر دوسطروں میں یہ عبارت ہے۔

سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ بتاریخ 11 ذی قعدہ 1135 ھ جو انتقال فرمودہ

وہ زمین جہاں مزار مبارک ہے زمین نہایت ناقص ہے ساتھ نالا بہہ رہا ہے چار

دیواری میں ایک جگہ تیل کا دیا جلانے کیلئے مٹی کی تعمیر کردہ جگہ بنی ہوئی ہے۔ چند قبریں اور بھی ہیں۔ جو سب کی سب کچی ہیں۔

مزار مبارک پر ایصال ثواب کے بعد مراقب ہوئے۔ بہت اچھی نسبت پائی۔ دعاؤں کے بعد اختتام ہوا۔

دہلی جامع مسجد دیکھنے گئے عجیب نادر تعمیرات کا مظاہرہ کیا۔ مگر مینار کی سیر نہیں کی۔ اسکے بعد مسجد فتح پوری بھی حاضر ہوئے۔ لال قلعہ دیکھا وہاں مغلوں کی چھوٹی سی مسجد خوبصورت سفید سنگ مرمر سے تعمیر ہے۔ مگر آج تو اس میں نہ آذان نہ نماز بلکہ ہندو بچے بچیاں مسجد میں ممبر پر کھیل کود کررہے ہیں۔ ہم لوگوں نے بہ مشکل تمام تحیت المسجد کے نوافل ادا کئے اور مسجد کی بے حرمتی پر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔

پاکستان واپسی

ہندوستان میں ممکنہ مزارات پر حاضری مختصر وقت میں پوری کرکے واپسی پاکستان کا قصد کیا۔ چونکہ قبلہ ہدائت علی خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ فاتحہ 17 جمادی الثانی بمطابق 12 اپریل 1982 کو تھا۔ حضرت صاحب کا ارشاد تھا کہ سالانہ فاتحہ اپنے مرکزی مقام کراچی میں ہی کرینگے۔ اسلئے یکم اپریل 1982 کو دہلی سے امرتسر پہنچے باڈر کراس کیا۔ بخیر وخوبی کسٹم کی چیکنگ انجام کو پہنچی یاد رہے کہ واپسی دہلی سے امرتسر ہم مقررہ ٹرین سے نہ پہنچ سکے اسلئے شیر سنگھ ڈرائیور سے ملاقات نہ ہوسکی جسکی وجہ رتڑ چھتڑ مزارات پر حاضری نہ ہوسکی۔ تاہم لاہور سے کراچی روبصحت سفر عقیدت کا اختتام پذیر ہوا۔

یہ چند سطور اپنے سفرنامہ پر محیط یاداشت کیلئے سپرد قلم کی گئیں تاکہ بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر حاضری کی سند رہے۔

نوٹ:۔

مزارات پر فیوض و برکات کے نزول کا مختصراً اشارہ قبلہ وکعبہ پیر کامل کے نام

خط میں کردیا ہے۔

اللہ اللہ! اللہ والوں کا کیا بیان ہو۔ ان کے وجود مبارک اللہ تعالیٰ کی انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ تم میرا ذکر و میں (خدا) تمہارا ذکر ونگا ۔ انکی بندگی اور یادالٰہی میں استغراق ہی اللہ کی نشانیاں بن جاتی ہیں۔ سلطنتیں مٹ جاتی ہیں۔ حکومتیں وجود میں آتی اوربگڑتی رہتی ہیں شہر بستے اور تباہی کا شکار ہوتے رہتے ہیں ۔لیکن دوام ہے تو اللہ کے نام کو اور مردان خدا کے کام کو قرآن پاک نے انہیں

هو البشرىٰ فى الحيوة الدنيا والآخره

کی سند دوامی عطا فرمائی۔

یہ اللہ کے صالح بندے، انسانوں کے جسموں پرنہیں دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی ایسی عنایت ہوتی ہیں ۔کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے قرار پاتے ہیں اور ولی اللہ بھی اللہ تعالیٰ کے دوست برگزیدہ بندے ہیں ۔ یہ ان اللہ کے اولیاء کرام کی قیام گاہیں وہاں حاضر ہونے والوں کیلئے فیوض و برکات کا سامان بنتی ہیں۔ ہم بھی انکے فیوض و برکات حاصل کرنے اپنے وطن اور گھروں سے نکلے تھے اور سیر ہو کر لوٹے ہم نے اپنے پیرو مرشد کی رہبری میں اپنی اصلاح کی جو کوشش کی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کاوش کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں بھی دین و دنیا میں اپنی عنایات سے محفوظ فرمائے اور اہلیان عشق حقیقی کی بچی محبت سے سرشار فرمائے۔

آمین ثم آمین

خاکسار و مسافر سفر عقیدت

عبد القیوم نقشبندی مجددی

B-22/18 عثمان غنی روڈ ، منظور کالونی ،

کراچی۔ فون نمبر: 021-5883171

النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی کا جلسۂ دستار فضیلت

رپورٹ.........قاری محمد امتیاز نعیمی

راولپنڈی میں سب کچھ قرآن سے ملا اور قرآن کریم صاحب قرآن سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی نعت بیان کرنے کے لیے آیا تخلیق انسانیت سے پہلے بھی قرآن لوح محفوظ میں شانِ مصطفےٰ اور سیرت مصطفےٰ بیان کررہا تھا ان خیالات کا اظہار عالم اسلام کے نامور قاری حضرت نجم القراء قاری علی اکبر نعیمی نے النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی صادق آباد راولپنڈی کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت و تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی پہلی نشست کی صدارت پیر ولایت علی شاہ آف پاکپتن شریف نے کی جبکہ مہمان خصوصی حسان ہومیو میڈیکل سنٹر البلال پلازہ چاندنی چوک کے ڈائریکٹر محترم ڈاکٹر محمد خالد بٹ تھے دوسری نشست کی صدارت پیر آل سید معینی اجمیری سجادہ نشین خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (اجمیر شریف) نے کی جبکہ مہمان خصوصی صاحبزادہ پیر محمد خلیل الرحمان آف عید گاہ شریف ہے پیر شبیر علی شاہ آف چورہ شریف اور دیگر جید علماء و مشائخ نے اپنے دست مبارکہ سے النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی صادق آباد راولپنڈی سے فارغ ہونے والے حفاظ کرام اور قراَعظام کے سر پر دستار فضیلت باندھی اور اسناد تقسیم کیں سندھ سمیت مختلف صوبوں سے تجوید و قرأت کا کورس مکمل کرنے والے حفاظ کرام اور مدنی لب و لہجہ میں قرآن مکمل کرنے والے طلباء اس سال فارغ التحصیل ہوئے جلسہ دستار فضیلت سے خطاب کرتے ہوئے عالم اسلام کے روحانی پیشوا حضرت علامہ پیر سید شبیر علی شاہ نے کہا کہ دینی مدارس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور پیر مہر علی شاہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور حضرت شاہ احمد نورانی جیسے علماء پیدا کیے النعیمیہ انٹرنیشنل بھی مسجد نبوی میں قائم ہونے والے سب سے پہلے مدرسہ اصحاب صفہ کی برانچ ہے اور صوفیانہ طرز تعلیم اختیار کر کے اصحاب صفہ کے مدرسہ کی طرز تعلیم اختیار کیے ہوئے ہے میں نے یورپ اور امریکہ میں کئی قاریوں کو جلسوں میں سنا اور لب ولہجہ سے پہچان لیا کہ یہ ہمارے حضرت قاری علی اکبر نعیمی کے شاگرد ہیں النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی کے فیض یافتگان افریقہ اور

عرب وعجم میں پھیلے ہوئے ہیں آج کل اکثر لوگ دین کو کاروبار بنائے ہوئے ہیں مگر ہزاروں قرأ استاذ قاری علی اکبر نعیمی نے اپنی جیب سے بھی مدرسہ پر خرچ کیا ہے اور ماشاء اللہ وہ مدرسہ سے کوئی تنخواہ وصول نہیں کرتے ایسے میں مخیر حضرات کو دوسرے عام مدارس اور النعیمیہ میں فرق جاننا چاہیے النعیمیہ انٹرنیشنل کے ناظم اعلیٰ قاری محمد اعظم نورانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن کا پہلا حق اُسے تجوید کے مطابق تلاوت کرنا اور دوسرا حق اس کو سمجھنا اور تیسرا حق اُس پر عمل کرنا ہے یہ حق پاکستان میں جامعہ الازہر مصر کی طرز پر اصحاب صفہ کے مدرسہ نبوی کے مطابق النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی ادا کر رہا ہے النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی سے سند یافتہ فارغ التحصیل فیض یافتہ قرأعظام علماء کرام پی ٹی وی، کیو ٹی وی اور دیگر چینلز پاکستان، یورپ، کینیڈا، افریقہ، امریکہ و دیگر ممالک میں ہونے والے جلسوں، کانفرنسوں اور ٹی وی چینلز پر تلاوت کرنے والوں میں اکثریت اسی ادارے کی ہوتی ہے اسی طرح ملک اور بیرون ملک بڑے بڑے دینی مدارس، یونیورسٹیز اسلامک سنٹرز میں تدریس کا فرائض سرانجام دینے والے اکثر نعیمی قرأ ہیں جو اس مدرسے کا چلتا پھرتا اشتہار ہیں قاری محمد ایوب خان صدر سُنی تنظیم القراء تحصیل عباس پور (آزاد کشمیر) نے اپنے خطاب میں صدر پاکستان اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ از خود نوٹس لیتے ہوئے النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی اور اس جیسے امن پسند پاکستان بنانے والے دینی مدارس کو معقول فنڈز فراہم کرے تاکہ لال مسجد جیسے واقعات، خودکش حملے فوج سے لڑائی اور دہشت گردی والے حالات پیدا نہ ہوں انہوں نے کہا کہ چوہدری شجاعت اور پرویز الٰہی کی سرپرستی میں مخالفین پاکستان کے مدارس کو کروڑوں روپے فراہم کر کے دہشت گردی میں اضافہ کا سبب بنے ہیں جن لوگوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی وزیر مذہبی امور کی طرف سے انہی کو نوازا گیا کل پاکستان محفل حسن قرأت اور فیصل مسجد کے شبینہ میں سائنٹیفک طریقے سے اور دیگر شعبوں میں اولیاء کرام جن کا ہے فیضان، پاکستان، کے ماننے والوں کو نظر انداز کیا گیا گورنمنٹ پاکستان آئندہ ایسے لوگوں کو پالنا چھوڑ دیں جو خود صدر کی جڑیں کاٹ رہے ہیں انہوں نے وضاحت کی کہ النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی غیر سیاسی ادارہ ہے اور الحمد للہ پورے ملک کی نمائندگی عالمی سطح پر کر رہا ہے انہوں نے خوشخبری سنائی کہ ان شاء اللہ آئندہ سال (۲۰۰۸ء) پچیس اکتوبر سے انگلش عربی بول چال، کمپیوٹر سیکشن اور پانچ سالہ درس نظامی کا آغاز بھی کر رہا ہے۔

بدیع الزماں اشرف المشائخ حضرت مولانا

پیر غلام قادر اشرفی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحریر..... پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی مہر آباد شریف وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

مدتوں روتی ہے چشم حسرت اہل چمن ——— سال ہا رہتے ہیں گریاں دیدہ چرخ کہن
تب کہیں ہوتا ہے پیدا ایک نخل گلبدن ——— بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن
زندگی رہتی ہے برسوں غوطہ زن در خاک وخون ——— تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

مسلک اہل سنت و جماعت کے لئے عظیم خدمات، تحریک شہید گنج، تحریک پاکستان، ختم نبوت کے رہنما، مرکز مہر ووفا، کشور علم کے تاجدار، عقیدے کے معاملے میں بڑے پکے، پختہ اور غیر متزلزل، عشق مصطفی ﷺ کے معاملے میں بڑا غیور، علم وفضل کے باوصف خودستائی وخودنمائی کی بو نہیں، زہد، تقویٰ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند، احکام شریعہ میں اپنے شیخ کی تصویر، اتحاد و اتفاق کا داعی، جہد مسلسل کے پیکر، تصوف میں صوفی باصفا، بزم تدریس میں گوہر نایاب، محفل لطائف میں کشت زعفران، میدان خطابت میں طرز بیان اچھوتا، آواز کانوں میں رس گھولے، ہر بات خوشبودار ہر ہر فقرے میں سچے موتی رولے۔ اپنی ذات میں ایک انسانیت ساز ادارہ غرضیکہ کس کس خوبی و وصف کو بیان کیا جائے یہ اور اس جیسی درجنوں خوبیوں کے مالک اشرف المشائخ کی ذات گرامی ہے۔

۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء کو حضرت میاں باغ علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرید کوٹ بھارت میں پیدا ہوئے۔ اپنی اکثر تقاریر میں فرمایا کرتے تھے کہ ”میں مسلم لیگ کا جنم ساتھی ہوں۔“ بچپن میں والدین کے سائے سے محروم ہونے کے باوجود اپنے دور کے اکابر علماء کی آنکھوں کا تارا اپنے لیے علمی پیاس خوب بجھائی۔

حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ، خلیفہ مجاز حضرت شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب علم کے علاوہ حضرت مولانا لیسین چڑیاکوٹی حضرت مولانا سعید احمد شبلی جیسی شخصیات

کا شمار آپ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد (بھارت) سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد تدریسی خدمات کا سلسلہ شروع کیا جلد ہی کئی زبانوں پر عبور حاصل کر لیا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم بھی حاصل کی یوں جدید وقدیم علوم میں مہارت حاصل ہوئی۔ تحریک شدھی میں نمایاں خدمت کے ساتھ ساتھ ۱۹۳۵ء میں تحریک مسجد شہید گنج میں شامل رہے۔ اس تحریک کو نیلی پوش کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے لاہور ریلوے اسٹیشن لنڈا بازار میں واقع مسجد شہید گنج ہے اس مسجد کو "شاہ جہاں" کے زمانہ میں دارشکوہ کے خانساماں عبداللہ خاں نے تعمیر کروایا تھا حکومت مغلیہ کے زوال کے وقت سکھوں نے جنگ وجدال کا سلسلہ شروع کیا ایمن آباد سے کئی سکھوں کو دیوان لکھپت رائے نے گرفتار کر کے یہاں لا کر قتل کر دیا اس وجہ سے سکھوں نے اس مقام کو مقدس سمجھا اور اسے شہید گنج کا نام دے دیا اور گنڈا سنگھ کے ساتھیوں نے یہاں پر قبضہ کر لیا مسلمانوں کی طرف سے اس مسجد کی بازیابی کے لئے مختلف اوقات میں تحاریک چلتی رہیں ۱۹۳۵ء میں عدالت نے فیصلہ ملی بھگت سے سکھوں کے حق میں کر دیا یوں اس مسجد کی بازیابی کے لئے تحریک عروج پر پہنچی موچی دروازہ لاہور میں بڑے بڑے جلسے ہوئے مولانا ظفر علی خاں اس تحریک کے روح رواں تھے علماء اہل سنت نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس ضمن میں مولانا ظفر علی خاں نے مجلس اتحاد ملت قائم کی راقم الحروف کے جد امجد حضرت شیخ القرآن پیر ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی گولڑوی اس مجلس کے نائب صدر تھے حضرت اشرف المشائخ مولانا غلام قادر اشرفی نے بھی اس تحریک میں کردار ادا کیا اور موچی دروازہ میں ہونے والے جلسوں میں شامل ہوئے کئی ایک علماء کو اس تحریک کے دوران گرفتار کر لیا گیا قائداعظم کی قیادت میں مقدمہ عدالت میں چلتا رہا جو طوالت اختیار کر گیا مسلم لیگ کی شہرت پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کلکتہ میں تحریک مجلس اتحاد ملت کو توڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔

اشرف المشائخ حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۸ء میں جب ہندوؤں نے انگریز کی پشت پناہی پر اپنی ریاستوں میں اسلامی اقدار پر مسلمانوں کو عمل

کرنے سے روک دیا اور قتل و غارت کا بازار گرم رکھا آپ فرید کوٹ سے ہجرت فرما کر لالہ موسیٰ ضلع گجرات پنجاب تشریف لے آئے اور تادم زیست یہاں سے درس و تدریس اور تبلیغ اسلام کے لئے اپنی بے لوث خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ تحریک پاکستان کے دوران دیگر مشائخ وعلماء اہل سنت کی طرح آپ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے لالہٰ موسیٰ اور اس کے مضافات میں واقع قریہ قریہ گاؤں گاؤں جا کر مسلم لیگ کے حق میں تقاریر کیں اللہ رب العزت نے آپ کی زبان میں ایک خاص قسم کی مٹھاس رکھی تھی آپ بڑے احسن انداز میں نہایت سادہ الفاظ میں لوگوں کے اجتماع عام میں پاکستان کے حق میں تقاریر کرتے ۴۶۔۱۹۴۵ء کے انتخابات میں آپ نے یونیسٹ پارٹی کا زور توڑنے کے لئے علاقہ بھر میں کئی جلسے منعقد کروائے جن سے علماء کرام کے علاوہ سیاسی قائدین خصوصی طور پر خطاب کرنے لالہٰ موسیٰ آتے رہے ان میں دو نام قابل ذکر ہیں سر فیروز خان نون اور سردار شوکت حیات خاں۔ اس سے ایک بات تو واضح طور پر سامنے نظر آتی ہے کہ سیاسی میدان میں آپ ایک قد آور شخصیت کے حامل تھے کہ آپ کی دعوت پر سیاسی قائدین تشریف لاتے رہے۔

آپ کی تقاریر کے اقتباسات آج بھی اس موضوع پر لکھے جانے والے کتب و رسائل میں ملتے ہیں جہاں علماء و مشائخ کا تحریک پاکستان میں کردار کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اکثر آپ اپنی تقریر کے دوران مسلم لیگ کے پرچم کو لہراتے اور فرماتے "اس سبز جھنڈے کی کون سنے گا پھر جواب دیتے اللہ پاک سنے گا بڑی بوڑھیاں مکانوں پر کھڑی ہو کر دُعائیں دیتی ہیں "ماں قربان جاوے پتر وسدا جیو اللہ ساوے جھنڈے دی لاج رکھے کالی کملی والی سرکار داتاں جا ہوئے۔"

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا علاقہ بھر میں کئی ایک کانفرنس کا اہتمام فرمایا جمعۃ المبارک کے اجتماع میں خصوصی طور پر اس موضوع پر اظہار خیال فرماتے رہے آپ کی سرپرستی اور قیادت میں متعدد جلوس نکلے جن میں حکومت وقت پر زور دیا جاتا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق خواجہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے خصوصی مراسم تھے آپ اشرف المشائخ " کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کا شمار حضرت شیخ القرآن کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے علاقہ بھر کے اندر جب بھی کوئی بدبخت آقائے نامدار تاجدار مدنی شفیع المذنبین آئینہ جمال کبریا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا یا اہل بیت اطہار صحابہ کرام اولیاء عظام کی شان اور عظمت کے خلاف نازیبا الفاظ بولتا تو آپ خصوصی طور پر حضرت شیخ القرآن " کو خطاب کی دعوت دیتے تھے اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۹۴۳ء میں موضع جاتریہ کلاں مضافات لالہٰ موسیٰ میں غیر مقلدوں نے اہل سنت کے خلاف اعتقادی انتشار کو ہوا دی علاقہ کے سنی عوام اس صورت حال میں پریشانی کے عالم میں آپ کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کیا یہاں مسئلہ وجہ تنازع یہ تھا کہ اہل سنت غیر مقلدوں کے امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں ادا کرتے اس پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفی نے مولوی محمد عبداللہ جو کہ دارالعلوم دیوبند سے فاضل و فارغ ہونے کے باوجود غیر مقلدوں کی حمایت میں پیش پیش تھے اور اس مسئلہ میں بھی غیر مقلد حضرات کا حامی تھا کہ نام ایک خط لکھا۔

محرم ۱۳۶۳ھ

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب

سلام مسنون واضح ہو کہ آپ کے شاگرد رشید حافظ عبدالرحمٰن صاحب کی زبانی معلوم کردہ بے حد مسرت ہوئی کہ آپ علماء اہل سنت والجماعت کے مقابلہ میں عوام مسلم کے سامنے تشریف لا کر اپنا اسلام ثابت کرنے کے متمنی ہیں یہ جذبہ نہایت قابل تعریف ہے حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے زور دارانہ طریق پر مجمع عام میں موضع جاتریہ کلاں میں آپ کی طرف سے اس کا اظہار کیا ہے۔

لہٰذا بواپسی مطلع فرمائیں کہ کیا یہ صحیح ہے اور آپ ہمارے جلسہ میں اس مقصد کے لئے تشریف لا سکتے ہیں اگر آپ کو یہ منظور ہو تو تحریر فرما دیں تا کہ اشتہار شائع کر دیا جائے

جس میں آپ کا اسم گرامی بھی درج ہو اور وہاں پر باہمی گفتگو سے اختلاف مٹا کر اتحاد و اتفاق کا موقع نصیب ہو۔

چنانچہ مخالفین کی جانب سے جواب ملنے پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفی " نے حضرت شیخ القرآن " کو مناظرہ کرنے کی دعوت دی جس کا باقاعدہ طور پر اشتہار شائع ہوا موضع جاتریہ کلاں میں وقت مقررہ پر لوگ جمع ہوئے حضرت شیخ القرآن " تشریف لے گئے مقابل علماء کرام پوری تیاری کر کے آئے لوگوں کے سامنے میزوں پر کتب رکھی گئیں حضرت شیخ القرآن " نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ بتائیں غیر مقلد حضرات کے نزدیک اگر جسم کے کسی حصہ سے خون نکل کر بہنے لگے تو وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں جواب دیا گیا کہ وضو نہیں ٹوٹے گا آپ نے دوبارہ پھر یہی سوال کیا اور یہی جواب ملا۔ حضرت شیخ القرآن " نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا دیکھو علماء کہہ رہے ہیں کہ ان کے نزدیک اگر جسم سے خون نکل کر بہنے لگے تو وضو نہیں ٹوٹتا دو تین بار اس بات کو آپ نے دہرایا پھر مقابل علماء پر سوال کیا بتاؤ فقہ حنفی کے مطابق اگر جسم سے خون نکل کر بہنے لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں علماء نے جواب دیا کہ فقہ حنفی کے مطابق ٹوٹ جاتا ہے اس بات پر آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے دو تین بار دھرایا کہ ہمارے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کے نزدیک نہیں ٹوٹتا تو جب ہماری فقہ کے مطابق وضو ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ایسے امام کی اقتداء میں نماز کیوں ادا کریں جس کا اس وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے چونکہ یہ مسئلہ کئی ہفتوں سے وجہ تنازعہ بنا ہوا تھا حضرت شیخ القرآن " کے اس ارشاد فرمانے کے ساتھ ہی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور مذکورہ مولوی کی طرف بڑھے مولانا اپنی لاٹھی، پگڑی کتب اور دیگر اشیاء چھوڑ کر دوڑ پڑے اور مسجد کے غسل خانہ میں جا چھپے لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اور باہر سے مٹی کے ڈھیلے مارنے شروع کر دیے اس پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفی " نے لوگوں سے کہا اسے مت مارو کہیں مر ہی نہ جائے یوں حضرت شیخ القرآن " نے چند منٹوں میں مناظرہ فاتحانہ انداز میں ختم کر دیا اور مقابل کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک بار لالہٰ موسیٰ میں شیعہ عالم دین مولانا کفایت حسین کا خطاب ہوا شہر میں

ہر طرف اُس کے خطاب کے چرچے ہونے لگے تو حضرت مولانا غلام قادر اشرفی ؒ نے شعیہ عالم دین کے اس اثر کو زائل کرنے کے لیے حضرت شیخ القرآن ؒ کو لالہٰ موسی میں دعوت خطاب دی اور لالہٰ موسیٰ میں ایک تاریخی جلسہ کا اہتمام کیا رات کو حضرت شیخ القرآن ؒ نے مخصوص عالمانہ انداز میں خطاب کے دوران جلسہ لوٹ لیا آپ نے حب مصطفےٰ ﷺ کی خوشبو کچھ اس انداز سے بکھیری کہ لالہٰ موسیٰ تو کجا اطراف کی آبادیاں بھی معطر ہو گئیں۔

۲۸ ستمبر ۱۹۶۸ء کو جامعہ نعیمیہ لاہور میں ہزاروں علماء جمعیت علماء پاکستان کے سالانہ ایک الیکشن کے موقع پر حاضر ہوئے حضرت مولانا غلام قادری اشرفی ؒ بھی علماء کرام کے ایک گروپ کی قیادت کرتے ہوئے وہاں تشریف لائے اس موقع پر حضرت شیخ القرآن ؒ کو بلامقابلہ جمعیت علماء پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا اس پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفی ؒ نے حضرت شیخ القرآن ؒ کو لالہ موسیٰ میں یکم نومبر ۱۹۶۸ء کو ایک عصرانہ پیش کیا جس میں علاقہ بھر سے علماء کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی عصرانہ کے بعد ایک پریس کانفرنس کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جسے روزنامہ امروز نے نمایاں طور پر شائع کیا اخبار کے مطابق:

''جمعیت علمائے پاکستان کے صدر مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی نے تحریک بحالی جمہوریت پاکستان کے قائدین سے کہا ہے کہ وہ محض اقتدار کے حصول کی کوشش ترک کردیں اور ایسا کام شروع کریں جس سے ان کے دعوں کی صداقت پر لوگ ایمان لے آئیں وہ اگلے روز لالہٰ موسیٰ میں ایک عصرانہ کے بعد اخبار نویسوں سے باتیں کررہے تھے۔عصرانہ ان کے اعزاز میں مولانا غلام قادر اشرفی نے دیا تھا مولانا ہزاروی نے مزید کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی آج بھی پاکستان کے وفادار نہیں ہو سکتے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ صرف مخلص رہنماؤں کو آگے لایا جائے اور حزب اختلاف کے ایسے کاموں کے ساتھ ہیں جو عوامی بھلائی کے لیے ہو انہوں نے مزید کہا ہم ہر اچھے کام کی تعریف اور بُرے کام پر تنقید کریں گے انہوں نے آخر میں خاندانی منصوبہ بندی اور عائلی قوانین پر نکتہ چینی کی اور ملک میں فحاشی اور رشوت کے بڑھتے ہوئے سیلاب

پر تشویش کا اظہار کیا۔''

حضرت شیخ القرآن ؒ محکمہ اوقاف کی ناانصافیوں' غیر اسلامی عائلی قوانین کے خلاف جو جنگ شروع کی اور سوشلزم کفر ہے کی جو تحریک شروع کی اس میں حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ نے بھرپور ساتھ دیا اور شہر میں کئی ایک اجتماعات کا اہتمام کیا جن سے حضرت شیخ القرآنؒ نے خطاب فرمایا۔ حضرت شیخ القرآن ؒ کا وصال ۹۔ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک ۱۹۷۰ء کی صبح کو ہوا حضرت ؒ کا سب سے آخری خطاب لالہٰ موسیٰ میں ۷۔ اکتوبر بروز بدھ ۱۹۷۰ء کو ہوا جو آپ نے حضرت مولانا غلام قادر اشرفی کی دعوت پر آپ کی مسجد قادریہ رضویہ مین بازار لالہ موسیٰ میں کیا۔ حضرت مولانا غلام قادر اشرفی ؒ حضرت شیخ القرآنؒ کے باعتماد ساتھیوں میں سے تھے حضرت شیخ القرآن ؒ کی دعوت پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفی ؒ مسلسل بارہ تیرہ سال تک عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر چوک ریل بازار وزیر آباد میں تشریف لاکر خطاب کرتے رہے۔عوام آپ کی تقریر کو بے حد پسند کرتے تھے حضرت مولانا غلام قادر اشرفی ؒ اعراس مبارکہ کے علاوہ متعدد بار حضرت شیخ القرآن ؒ کے پاس حاضر ہوتے اور مختلف مسائل و سیاسی امور میں باہمی مشاورت کرتے رہتے تھے لالہٰ موسیٰ شہر میں جمعیت علماء پاکستان کی ذمہ داریاں حضرت شیخ القرآن ؒ نے اپنے عہد میں آپ کے ذمہ سپرد کررکھی تھیں۔

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی اور حضرت غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی ؒ بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس کا اندازہ ان بزرگوں کی باہمی ملاقات اور خط و کتابت سے ہوتا ہے مولانا غلام میاں رسول خطیب ڈیری فارم کھاریاں کینٹ کی روایت نوادرات محدث اعظمؒ" میں موجود ہے کہ آپ اپنے گاؤں میں ہر سال ایک جلسہ کا اہتمام کیا کرتے تھے ۱۹۴۸ء میں جلسہ کے موقع پر حضرت محدث اعظم ؒ مولانا غلام رسول صاحب کی دعوت پر تشریف لائے اس موقع پر مولانا قاری احمد حسن گجراتی اور حضرت مولانا غلام قادر اشرفی لالہٰ موسیٰ بھی شریک جلسہ تھے اختتام جلسہ پر

رخصت کے وقت حسن اتفاق سے صرف دو گھوڑیاں سواری کے لیے مل سکیں۔ سڑک گاؤں سے کافی دور تھی سب لوگوں نے عرض کیا حضرت محدث اعظم " سوار ہو جائیں لیکن حضرت محدث اعظم " اصرار کرتے رہے کہ مولانا قاری احمد حسن گجراتی اور مولانا غلام قادر اشرفی سوار ہو جائیں میں پیدل ان کے ساتھ چلوں گا لیکن سوئے ادب و محبت کوئی بھی سوار نہ ہوا کیونکہ کوئی صاحب بھی حضرت محدث اعظم کو پیدل اور اپنے آپ کو سوار دیکھنا نہیں چاہتا تھا چنانچہ تینوں علماء کرام نے پیدل سڑک تک کا راستہ طے کیا۔ اس واقعہ سے جہاں حضرت محدث اعظم " کی محبت و شفقت کا اظہار ہوتا ہے وہاں حضرت مولانا غلام قادر اشرفی " کے علمی مقام کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ابتدائی دور میں اکابر علماء کرام کی نگاہوں میں آپ کی کس قدر اہمیت تھی۔

مشائخ عقیدت کا دم بھرتے ہیں   علماء گردن نیاز خم کرتے ہیں

حضرت اشرف المشائخ " ۱۴ اگست اور عید میلاد النبی ﷺ کے ایام کو بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ منایا کرتے تھے چونکہ آپ نے خود تحریک پاکستان میں بے مثال قربانیاں دیں لہٰذا اس دن کی اہمیت کو آپ اچھی طرح سمجھتے تھے آپ کے کتب خانہ میں موجود آپ کی قلمی تحریروں سے اس دن کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ آپ کے دل میں کس قدر تڑپ موجود تھی کہ یہ دن شایان شان انداز سے منایا جائے اس طرح میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ نہ صرف لالہٰ موسیٰ کے لئے اردگرد کے علاقوں اور شہروں میں اس دن کو خوب زور و شور اور عقیدت و احترام سے منانے کا اہتمام کرتے بلکہ علماء کرام کو دعوت دیتے جلسہ کے تمام تر انتظامات کی نگرانی حتیٰ کہ جلسہ کے اشتہار کے مسودات تک خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ذیل میں میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جامع مسجد عالمگیری کھاریاں شہر میں منعقدہ ایک جلسہ و جلوس کے اشتہار کا موسودہ جو آپ کے کتب خانہ میں آپ کے ہاتھ سے لکھا ہوا موجود ہے پیش کیا جاتا ہے جس سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ آپ دل میں اس دن کی عظمت کس قدر تھی جو آپ کی تحریر کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہو رہی

ہے دوسرے آپ ہر تحریر کو اپنی لائبریری میں محفوظ رکھتے تھے تیسرا اس دن کی عظمت کے پیش نظر آپ اپنے دور کے اکابر علماء کرام کو دعوت دیتے تا کہ اس دن کو شان و شوکت سے منایا جائے چوتھا اس تحریر سے اُس دور کے اشتہارات کا انداز بھی سامنے نظر آتا ہے جو آج کل کے اشتہارات سے بالکل منفرد اور جدا ہے اشتہار کا مسودہ درج ذیل ہے۔

جلسہ میلاد النبی ﷺ

برادران اسلام یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ حضور شافع یوم النشور ﷺ کی محبت ہی تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا" تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔" کثرت ذکر محبوب باعث ظہور و اظہار عظمت شان نبوی ہے شفا شریف میں ہے جو شخص جس سے زیادہ محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ آیت کریمہ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب کے یہ معنیٰ ہیں کہ ذکر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مومنوں کے دلوں کو تسلی ہوتی ہے حضور نے خود اپنا ذکر ولادت صحابہ کے سامنے فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میلاد شریف کرتے دیکھ کر حضور نے فرمایا حلت لکم شفاعتی تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے دروازے رحمت کے کھول دیئے اور کل فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دُعا مانگتے ہیں اور جو شخص تمہارا سا کام کرے گا وہ تمہارا ہی سا مرتبہ پائے گا۔ لہٰذا

مجلس منتظم جامع مسجد کھاریاں نے بتاریخ ۲۱، ۲۲ فروری ۱۹۴۲ء بروز ہفتہ اتوار ایک عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد کرانے کا فیصلہ کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام نعت خوان عظام تشریف لا کر اپنی دلنواز تقریروں اور روح پرور بیانوں سے حاضرین کو مستفید و مستفیض فرمائیں گے۔

(۱) حضرت الحاج مولانا ابوالحقائق محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی مدظلہٗ......(۲) حضرت

الحاج مولانا مفتی احمد یار خان صاحب بدایونی......(۳) حضرت حافظ سید فضل شاہ صاحب قاضی......(۴) حضرت مولانا مولوی غلام قادر صاحب اشرفی......(۵) حضرت سید احمد شاہ صاحب نعت خواں امام مسجد رانیوال۔

جلسہ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر شروع ہو جائے گا اور جلوس بروز اتوار ۲۲ فروری ۱۹۴۲ء صبح آٹھ بجے جامع مسجد سے ایک جلوس نکلے گا جو نعت خوانی کرتا ہوا مجوزہ راستہ سے جلسہ گاہ پہنچے گا اس لئے تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ جلسہ اور جلوس کو بارونق اور کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اپنی غیرت ایمانی اور اجتماعی زندگی کا ثبوت دیں۔ اہل دیہات اپنی دینی حمیت اور حضور کی محبت کی بنا پر جلوس میں مع گھوڑوں اور اونٹوں کے شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

حضرت اشرف المشائخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تقاریر کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں بڑے آسان اور عام فہم انداز میں اپنے نظریات کو اتارتے تھے آپ کے دل میں اتحاد بین المسلمین کی تڑپ تھی جس کا اظہار اُن کی تقریر کے اس اقتباس سے ہوتا ہے ”ہر فرقہ اپنی مذہبی آزادی اور حق کا مطالبہ کر رہا ہے لیکن اس موقعہ پر اس چیز کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ وطن عزیز میں کچھ اور لوگ بھی رہتے ہیں اور ان کے بھی حقوق ہیں ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے اور کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ ہمارا حق اُس وقت تک ہمارا حق ہے جب تک یہ کسی دوسرے کے حق پر ڈاکہ نہ ڈالے اگر ایسا نہ ہو تو حق حق نہیں رہے گا غضب اور ظلم ہو جائے گا اسی طرح ہی یہ آزادی تب تک ہماری آزادی ہو گی جب تک یہ دوسرے کی آزادی سے متصادم نہ ہو گی اگر متصادم ہو گی تو یہ آزادی آزادی نہ رہے گی آوارگی اور غنڈہ گردی ہو جائے گی مادی اعتبار سے ایک مثال ملاحظہ ہو۔ ہر شخص کو اپنا پیٹ پالنے کے لئے مال کمانے کا حق ہے لیکن اگر ایک ڈاکو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرے کے گھر ڈاکہ ڈال کر مال حاصل کرے تو یہ اُس کا حق نہیں رہے گا بلکہ ظلم ہو گا۔ یا مثلاً ہر شخص کو زندہ رہنے کا حق ہے لیکن یہ حق اُس وقت تک حاصل ہے جب تک یہ بھی

دوسرے کی موت تک متجاوز نہ ہو جائے اگر کوئی اپنی زندگی کے لئے کسی دوسرے کو ذبحہ کر ڈالتا ہے تو پھر اُس کو زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے پھر اُس کا مقام تختہ دار ہے۔

مذہب میں بھی یہ اصول کارفرما ہے کسی کا مذہبی حق اُس وقت تک مذہبی حق ہے جب تک یہ مذہبی حق کسی دوسرے کے مذہبی حق سے متصادم و متعارض نہ ہو اگر کبھی کسی کا مذہبی حق کسی دوسرے کے مذہبی حق کو پامال کر دے تو یہ مذہبی حق نہیں رہے گا ظلم و جور ہو گا اسی طرح ایک فرقہ کی مذہبی آزادی اُس وقت تک مذہبی آزادی رہے گی۔ جب تک کہ یہ کسی دوسرے فرقہ کی مذہبی آزادی کی بربادی کا باعث نہ ہو اگر کبھی کسی فرقہ کی مذہبی آزادی کسی دوسرے فرقہ کی مذہبی آزادی کو پامال و برباد کر دے گی تو یہ مذہبی آزادی نہ ہو گی“۔

حضرت اشرف المشائخ ایک صاحب حال بزرگ تھے مریدوں متوسلین اور عقیدت مندوں کے درمیان آپ ”سخی بابا“ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کی سیرت طیبہ ”محبت مرشد“ کی تصویر اور کمال رابطہ کی ”عملی تفسیر“ ہے ”فنافی الشیخ“ یہ ہے کہ اپنے مرشد کامل کی جملہ عادات و اطوار کو اپنایا جائے چنانچہ آپ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا ثبوت زندگی   میرے سارے جسم و جاں میں کارفرما آپ ہیں

الذین یذکرون اللہ قیاما وقعوداً وعلی جنوبھم کی عملی تفسیر روز و شب خدا کی یاد سے بھرپور رہنے والی ذات بیالیس سال تک لالہٰ موسیٰ میں شمع عشق مصطفےٰ و فروزاں کرنے کے بعد یہ آفتاب ولایت ۱۹۷۹ء میں غروب ہو گیا اور جی ٹی روڈ پر محو استراحت ہیں سڑک سے گزرنے والی ہر علمی و روحانی شخصیت کی آنکھیں جھک کر سلام نیاز ادا کرتی ہیں۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا   نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا

نبیرہ اشرف المشائخ صاحبزادہ ضیاء الحسن اشرفی زیب درگاہ قادریہ اشرفیہ کی بدولت اس خانقاہ کی رونقیں آباد ہیں آپ نے حضرت اشرف المشائخ کے صاحبزادوں کی کمی کو پورا کر دیا ہے۔

نگاہ ناز جسے آشنائے راز کرے   وہ اپنی خوبی قسمت پر کیوں ناز کرے

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن از مولانا احمد رضا خان بریلوی

کنزالایمان برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم دین اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن ہے۔ مولانا کی ذہانت اور علمیت اُن کے ترجمے سے خوب عیاں ہے۔ شروع میں فہرست مضامین قرآن مجید ہے اس سے فاضل مترجم کے خیالات وعقائد پر واضح روشنی پڑتی ہے۔ اس میں تحت السطور ترجمہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" ہے۔ حاشیہ پر تفسیر خزائن العرفان از مولانا نعیم مراد آبادی" درج ہے۔

مولانا حکیم الرحمٰن رضوی کہتے ہیں:

"حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ترجمۃ القرآن ہے۔ کاش ایسا ہوتا کہ جس عمدگی کے ساتھ آپ نے ترجمہ فرمایا اس پر حواشی بھی لکھتے لیکن قدرت کو یہی منظور تھا۔ حضرت احمد رضا خان "قرآن میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے۔ انہوں نے اللہ کے کلام میں حسب معمول تدبر کیا اور اس تدبر وتفکر کا نتیجہ تھا کہ مولانا کو قرآن سے نسبت خاص ہو گئی۔ حیرت یہ ہے کہ یہ ترجمہ لفظی بھی ہے اور بامحاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین امتزاج آپ کے ترجمے کی بہت بڑی خوبی ہے۔ پھر انہوں نے ترجمے کے سلسلے میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق وسباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہو۔

(بحوالہ ... تفسیری رجحانات کا ارتقاء (213,212) ... از ... محمد طاہر مصطفیٰ لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ بی اے ایف کالج اسلام آباد ... ناشر شکیل سنز ... راولپنڈی)

دو روزہ میڈیا ورکشاپ

رپورٹ......عبدالناصر عطاری

کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ میڈیا ورکشاپ کے دوسرے سیشن بتاریخ ۶ مئی ۲۰۰۷ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے بمقام سیمینار ہال جامعہ نعیمیہ لاہور میں میں حاضر ہوا اس سیشن کے حوالے سے ذیل میں اپنے تاثرات پیش کر رہا ہوں۔

میڈیا (ابلاغ) سائنسی ایجادات کے باعث وسیع ذرائع کا حامل ہو گیا اور اس کی پہچان اس کے ذرائع ہیں جس کے باعث یہ پرنٹ میڈیا' الیکٹرونک میڈیا وغیرہا کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ہونے والی نت نئی تبدیلیوں نے نہ صرف اپنے صارفین میں اضافہ کر لیا ہے بلکہ کمپیوٹر کا استعمال وقت کی ضرورت بن گیا ہے لہٰذا میڈیا ورکشاپ کا انعقاد وہ وقت کی آواز تھی جس کا کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان نے انعقاد کر کے ایک اہم ذمہ داری نبھائی ہے۔

کونسل نے اس ورکشاپ کے حوالے سے خوبصورت دعوت نامہ چھاپا اور لازمی شرکت کے لئے ترغیبی لیٹر جو کہ مکمل نظام الاوقات پر مشتمل تھا تیار کیا جو اس طرف اشارہ تھا کہ کونسل کی انتظامیہ عصری انداز فکر کے حامل افراد پر مشتمل ہے مزید اس نظام الاوقات پر بھرپور عمل کرنے کی کوشش کی گئی۔ راقم کونسل کو ان تمام احسن انتظامات پر خراج تحسین پیش کرتا ہے مگر ایک بات توجہ کی متقاضی ہے کہ ترغیبی لیٹر میں کئی جگہ درود پاک اختصار سے لکھا ہے جو درست نہیں' کونسل کو اس بارے میں خاص توجہ کرنی چاہئے کیونکہ ہماری امتیازی شناخت یہی ادب رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ اور عشق رسول ﷺ ہے۔

کونسل نے منعقدہ میڈیا ورکشاپ میں مختلف الخیال نقطۂ نظر کے حامل ماہرین و دانشوران حضرات کو مدعو کیا ہوا تھا جنہوں نے کھل کر اپنے نقطہ نظر کا اظہار کیا ورکشاپ میں مدعو مدیران کو چاہئے کہ وہ بیان کردہ حقائق کی روشنی میں اپنے مشن کو کہ "جس کا محور ربط

الٰہی عزوجل اور ربط رسالت ﷺ، ادب رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ و عشق رسول ﷺ کا فروغ ہے" موثر اور بہتر انداز سے عامۃ الناس تک پہنچائیں تا کہ یہ ملک عشاقانِ نبی ﷺ پر مشتمل اسلام کا حقیقی قلعہ ثابت ہو۔

اب میں بلا تمہید ورکشاپ کے دوسرے سیشن کی کارروائی میں ماہرین اور دانشوران کے نکات بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں: بعد تلاوت قرآن مجید اور نعت شریف، نقیب محفل محترم جناب محمد نواز کھرل صاحب (جنرل سیکرٹری کونسل ہذا) نے محترم جناب محبوب الرسول قادری صاحب (صدر کونسل ہذا) کو خطاب کی دعوت دی۔

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری (صدر کونسل ہذا) نے اپنے خطاب میں دینی صحافت کو مروجہ صحافت سے ممتاز کرتے ہوئے اہل سنت کی دینی صحافت کے امتیاز یعنی فروغ ربط الٰہی عزوجل اور ربط رسالت ﷺ، ادب رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ و عشق رسول ﷺ کو اجاگر کیا۔ محترم جناب بشیر احمد نقشبندی صاحب نے کونسل کے موجودہ ذمہ داران کو قرآن پاک کے آفاقی پیغام

وتعاونوا علی البر والتقوی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور برائی اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

کے تحت باہمی تعاون کو مضبوط کرنے پر زور دیا۔ ان کا خیال تھا کہ گزشتہ وقت میں اس کا فقدان رہا تھا اور باہمی تنازعات کو اوراق سیاہ کرکے عامۃ الناس کو اپنے سے دور کرنے کی بجائے جید علماء پر مشتمل (جو فریقین کے لئے قابل قبول ہوں) سے فیصلہ کروا کر معاملہ رفع کر لیا جائے جیسا کہ ہم اس سے پہلے انتظامات کرتے رہے ہیں اس سے قلمی توانائیاں بدمذہبوں اور اغیار کی سازشوں کا قلع قمع کرنے کی فرصت پا سکیں گے۔

راقم کے خیال میں کونسل کے موجودہ ذمہ داران کو ان تجاویز کا صرف خیر مقدم ہی نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہونا چاہیے۔

محترم جناب سعید بدر صاحب نے اہل سنت کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے یہ انقلابی پیغام دیا کہ اب اہل سنت کو ذرائع ابلاغ کے مؤثر استعمال کو سمجھتے ہوئے اس فیلڈ میں ماہرین پیدا کرنے چاہئیں جو صحافتی اسلوب کو سمجھتے ہوئے اغیار کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کر سکیں۔

محترم جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اہل سنت کی ماضی کی صحافتی تاریخ کو حوالہ جات کی روشنی میں درخشاں قرار دیا اور موجودہ نوجوانوں کو پیغام دیا کہ انہیں اس درخشاں ماضی کو قائم رکھتے ہوئے مزید جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو اسلام کی سربلندی کے لئے بھرپور انداز سے بروئے کار لانا ہے۔

محترم جناب پروفیسر مجیب احمد صاحب نے صحافتی فیضان کو صرف ایک خاص حلقے تک محدود رکھے جانے کو ایک المیہ قرار دیا۔ اور مشورہ دیا کہ اسے تمام حلقوں میں عام کیا جائے تا کہ آئندہ نسل افکار اہل سنت سے روشناس ہو سکے اور اغیار کے جھوٹے پروپیگنڈے کا خاتمہ ہو سکے جو ان کا شیوہ ہے۔ جس کے ذریعے وہ قوم کے ہیروؤں کو زیرو کے طور پر پیش کرتے ہیں اور خود کو ہیرو بنا کر۔

محترم جناب انجینئر سرفراز ضیغم صاحب نے فرمایا: افراد اہل سنت ایک عظیم سرمایہ ہیں ان کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور ان سے بھرپور قلمی، بدنی، وقتی، علمی و مالی تعاون حاصل کیا جائے تا کہ قوت کے ساتھ باطل کا مقابلہ کیا جائے افراد میں بیداری و شعور کی مہم چلائی جائے تا کہ وہ دین کی سربلندی کے لئے تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار رہیں اور اپنی صلاحیتوں کا اس پاک مقصد کے لئے بھرپور استعمال کریں۔ اپنا تشخص برقرار رکھتے ہوئے اور اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے میڈیا کا جائز استعمال کیا جائے۔ ہمارے صحافتی کردار کا دائرہ وسیع ہونا چاہیے روابط کا دائرہ کار بھی وسیع ہونا چاہیئے۔ فنڈز کے لئے بھی خاص اہتمام کرنا چاہیئے تا کہ معاملات آسانی سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکیں۔

محترم جناب ثناء اللہ طیبی صاحب نے انٹرنیٹ کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے اس کے بھرپور استعمال پر توجہ دلائی اور اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے

فرمایا کہ کونسل کو اپنی ویب سائٹ بنانی چاہیئے اس کے لئے میری جو بھی معاونت درکار ہو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ مزید یہ فرمایا کہ ہمیں اپنے جرائد میں نصابی نکتہ نظر سے بھی توجہ رکھنی چاہیئے تاکہ اغیار کی اس سلسلے میں کی جانے والی سازشوں کا قلع قمع کیا جاسکے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ کونسل کو چاہیئے کہ وہ صحت افزا پروگرامز کا انعقاد کرتی رہے مثلاً مستقبل میں اداریوں پر انعام سرورق پر انعام وغیرہ۔ راقم یہ سمجھتا ہے کہ محترم جناب ثناء اللہ طیبی صاحب نے بہت حوصلہ مند اور اہم گفتگو فرمائی ہے ذمہ داران کو توجہ فرماتے ہوئے ان سے راہنمائی لینی چاہیئے۔

محترم جناب ممتاز طاہر صاحب نے مدیران کی اس طرف توجہ دلائی کہ ایک مؤثر اداریہ کن صفات کا حامل ہونا چاہیئے انہوں نے موجودہ تناظر میں یہ بھی فرمایا کہ پیدا ہونے والے باہمی تنازعات احسن انداز سے حل کرنے چاہئیں تاکہ قلمی توانائیاں اپنوں کی طعن و تشنیع پر خرچ نہ ہوں۔ محترم جناب حسن علی ٹیپو صاحب نے انٹرنیٹ کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے اس کے استعمال پر توجہ دلائی اور اس کی افادیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ صحافت میں اس کا استعمال ناگزیر ہے۔

محترم جناب خواجہ افضل کمال صاحب نے سرورق کی ڈیزائننگ کے حوالے سے گفتگو فرمائے ہوئے اسے بہتر سے بہتر بنانے پر توجہ دلائی اور اس کی افادیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ ناظرین کی توجہ کو مبذول کرتی ہے اور ممکن ہے یہ آپ کے جریدے کو خریدنے پر بھی مجبور کر دے۔ اس کا منفی استعمال عام ہے مگر اس کا مثبت استعمال بھی فوائد سے خالی نہیں۔

محترم جناب رائے کمال ایڈووکیٹ صاحب نے شکوہ کیا کہ وہ بطور قاری محسوس کرتے ہیں کہ دینی جرائد میں ادبی چاشنی کی کمی ہے لہٰذا اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ ایک محدود طبقے تک نہ رہے بلکہ عامۃ الناس کے لئے کشش کا باعث بنیں۔ دینی جرائد بزرگوں کی کرامات کا ذکر کم اور ان کی تعلیمات کا ذکر زیادہ کریں تاکہ ان کی

تعلیمات سے عامۃ الناس اپنی زندگیوں میں تبدیلیاں لاسکیں۔ کمپوزنگ کا معیار اور حسن ترتیب کو بہتر بنایا جائے۔

محترم جناب علامہ امانت رسول صاحب نے فرمایا دینی صحافت کو وسیع مفہوم کے ساتھ سمجھنا چاہیئے راقم ان کی اس بات سے متفق ہے مگر اس بات سے اتفاق نہیں کرتا جب وہ دینی صحافت کا مقابل صرف لادینی صحافت کو سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے بیچ بددین صحافت بھی ہے جو دین کے نام پر ہوتی ہے مگر اپنے باطل نظریات کے باعث دین کے لئے ضرر رساں ہے مگر جس طرح میں سمجھا ہوں علامہ صاحب اس صحافت سے رواداری کا مشورہ دیتے ہیں حالانکہ اہل سنت تو پہلے ہی شرعی رواداری کے قائل اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ انہوں نے اہل سنت کی نزاعی کیفیت کا بھی بیان کیا جو اس کیفیت کے پیدا کرنے والے ذمہ داران کے لئے توجہ طلب ہے کہ وہ دین کے نام پر اصلاح کے نام سے فساد نہ پیدا کریں۔ راقم علامہ صاحب سے اس بات سے بھی اختلاف رائے رکھتا ہے کہ علامہ صاحب کا یہ شکوہ بجا نہیں کہ دور حاضر میں جدید موضوعات پر لکھنے والے ناپید ہو چکے ہیں حالانکہ ہم میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی ادارتی ٹیم، علماء میں علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، علامہ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، مفتی منیب الرحمٰن، علامہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، علامہ ڈاکٹر ابوبکر صدیق، علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی، علامہ صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی، مفتی محمد اکمل عطا قادری، علامہ شہزاد احمد مجددی صاحبان موجود ہیں اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو اپنے اردگرد بھی نظر فرمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پروگرام کا اختتام سلام رضا ''مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے نغموں کی گونج سے ہوا اور اس کے بعد دُعائے خیر ہوئی اور حاضرین کو تصنیفات علمائے اہل سنت کے تحائف کے ساتھ کونسل کے ذمہ داران نے الوداع کیا۔ میں تہہ دل سے کونسل کے ذمہ داران کو اس پروگرام کے کامیاب انعقاد پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ کونسل کے موجودہ ذمہ داران دی گئی تجاویز کا نہ صرف خیر مقدم کرینگے بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہونگے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

مدار ایمان و اسلام کیا ہے؟

امام مذہب حنفی سیدنا ابو یوسف ﷫ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں

أیما رجل مسلم سب رسول الله أو كذبه أو عابه أو تنقصه فقد كفر بالله وبانت من امراته

''جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے، یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہوگا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی

دیکھو! کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس کی جورو (بیوی) نکاح سے نکل جاتی ہے، کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا؟ سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول، نہ کلمہ مقبول،

و العیاذ باللہ رب العالمین

(حسام الحرمین، امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ)

جامعۃ العمر کندیاں

......ایک مادر علمی کا تعارف اور پس منظر

......بانی ادارہ، مبلغ اسلام مفتی محمد شفیع الہاشمی

تحریر...... صاحبزادہ قاری محمد بلال الہاشمی (ناظم تعلیمات جامعۃ العمر کندیاں میانوالی)

دنیا کے نقشے پر دیو بند اور بریلی کی علمی شہرت سے پہلے ہمارے بزرگوں کا سیلواں شریف ضلع میانوالی میں مدرسہ تھا جس میں ہمارے بزرگ حضرت علامہ مولانا علی محمد الہاشمی، حضرت مولانا گل محمد الہاشمی اور حضرت مولانا عطاء محمد الہاشمی القریشی جو کہ مولانا عطا محمد حضوری کے نام سے مشہور تھے۔ دار العلوم سیلواں میں پڑھا رہے تھے اس مادر علمی سے استفادہ کرنے والوں میں حضرت مولانا جان محمد (میل شریف) حضرت مولانا مفتی محمود شوق (پپلاں) علما ربانیین تھے اور معروف دیو بندی عالم حسین علی واں بھچراں بھی وہاں پڑھتے رہے۔ ان کو حضوری کہنے کا سبب یہ ہے کہ اگر علماء کسی حدیث میں اختلاف کرتے مثلاً کہتے کہ فلاں حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے یا اس کی حیثیت کیا ہے؟ تو ان علماء میں جو حضرت مولانا عطا محمد حضوری الہاشمی کہتے کیوں کہ آپ کو حضوری کی کیفیت حاصل تھی، آپ کہتے کہ مجھ سرکار ﷺ سے پوچھنے دو کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف تو آپ سرکار ﷺ سے پوچھ کر بتا دیتے کہ سرکار نے فرمایا ہے کہ یہ میری حدیث ہے اور اگر حدیث نہ ہوتی تو آپ علماء کو بتاتے حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری حدیث نہیں ہے ان بزرگ علماء کے مزارات ضلع میانوالی کے مشہور قبرستان گھنڈی شریف جو ہمارا آبائی قبرستان ہے میں موجود ہیں یہاں ہر سال ۱۰ محرم الحرام کو عظیم الشان ''شہید اعظم کانفرنس'' منعقد ہوتی ہے ان بزرگوں کے تلامذہ میں پیر طریقت خواجہ سراج دین پیر آف موسیٰ زئی شریف، خواجہ محمد ابراہیم صاحب، مولانا خواجہ احمد دین

گانگوی اور خواجہ سراج دین پیر آف سواگ شریف بھی اُن کے تلامذہ میں سے ہیں۔
ہمارا خاندانی اور موروثی روحانی سلسلہ سہروردی ہے اس سلسلہ کے روحانی پیشوا مخدوم محمد عمر الہاشمی الاسدی جن کا مزار شریف گھنڈی شریف میں ہے یہ ہمارے مورث اعلیٰ ہیں اور جن کے اسم گرامی سے ہمارا مرکزی ادارہ جامعۃ العمر کندیاں منسوب وموسوم ہے آپ اللہ کے ولی تھے اور حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے چچا زاد بھائی تھے اور یوں ہمارا شجرہ فروع پر نہیں بلکہ اصول پر ختم ہوتا ہے۔ ہمارے بزرگ حضرت مولانا گل محمد صاحب الہاشمی آف سیلواں موسیٰ زئی شریف میں بخاری شریف پڑھا رہے تھے اور اسی درس بخاری شریف کے دوران آپ کا انتقال ہوگیا تو موسیٰ زئی شریف کے لوگوں نے کہا کہ آپ کا مزار شریف موسیٰ زئی شریف میں ہونی چاہئیے تو پیر آف موسیٰ زئی شریف خواجہ سراج دین صاحب آپ کے جسد خاکی کو ڈیرہ اسماعیل خان موسیٰ زئی شریف میں ضلع میانوالی کندیاں کے گھنڈی والے قبرستان میں لے لائے اور کہا کہ گھنڈی والا قبرستان زیادہ مقدس ہے۔ ۱۸۰۲ء میں سیلواں شریف کے ہاشمی علماء نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا تو انگریز مولانا شیر محمد الہاشمی صاحب اور مولانا نور محمود صاحب ہاشمی کو اپنے ساتھ لے گئے اور انہیں سخت وشدید سزائیں دیں۔ ایذا رسانی کرتے رہے حتیٰ کہ کالے پانی میں ان کا انتقال ہوگیا اور ہمارے خاندان کو اُن کی میتیں تک نہ دی گئیں۔

الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی ایک متقی، پرہیزگار، ذہین اور باعمل شخصیت ہیں اس وقت نائب امیر جماعت اہل سنت یو کے کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں آپ نے ۲۰ سال کراچی میں خدمات پیش کیں پندرہ سال جامع مسجد اقصیٰ وددو پوتا روڈ صدر کراچی میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے تنظیم آئمہ مساجد اہل سنت کراچی کے پانچ سال ناظم اعلیٰ رہ کر مساجد اہل سنت کا تحفظ کیا آپ دس سال تک جماعت اہل سنت کراچی کے نائب صدر رہے اور اب گزشتہ سترہ سال سے یو کے میں دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں آپ

کی تاریخ پیدائش ۱۹ جولائی ۱۹۴۶ء ہے۔ آپ اجل حافظ قرآن، عمدہ قاری، ماہر درس نظامی اور فاضل تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان ہیں۔

آپ کی بیعت حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستان عظمت نشان پر ہے آپ مشرباً سروری قادری ہیں آپ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال میں ۹ سال اور شاہ والا جامعہ رحمانیہ میں ۳ سال پڑھتے رہے آپ کے اساتذہ میں حفظ استاد حافظ غلام خلیل مرحوم کندیاں، تجوید قرأت قاری طفیل احمد حیدر آباد، درس نظامی حضرت استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق بندیالوی بندیال شریف، امام الصرف حضرت علامہ شہباز خان صاحب بندیالوی، مولانا محمد سعید بندیالوی ٹمن ملتان اور استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اس وقت دینی خدمات بحیثیت چیئرمین عالمی شرعی بورڈ یو کے اور چیئرمین شرعی کونسل حضرت سلطان باہو ٹرسٹ برمنگھم سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کی اہم تصانیف میں سے اہم کتاب 'ضرورت بیعت' ہے۔ جامعۃ العمر کے نام سے اہل سنت کی عظیم الشان درس گاہ ضلع میانوالی کے کندیاں شہر میں قائم کی جہاں سے ہزاروں تشنگانِ علم، علم حاصل کر کے دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یہ ادارہ پاکستان کے مرکزہ اداروں میں سے ایک ہے۔ یو کے میں اسلامک سنٹر بھی آپ کی زیر نگرانی چل رہا ہے اور کئی اسلامی پمفلٹ ہزاروں کے تعداد میں مفت ہر سال تقسیم کیے جاتے ہیں۔

ہدیہ تہنیت

ماہنامہ 'کاروان قمر' کراچی کے چیف ایڈیٹر علامہ محمد صحبت خان کوہاٹی کے فرزند ارجمند، عزیز گرامی محمد امجد خان کوہاٹی ۱۸، ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۷ء (بروز بدھ، جمعرات) کو رشتہ ازدواج سے منسلک ہو گئے ان کی دعوت ولیمہ کے موقع پر نہایت روح پرور مجلس میلاد و نعت کا اہتمام کیا گیا جو ان کے مستقبل کے لئے نیک شگون اور باعث برکت ہے۔ ہم دل کی عمیق و اتھاہ گہرائیوں سے انہیں ہدیہ مبارک باد پیش کرتے ہیں خداوند متعال انہیں اپنی خصوصی برکات وعنایت سے سرفراز فرمائے۔ آمین — (ادارہ)

قطعہ تاریخ رحلت

پاکیزہ پندار شرف اہل سنت

۱۴۲۸ھ

نادر روزگار علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

۲۰۰۷ء

نرغے میں ہے قضا کے لاریب زندگانی
جانا ہے ہر کسی کو اک روز اس جہاں سے
انسان ہے مرقع اے دوست بے بسی کا
اٹھا جہاں سے اہل فضل و کمال عالم
تشریح دین حق کا حامل تھا اس کو ملکہ
تحقیق میں بھی اس نے اپنے بٹھائے سکے
تقریر میں تھا اس کی سنجیدگی کا غلبہ
تدریس و درس اس کا محبوب مشغلہ تھا
مقبول عام اس کے حد درجہ تھے تراجم
پیکر تھا سادگی کا، ملت وہ شرف تھا
روح رواں کبھی تھا وہ مجلس رضا کا
پہنچا اسی کے باعث میں بزم نوری میں
طرز عمل ہمیشہ اس کا تھا مشفقانہ
سنئے "غم واندوہ قادری شرف" ہے

۲۰۰۷ء

جو بن دکھا رہا ہے ہر آن درد فرقت
رہنا ہے کب کسی نے دنیا میں تا قیامت
ملتی ہے مختصر سی جینے کی اس کو مہلت
مغموم اس کے غم میں ہیں آج اہل سنت
تفسیر میں بھی اس کی فائق رہی فضیلت
تدقیق بھی رہی ہے اس کی بنائے شہرت
تحریر میں نمایاں اس کی تھی ایک عظمت
تاریخ و تذکرہ سے اس کو رہی ہے رغبت
حاصل ہوا تھی اس کو دین متین کی دولت
پیش نظر رہی ہے اس کے سدا قناعت
اس نے دلائی مجھ کو ہی یاد اعلیٰ حضرت
کرتا ہوں آج ظاہر یہ دل کشا حقیقت
بھولے گا نہ کبھی بھی وہ پیکر محبت
الہام کی زباں سے اعلان سال رحلت

آؤ سبھی اٹھائیں ہاتھوں کو اپنے اپنے
ہجوری ہے یہ "قبر شرف اہل سنت"

۱۴۲۸ھ

نتیجۂ افکار: سلطان محمد آفتاب ظفر نوری۔ گجرات

(۱)

ہر اک کی زباں پر ہیں ان کے محاسن
کریں سب ہی تحسین شیخ الحدیث
سن وصل پر غیب سے برمحل
ندا آئی "تدفین شیخ الحدیث"

۲۰۰۷ء

(۲)

چل بسا ہے آج دار فانی سے
پیکر علم و عمل، بندۂ رب غفور
سال ترحیل پہ تم برملا و برجستہ
کہہ دو "اخلاص منش قادری شرف" ہجور

۲۰۰۷ء

چند یادیں، چند باتیں

محسن اہلسنت یادگار اسلاف مرشدی شرف ملت اُستاذ العلماء

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ

از قلم..... صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

جو بہار ملتی تو پوچھتا کہ کہاں وہ کیف نظر گیا
وہ صبا کی شوخیاں کیا ہوئیں وہ چمن کا حسن کدھر گیا

کل نفس ذائقہ الموت کے ارشاد ربانی کے تحت ہر ذی روح نے موت کے پل کو عبور کرنا ہے۔ حیات مستعار کے لمحات گزار کر عالم فناء سے عالم بقاء کو روانہ ہونا ہے جب پہلا انسان بزم گیتی کی زینت بنا تو اسی وقت سے جانے کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ رخت سفر باندھ کر خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں لیکن! ان میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے رخصت ہوتے ہی بزم ہستی کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ چمن انسانیت پر خزاں کے بادل منڈلاتے نظر آتے ہیں فضا سوگوار ہو جاتی ہے یہ لوگ اس کاروانِ ذوق و شوق کے ہم سفر ہوتے ہیں۔ اسی کاروان عشق و مستی کے ایک ہم سفر آفتاب علم و حکمت' محسن اہلسنت' یادگار اسلاف' پاسبان مسلک رضا' مرشدی شرف ملت' استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ بھی تھے۔ جو آسمان علم و حکمت پر مہر تاباں بن کر چمکے اپنی ضیا، پاشیوں اور نور افشانیوں سے ہزاروں دلوں کو منور کرنے کے بعد ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ یکم ستمبر ۲۰۰۷ء ہفتہ کے روز ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یوں تو سبھی رہتے ہیں موت کے منتظر اچانک تیری موت نے سب کو رلا دیا
ہوئے نادر و بے نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا — مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ کی صورت میں ایک عظیم ہستی ہم سے رخصت ہوئی' ایسی ہستی جس کے لئے زمانہ صدیوں چشم براہ رہتا ہے جس کے لئے قلوب سراپا آرزو اور نگاہیں مجسم انتظار بن جاتی ہیں۔شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے — بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ العلماء ورثۃ الانبیاء کے حقیقی مصداق تھے۔ جس کی زیارت رویت بلال سے کم نہ تھی جس کی ہر تحقیق عقیدہ اہل سنت تھی۔ جس کی ذات درس نظامی کی ضرورت و اہمیت تھی۔ جو صف علماء میں جلیل القدر اساتذہ میں سے تھے۔ وہ ہستی جو عالم اسلام کے لئے قدرت کا عظیم عطیہ تھی۔ جس کی حیات کا ہر لحہ اہل علم کے لئے سرچشمہ فیض و برکت تھا۔ وہ جو ہدایت کا مینار اور عزم و ہمت کا سنگ میل تھا جو جہالت کی گھٹاؤں میں علم کا بدر منیر تھا۔ وہ جو اہل باطل کے لئے شمشیر برہنہ اور اہل حق کے لئے رحمت کا سایہ تھا۔جس کی حیات مبارکہ علم وعمل، استغناء توکل، خلوص و ایثار، ورع وتقویٰ، عاجزی وانکساری، صبر وحیاء عفت و پاکبازی کی ایسی مبسوط کتاب تھی جس کی ہر سطر آنے والوں کے لئے درس عمل اور جس کا ہر نقش نسلِ نو کے لئے ایک سبق تھا۔ وہ عظیم ہستی جس نے تقریباً چالیس سال تک علم وعرفان کے موتی لٹائے اور ہر خاص و عام کو علم کی گوہر پاشیوں سے مستفید کیا۔ جو ایک طویل عرصہ تک علم وحکمت کے آسماں پر نیر تاباں بن کر چمکا اور ملک کے آفاق و اطراف کو علم کے نور سے روشن کرتا رہا۔ جو اپنے غیر معمولی کارناموں کی بدولت تاریخ کے صفحات پر انمٹ اور گہرے نقوش چھوڑ کر رخصت ہوا۔مگر ان کے فیوض و برکات قیامت تک جاری رہیں گے کیونکہ آپ نے مسند تدریس پر فائز ہو کر وہ باکمال علماء تیار کئے جو ان کا نام روشن کرنے کے لئے کافی اور آپ کے حق میں مستقل صدقہ جاریہ ہیں۔

میں اہل سنت و جماعت کے مرکزی ادارہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درجہ رابعہ میں داخل ہوا۔تو پتہ چلا کہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں ماہانہ محفل جمعرات کے دن ہوتی ہے۔ مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا جب دارالعلوم حزب الاحناف میں داخل ہوتا ہوں تو دربار شریف کے اندر مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ اپنے مریدین کو فیض یاب فرما رہے ہیں۔

میرے ذہن میں ایک سوال نے جنم لیا اور کافی دیر تک میں یہ سوچتا رہا کہ شرف ملت' حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں یا علامہ سید محمود احمد رضوی کے' ابھی یہ سوال میں مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ سے پوچھنا ہی چاہتا تھا جب میں مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ کے دست بوس ہوتا ہوں تو خود ہی مجھے فرماتے ہیں کہ میں سیّد ابوالبرکات شاہ صاحب کا مرید ہوں۔آپ صاحب فراست ہستیوں میں سے تھے۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے'' کے حقیقی مصداق تھے۔

شمع کشتہ کو جلاسکتی ہے موج نفس ان کی — الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

حضرت شرف ملت رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام میں بڑی بڑی شخصیات کے نام آتے ہیں مثلاً محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی علیہ الرحمۃ (فیصل آباد)، حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی علیہ الرحمۃ فیصل آباد، رئیس المدرسین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی بندیالوی علیہ الرحمۃ' مخدوم اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی علیہ الرحمۃ' ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد' اور حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ وغیرہ

۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء کو آپ نے حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ مولانا سید

ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے۔

آپ کی علمی و قلمی خدمات کا احاطہ کرنے کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے تاہم چند کتابوں کے نام یہ ہیں تذکرہ اکابر اہلسنت، سوانح سراج الفقہاء، البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، زندہ و جاوید خوشبوئیں، شیشے کا گھر، یادِ اعلیٰ حضرت، المرضاۃ حاشیہ مرقاۃ، مدینۃ العلم، حاشیہ تحفہ نصائح، حاشیہ بدائع منظوم، حاشیہ نحو میر، حاشیہ کریما، حاشیہ نام حق، ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۴ اور آخری ایام میں ترجمہ قرآن مکمل کیا۔

یوں تو آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے البتہ چند معتبر اور نامور تلامذہ یہ ہیں استاذ العلماء مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، استاذ العلماء مولانا محمد صدیق ہزاروی، پاسبان مسلک رضا حضرت علامہ مولانا حافظ محمد خادم حسین رضوی، حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ لاہور، استاذ العلماء مولانا مفتی احمد دین توگیروی (لاہور)، مولانا حافظ محمد عبدالغفور گولڑوی (ناظم اعلیٰ جامعہ حنفیہ غوثیہ چوبان روڈ لاہور)، مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی (جامعہ نعیمیہ لاہور)، استاذ العلماء مولانا محمد عبداللہ چشتی گولڑوی، مولانا محمد طاہر تبسم قادری اور مولانا محمد ہاشم علی نظامی وغیرہ۔

آپ کی نماز جنازہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہٗ (راولپنڈی) نے داتا دربار کے احاطہ میں پڑھائی اور پھر آپ کو آپ کے گھر ٹھوکر نیاز بیگ نالہ زار لاہور میں دفن کیا گیا۔

الحمد للہ عزوجل فقیر توگیروی (محمد عرفان) کو بھی آخری دیدار نصیب ہوا اور اپنے ہاتھوں سے مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ کے جسدِ اقدس کو لحد میں اتارا۔

خلوص لطف و تکلم پہ جس کے پیار آئے ۔۔۔ اسے بھی کل قبر میں ہم اتار آئے
بیاں کرے تو جذبات میں نکھار آئے ۔۔۔ قلم چلائے تو عقائد میں بہار آئے
پھر اک بار لٹا قافلہ محبت کا ۔۔۔ پھر اک بار ہم الفت کی بازی ہار آئے

ایک ہم سبق کے قلم سے

حضرت شرف ملت کی یاد میں

ازقلم...... علامہ الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی (چیئرمین، عالمی شرعی بورڈ یوکے)

استاذ العلماء شرف ملت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کو اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف عطا فرمائے تھے وہ ہر دور میں اہل قیادت کی ضرورت ہوا کرتے ہیں وہ ایک عالم باعمل تھے ہر وقت اتحاد اہل سنت کے لئے کوشاں رہتے تھے ان کی تصانیف ہمارے مسلک کے لئے عظیم سرمایہ ہیں آپ جیسے پاکیزہ صفات لوگ دھرتی پر روز روز پیدا نہیں ہوتے ان کا اس دنیا سے چلے جانا یقیناً ایک عظیم سانحہ ہے بندیال شریف میں آپ میرے استاد بھائی اور ہم سبق تھے ان میں خوبیاں بہت تھیں وہ مجاہدانہ سوچ رکھتے تھے اس زمانے میں بھی متحرک رہنا، علم کے ساتھ قلبی وابستگی رکھنا، تحقیق کا شوق اور جستجو رکھنا، طبیعت میں نرمی، خوردنوازی، بڑوں کی عزت و احترام، اہل قلم کی قدر اور آپ کا علمی مطالعہ قابل رشک تھا کسی بھی موضوع پر اُن سے بات کی جاتی تو آپ علمی حوالے سے اکثر راہنمائی فرمایا کرتے تھے اُن کی وفات کے بعد ہم اپنے عظیم محسن بلکہ عظیم رہنما سے محروم ہو گئے ہیں برطانیہ کے علماء کرام نے اُن کے ایصال ثواب کے لیے مختلف پروگراموں کو ترتیب دیا اور اُن سے محبت اور پیار کا عملی ثبوت دیا اللہ پاک اُن کے صاحبزادوں، شاگردوں اور خاندان کے لوگوں کو اُن کی وفات پر صبر عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کے اس خلا کو پورا فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ وہ بلند پایہ عالم دین اور مجاہدانہ سوچ کے مالک تھے کہ آپ کی وفات پر تمام مکتبہ فکر کے لوگوں نے اظہار تعزیت کیا ہے آپ کی وفات سے ملک کے دینی تعلیمی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ بڑی مشکل سے پُر ہو سکے گا مرحوم ایک عظیم مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مستقل مزاج اور بہت ساری صفات کے مالک عظیم

انسان تھے جب اُن کی خدماتِ دینیہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے آپ نے ہر میدان میں اور ہر شعبہ میں اپنا مقام پیدا کیا آپ مدرس بھی تھے مصنف بھی تھے آپ میں اللہ تعالیٰ نے وہ خوبیاں رکھی تھیں جو عام انسان کی سوچ سے بالاتر ہیں آپ کے ایصالِ ثواب کے لئے محفل قل شریف کے پروگرام میں آپ کا ایک پڑوسی پروفیسر احمد اعوان نے رو رو کر آپ کے اخلاق اور عاجزی کو بیان کر رہا تھا اس نے کچھ اس طرح شکل دی کہ آپ کی زندگی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے تابع تھی انہوں نے بتایا تھا کہ جب ہم نے ان کی گلی میں گھر خریدا تو میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ اس گلی کی کوئی خاص بات؟ تو انہوں نے کہا کہ خاص بات یہ ہے کہ حضرت شرف ملت ہمارے پڑوسی ہیں مجھے آپ کے اخلاق اور آپ کی عاجزی نے اس وقت متاثر کیا جب میری والدہ آپ کے گھر گئیں اور دودھ کے ناقص ہونے کا ذکر کیا جس پر شرف ملت نے کہا آپ فکر مت کریں میں اپنے گھر کے لئے دودھ لاتا آپ کے لے بھی میں لیتا آؤں گا آپ ہر روز اپنا دودھ لاتے اور ہمسایے ہونے کے ناتے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ہمارے گھر ہمیں دودھ پہنچاتے رہے میری والدہ نے ایک دن بتایا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بزرگ ہستی ہیں ہمارا دودھ بھی وہ لاتے ہیں جب مجھے پتہ چلا آپ کے اخلاق اور عاجزی کو دیکھ کر تو میں رو پڑھا اور امی کو بتایا کہ یہ تو شرف ملت اور استاذ العلماء ہیں تو بے شک آپ کی زندگی حضور پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ تھی اور آپ کے ہمسائے آپ کے حسن اخلاق کے بارے میں بتاتے ہوئے رو پڑتے ہیں۔ شرف ملت ایک عظیم انسان تھے ہم اکٹھے بندیال میں کافی عرصہ ہم سبق رہے آپ نے دین کی جو خدمت کی اسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور برطانیہ کے مسلمانوں نے شرف ملت کے ایصال ثواب کے لئے کئی پروگرام تشکیل دیے اور یہاں پر آپ کے جاننے اور پہچاننے والے کافی تعداد میں لوگ آپ کی وفات پر افسردہ، رنجیدہ اور غمگین ہیں اور تعزیت گزار ہیں یہاں لوگوں نے آپ کے درجات بلندی کے لیے دُعائیں کیں اللہ پاک آپ کے صاحبزادوں اور خاندان کے لوگوں اور آپ کے شاگردوں کو صبر عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت کے اس خلاء کو پورا فرمائے (آمین) میں حضرت کے صاحبزادگان ڈاکٹر صاحبزادہ ممتاز احمد سدیدی، صاحبزادہ مشتاق احمد، صاحبزادہ نثار احمد مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادیوں سے خصوصاً تعزیت کرتا ہوں۔ خدا انہیں صبر اور اس پر اجر عطا کرے۔ آمین

الجواهر الغالية
في
الأسانيد العالية

جمعها ورتبها

محمد عبد الحكيم شرف القادري

خادم الحديث الشريف، بالجامعة النظامية الرضوية لاهور - باكستان

اهتم بطبعها

ممتاز أحمد سديدي

الباحث بجامعة الأزهر الشريف

رقم الاجازة ۷۰۶ .... بسم الله الرحمن الرحيم التاريخ ۱۸ من ربيع الثاني ۱۴۲۵ھ

الاجازة

اللّٰهم لك الحمد و الشكر دائما أبدا، صل على سيدنا و مولانا محمد سرمدا، الذي أفحم فصحاء عدنان و بلغاء قحطان بفصاحته و بلاغته و معارفه، و على آله و أصحابه أجمعين و من تبعهم باحسان إلى يوم الدين من الأئمة المجتهدين و المحدثين۔

أما بعد فإن السيد الفاضل الأديب المؤرخ ملك محبوب الرسول قادري حفظه الله تعالى قد أحسن الظن بي فطلب مني أن أجيزه في جميع مروياتي عن مشايخي وإن لم أكن لذلك أهلا۔

فيقول العبدالفقير إلى ربه محمدعبدالحكيم شرف القادري ابن المولوي الله دتا(معناه عطاء الله) هوشياربوري: إني أجزته بكل ما تجوز لي روايته من معقول و منقول و فروع و أصول كما أجازني بذلك أجلة مشايخي رجاء أن يفشو العلم وأنال منه دعوة صالحة تشملني مع دوام التوفيق وحسن الختام في جوار سيد الأنام عليه أفضل الصلاة والسلام و فيما يلي أسماء الأشياخ الاعلام ،على أنني أذكر أولا مشايخي من الحرمين الشريفين و العالم العربي و أذكر ثانيا مشايخي من باكستان و الهند و بعد ذلك أذكر مشايخي المجيزين في الطريقة وكل ذلك من باب التماس بركة الاتصال بالحبيب المصطفى ﷺ عن طريق المشايخ المسندين ،أسأل الله العظيم أن يشرح صدري و ينفعني بما علمني و يعلمني ما لم أعلم والله على كل شيء قدير۔

أولا: مشايخي من الحرمين الشريفين و العالم العربي

۱۔أجازني فضيلة الشيخ العلامة المعمّر فضل الرحمن المدني في الحديث و العلوم الإسلامية وقد أجازه شيخه ووالده العارف بالله مولانا ضياء الدين أحمدالمدني والذي أخذ الإجازة في الحديث و العلوم الإسلامية من عدة منهم الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي(۱) وقدوة الأولياء، المنتسب بسيدنا الشيخ عبدالقادر الجيلاني ،السيدالشريف الشاه علي حسين الاشرفي

(۱) انظر ترجمته في الملحق۔

الكشوشوي و الإمام يوسف بن اسمعيل النبهاني و الشيخ أحمدالريفي و الشيخ أحمدالشمس الشنقيطي وبدر الدين الحسني و أحمدالشريف السنوسي وغيرهم۔

۲۔و شرفني بالإجازة علم الحجاز السيد الدكتور محمد علوي الحسني المالكي في عام ۱۴۱۶ھ و أسانيده العالية مسطورة في تصانيفه مثل" الطالع السعيد" وغيره وقد ذكر الشيخ المعمّر فوق المائة ضياء الدين أحمدالمدني ضمن أسماء من يروي عنهم و قال عن سنده: إنه عال جدا يروي عن عدة منهم الشيخ أحمد رضا خان البريلوي عصري الدحلان۔

۳۔وأجازني الشيخ المعمر المفتي الاعظم بالعراق فضيلة الاستاذ العلامة عبدالكريم المدرس بالحضرة القادرية' بغداد(۱۴۲۳ھ)وأجازه الشيخ عمر القرداغي عن الشيخ العلامة محمد نجيب القرداغي وهو أخذ الإجازة عن عمه سيد المحققين الشيخ حسن عن العلامة المشتهر في الآفاق مفتي العراق مولانامحمدالزهاوي۔

۴۔و أجازني كذلك فضيلة الشيخ / أحمد نصيب المحاميد (أحد أعلام الشام)وهومجاز عن المحدث الأكبر بدر الدين الحسني و المربي الكبير الشيخ علي الدقر والأصولي الشيخ محمود العطار وغيرهم وأسانيدهم مسطورة في "فتح العلام باسانيدومرويات مسندالشام"(۱۳۱۰-۱۳۸۱ھ)مما ألفه تلميذه محمد بن عبدالله آل رشيد۔

۵۔وأجازني فضيلة الشيخ محمد تيسير بن توفيق المخزومي الشافعي المكي أصلا و الدمشقي مولدا (۱۴۲۰ھ)والذي يروي عن كثيرين، أوردأسماء مشايخه في "إجازته"منهم محمد جميل بن محمد علي الكردي القادري العالم المفضال المربي يروي عن أبيه بسنده إلى العارف بالله سيدي عبدالقادر الجيلاني رحمه الله تعالى۔

۶۔وأكرمني بالاجازة فضيلة الشيخ عبدالرحمن محيي الدين عبدالله مؤيد الكيلاني "صاحب السجادة القادرية" و متولي الأوقاف القادرية (۱۴۲۱ھ) وقد أخذ الإجازة من أبيه العلام و من فضيلة الأستاذ الدكتور / محمد حسين الذهبي أحد علماء الأزهر الشريف

۷۔وأجازني فضيلة الشيخ محمد علي مراد المهاجر المدني ،أحد أعلام الشام والذي توفي بالمدينة

المنورة ودفن بالبقيع، يروى عن كثيرين ومن بينهم عم والده الشيخ احمد مراد ويتصل سنده ابى شيخ الازهر الشيخ ابراهيم الباجورى والشيخ محمدسعيدالنعمان مفتى حماه والشيخ محمد توفيق الأتاسى مفتى بلدة حمص والشيخ محمدأبو اليسر عابدين مفتى الجمهورية السورية وهو من أسرة خاتمة المحققين فى الفقه الحنفى الشيخ محمدأمين بن عمر بن عابدين والشيخ محمدزاهد الكوثرى والشيخ احمد الصديق الغمارى والشيخ (مجاهدالملة)حبيب الرحمن القادرى الهندى والداعية الاسلامى العالمى مولانا الشاه عبدالعليم الصديقى الميرتى (والد العلامة الشاه احمد النورانى) والذى اجازه الامام احمد رضا خان الحنفى القادرى البريلوى وغيره من أكابر العلماء والمشايخ۔

٨ ــ وأجازنى فضيلة الأستاذ الدكتور / سعد سعد جاويش استاذ الحديث النبوى الشريف بكلية اصول الدين جامعة الأزهر الشريف وذلك فى غرة شهر ذى الحجة ١٤٢٠ھ والذى أخذ الحديث من فضيلة الشيخ العلامة محمد ياسين الفاذانى المكى. وأسانيده مذكورة فى "الأسانيد المكية لكتب الحديث والسير والشمائل المحمدية" و "العقد الفريد من جواهر الأسانيد" و "أسانيد الكتب الحديثية السبعة" و "ورقات فى مجموعة المسلسلات والاوائل والأسانيد العالية"

وقدأجاز الأستاذالدكتور سعدسعدجاويش فضيلة العلامة عبدالله محمدالصديق الغمارى حافظ علوم الاسناد والجامع لطرق المغاربة والمشارقة فى عصره۔

٩ ــ وأجازنى فضيلة الأستاذ الدكتور ضياء الدين الكردى النقشبندى أستاذ العقيدة والفلسفة بكلية أصول الدين جامعة الازهر فى (١٤٢١ھ) والذى نال الاجازة من فضيلة الشيخ العلامة محمد ياسين بن محمد عيسى الفاذانى المكى أستاذ الحديث والإسناد بدار العلوم الدينية. بمكة المكرمة۔

١٠ ــ أجازنى مسند الديار الحلبية المحدث العلامة / أحمد بن محمد سردار الحلبى الشافعى مدير المكتبات الوقفية الإسلامية بحلب بسائر مقروءاته عن مشايخه ومسموعاته منهم ومروياته عنهم والتى أوردها فى كتاب "الدرر والجواهر الغوالى من العلوم والأسانيد العوالى" وهو مجاز عن الشيخ محمد ياسين الفاذانى المكى الحسنى۔

وقد حصلت لى هذه الاجازة من وكيله فضيلة العالم الشاب خالد عبدالكريم التركستانى

حفظه الله تعالى المقيم بمكة المكرمة سنة ١٤١٤ھ۔

١١ ــ وأجازنى فضيلة الشيخ عبدالرحمن بن ابى بكر الملا من أجلة علماء الأحساء، بالسعودية العربية

١٢ ــ واجازنى فضيلة الشيخ عبدالله ابراهيم العلايينى مفتى قطنا من اعلام الشام۔

١٣ ــ وسعدت بالاجازة من فضيلة الشيخ محمود عبدالغنى عاشور وكيل الأزهر (١٤٢١ھ) وهو مجاز عن فضيلة الشيخ محيى الدين عبدالحميد عميد كلية اللغة العربية بجامعة الازهر الشريف وله اكثر من مائة مؤلفات.

١٤ ــ وتشرفت بالإجازة من الداعية الإسلامى الكبير فضيلة الشيخ السيد يوسف السيد هاشم الرفاعى واحد من أجلة علماء الكويت وشيخ الطريقة الرفاعية بها (وقد بحث معه) وأجازه السيد العلامة عبدالقادر أحمدالسقاف باعلوى الحضرمى الحسينى والسيد العلامة محمد مكى بن محمدجعفر الكتانى الحسنى والشيخ عبداللطيف بن العلامة الشيخ محمدصالح فرفور الحسنى، خليفة محدث الشام الشيخ بدرالدين الحسنى والعلامة الشيخ محمدبن السيدعلوى المالكى الحسنى عالم مكة المكرمة.

١٥ ــ وأجازنى فضيلة الشيخ السيديوسف بن السيد محيى الدين البخور الحسنى شيخ الطريقة القادرية الدرقاوية العلوية (نزيل كندا)

١٦ ــ وأجازنى فضيلة الدكتور عبدالغفور الإمام والخطيب والمدرس بجامع الإمام الأعظم أبى حنيفة ببغداد فى (١٤٢١ھ) وأجازه مفتى العراق الأعظم الشيخ عبدالكريم المدرس والعلامة الشيخ صفاء الدين عبدالله شيخ الحلقة القادرية وتلميذالشيخ العلامة عبدالقادر الخطيب.

١٧ ــ وأجازنى فضيلة الشيخ السيدصباح أحمد إبراهيم الحسينى إمام وخطيب ومدرس ومتولى حضرة إمام ابويوسف رحمه الله تعالى ببغداد (١٤٢١ھ) وهو مجاز من كبار علماء بغداد۔

ثانيا. مشايخى من باكستان و الهند

١ ــ وأكرمنى بالإجازة أستاذى الجليل، أستاذ العلماء، رئيس المدرسين العلامة عطا محمد الجشتى الگولڑوى البنديالوى ابن الله بخش والذى تشرفت بفضل الله تعالى بالمثول بين يديه تعلما وخدمته أربعة أعوام تقريبا وتلقيت عنه النحو والبلاغة والمنطق والفلسفة والهيئاة والكلام والهندسة والفقه

وأصوله والمناظرة وعرضت عليه تفسير الجلالين والتفسير للبيضاوى ومشكوة المصابيح والجامع للإمام الترمذى ——— رحمه الله تعالى وجزاه عنا وعن جميع المسلمين ——— أجازنى إجازة عامة تامة بكل ما تجوز له روايته من كتب الحديث والجوامع والسنن والمسانيد وغير ذلك من كتب التفسير و علومه والفنون الإسلامية كما أجازه مشايخه الكرام ـ يروى عن:

(ا) الفاضل العلامة عبدالقادر عبد الرزاق الخطيب بجامع الامام الأعظم ببغداد وهو يروى عن كثيرين منهم العلامة الشهير فى كل ناد، شيخ مدينة الحدباء، الحاج أحمد بن العلامة الشيخ عبد الوهاب الجوادى، عن شيخه مهاجر الحرمين الشريفين العلامة المحدث الشيخ عبد الحق الاله آبادى ابن مولانا المولوى شاه محمد، عن العلامة المحدث محمد قطب الدين المكى الدهلوى . و العلامة المحدث عبد الغنى الدهلوى المدنى و غيرهما، و أسانيدهما مذكورة فى "حصر الشارد" و "الانتباه" و "اليانع الجنى" و "العجالة النافعة" وغيرها ـ

(ب) السيد الفاضل عبد القادر عبدالرزاق الخطيب بجامع الإمام الأعظم رضى الله تعالى عنه ببغداد (وهذه سلسلة فقهية متصلة بالأئمة الحنفية رحمهم الله تعالى) عن الشيخ عبدالحميد بن السيد أحمد إمام وخطيب جامع سيدنا الكاظم رضى الله عنه ـ عن العلامة قاسم بن محمد عن علامة زمانه أبى الهدى عيسى صفاء الدين بن موسى جلال الدين، عن العلامة الدرّاكة الشيخ حسين كمال الدين الكركوكى الحنفى، عن خير الدين و الدنيا، الفقيه المعمر / خير الدين الرملى صاحب الفتاوى الخيرية، عن الشيخ محمد بن محمد الحانوتى، عن والده، عن محب الدين ابن شرباش، عن أبى الخير محمد بن محمد الرومى، عن المجد أبى الفتح محمد بن محمد بن على الحريرى، عن أبيه، عن القوام أمير كاتب بن عمر الإتقانى، عن الحسام الحسين بن على السغناقى، عن حافظ الدين أبى البركات عبد الله بن أحمد النسفى صاحب المنار والكنز، والمدارك، عن شمس الاسلام محمد بن عبد الستار الكردى (ويروى الكردى عن البرهان المرغينانى من غير واسطة أيضا) عن الامام قاضى خان، عن برهان الدين أبى الحسن على بن أبى بكر المرغينانى صاحب الهداية، عن برهان الدين الكبير عبد العزيز بن عمر بن مازة و محمود بن عبد العزيز الأوزجندى، وهما عن شمس الأئمة السرخسى، عن شمس الائمة

الحلوانى. عن أبى على الحسين بن خضر النسفى، عن أبى بكر محمد بن الفضل، عن الأستاذ أبى محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب السبذمونى الحارثى، عن القدوة أبى حفص الصغير عبد الله، عن والده الإمام الشهير بأبى حفص الكبير أحمد بن حفص البخارى، عن الإمام أبى عبد الله محمد بن حسن الشيبانى، عن الإمام الأعظم و المجتهد الأقدم، أبى حنيفة النعمان بن ثابت الكوفى رضى الله تعالى عنه عن حماد بن سلمة، عن إبراهيم النخعى، عن علقمة، عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه، عن سيد المرسلين و خاتم النبيين صلى الله تعالى عليه وسلم عن أمين الوحى جبريل عليه الصلاة والسلام عن الله ـ تبارك و تعالى شأنه و تقدست أسمائه و صفاته ـ

(ج) فقيه العصر، رأس المدرسين العلامة يار محمد البنديالوى، عن العلامة محمد هداية الله الجونفورى، عن بطل الحرية، المعلم الرابع للمنطق، العلامة محمد فضل حق الخير آبادى. رحمهم الله تعالى وسنده مشتهر و مسطور فى كتاب "باغى هندوستان" لعبد الشاهد خان شروانى ـ

(د) فضيلة الشيخ إبراهيم العراقى عن أمير الملة، السيد الشريف جماعت على شاه المحدث العلى پورى عن الشيخ المعمّر المسند الفقيه المولى فضل رحمن المجددى المرادآبادى الهندى عن سراج المحدثين الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوى ـ

(ه) أستاذ الأساتذة فضيلة العلامة مهر محمد رئيس المدرسين الأسبق بالجامعة الفتحية، لاهور، باكستان عن العلامة غلام محمد الجهوتوى (الگهوتوى) عن المحدث وزير حسن الرامبورى عن المحدث محمد غوث الرامبورى عن الشيخ السيد حسن شاه الرامبورى عن الشيخ محمد على المونگيرى عن الشاه محمد إسحاق الدهلوى عن الشيخ عبدالعزيز المحدث الدهلوى ـ

۲ ـــ وأجازنى مفتى باكستان الأعظم العلامة أبو البركات السيد / أحمد القادرى، والذى أجازه:

(ا) شيخه وأبوه العلامة إمام المحدثين السيد محمد ديدار على الرضوى القادرى النقشبندى بالقرآن العظيم والصحاح الستة والسنن، والمسانيد، و المعاجيم، وتفاسير القرآن العظيم، والذى قد عرض الصحاح الستة وغيرها على الشيخ الأجل المولى أحمد على السهارنفورى وقد أجازه الشيخ المشتهر فى الآفاق الشاه / محمد إسحاق المحدث الدهلوى، وقد أجازه شيخ مشايخ الهند المولى الشيخ عبد العزيز المحدث الدهلوى ابن الشيخ الإمام الشاه / ولى الله الدهلوى ـ رحمهم الله تعالى ـ

وأجاز العلامة السيد الشريف محمد ديدار علی شاه كذلك الشيخ أبو القاسم محمد عبد الغنی المهاجر البهاری ثم المدنی بجميع كتب الحديث كما أجازه الشيوخ الذين أسانيدهم فی غاية العلو و الشأن، منهم الشيخ العارف محمد أبو محمد نذير علی الحنفی الدكنوی و منهم الشيخ المسند المعمر الفقيه المحدث المولی الشيخ الشاه / فضل رحمن الحنفی المجددی المرادآبادی الهندی والذی قد عرض جميع الصحاح والسنن علی الشيخ الأجل سراج الهند شيخ المحدثين الشاه / عبد العزيز المحدث الدهلوی وأسانيده مذكورة فی "العجالة النافعة"— كما أن سائر أسانيد الشيخ السيد محمد ديدار علی الرضوی القادری مسطورة فی مقدمته لتفسير "ميزان الأديان"۔

(ب) الامام الأكبر أحمد رضا خان الحنفی القادری البريلوی والذی أجازه بالقرآن العظيم وجميع الصحاح الستة والسنن والمسانيد والمعاجيم وسائر كتب الحديث والتفسير واسماء الرجال والفقه والأصول والعقائد والكلام وغير ذلك، من كل ما صحت له روايته عن مشايخه الكرام ۔رضی الله عنهم۔ وجميع أسانيده مذكورة فی كتابه المسمی ب"الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة"

٣— وأجازنی أيضا غزالی عصرنا الراهن المحدث الجليل السيد / أحمد سعيد الكاظمی برواية الصحاح الستة كما أجازه:

(ا) شيخه و مرشده السيد محمد خليل الكاظمی وهو يروی عن مولانا رياست علی خان الشاهجهانفوری وهو عن مولانا ارشاد حسين الفاروقی المجددی الرامفوری، وهو عن شيخه مقدام المحدثين مولانا أحمد سعيد الدهلوی النقشبندی عن الامام الأجل سند المحدثين مولانا عبد العزيز المحدث الدهلوی وهو مجاز عن والده وشيخه الامام ولی الله المحدث الدهلوی وسنده مشهور۔

(ب) مفتی الهند الأعظم مولانا محمد مصطفی رضا خان القادری وهو مجاز عن شيخه ووالده مجدد القرن الرابع عشر الإمام أحمد رضا خان القادری الحنفی ۔وعن المرشد الكبير ومربی الأكابر السيد الشريف أبی الحسين أحمد النوری وأسانيده مسطورة فی "النور والبهاء فی أسانيد الحديث وسلاسل الأولياء"

٤— وأجازنی مولانا العلامة خورشيد أحمد الفيضی و هو مجاز عن العلامة فيض محمد شاه جمالی وعن خواجه غلام يسين الفيضی وغزالی عصرنا السيد أحمد سعيد الكاظمی آنف الذكر

٥— وأجازنی شيخ القرآن العلامة غلام علی الأوكاڑوی بالقرآن الكريم و الحديث النبوی الشريف والعلوم الاسلامية كما أجازه مفتی باكستان الأعظم العلامة أبو البركات السيد أحمد القادری وقد سبق أن أشرت الی سنده۔

٦— وأجازنی العلامة الكبير مولانا أختر رضا خان القادری الأزهری البريلوی الهندی والذی أجازه مفتی الهند الأعظم مولانا محمد مصطفی رضا خان القادری سالف الذكر۔

٧— وأجازنی فقيه الهند الكبير مولانا المفتی/ محمد شريف الحق الأمجدی وهو مجاز عن صدر الشريعة العلامة محمد أمجد علی أعظمی (محشی شرح معانی الآثار ومؤلف موسوعة الفقه الحنفی "بهار شريعت" باللغة الأردية) وعن مفتی الهند الأعظم العلامة محمد مصطفی رضا خان وكل منهما مجاز عن الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفی القادری البريلوی ۔وهو مجاز عن شيخه الكريم، زبدة العارفين مولانا السيد الشاه آل رسول المارهروی عن العارف بالله، مولانا نور بن أنوار عن ملك العلماء، بحر العلوم عبد العلی اللكنوی وأسانيده مذكورة فی "الدر المنظوم فی أسانيد بحر العلوم"

٨— وأجازنی بمروياته العلامة أبوبكر بن أحمد الباقوی القادری الأمين العام لجمعية علماء أهل السنة والجماعة بعموم الهند والجامعة "مركز الثقافة السنية الإسلامية" بولاية كيرلا الهندية (١٤٢٢ھ) وهو مجاز عن الشيخ أبی الفيض محمد ياسين الفادانی وأسانيده مذكورة فی "فيضان المسلسلة فی بيان الإجازة المتداولة"

٩— وأجازنی رئيس التحرير العلامة أرشد القادری المؤسس والرئيس لفيض العلوم بمدينة جمشيد پور الهندية وهو مجاز عن حافظ الملة العلامة عبد العزيز المحدث المراد آبادی والذی أسس الجامعة الأشرفية بمدينة مبارك فور الهندية وهو مجاز عن صدر الشريعة العلامة محمد أمجد علی الأعظمی وهو مجاز عن المحدث الجليل الإمام وصی أحمد السورتی وأجازه الشيخ الأجل أحمد علی السهارنفوری سالف الذكر۔

١٠— وأجازنی العلامة جلال الدين أحمد الأمجدی رئيس قسم الإفتاء بدار العلوم الأمجدية ومؤسسها بقرية أوجا غنج بمديرية بستی، الولاية الشمالية (الهند) (١٤٢١ھ) وهو مجاز عن العلامة أرشد القادری سالف الذكر۔

١١— وأجازنی العلامة الكبير مولانا ضياء المصطفی القادری ابن صدر الشريعة العلامة

محمد أمجد علی الأعظمی ،أستاذ الحدیث النبوی الشریف بالجامعة الأشرفیة بمدینة مبارکفور الهندیة(١٤٢١ھ) وهو مجاز عن حافظ الملة العلامة عبدالعزیز المحدث المرادآبادی سالف الذکر۔

١٢ــ وأجازنی العلامة المفتی عبد المنان الأعظمی أستاذ الحدیث بدارالعلوم "شمس العلوم" بقریة جهوسی ، بمدیریة منو الهندیة(١٤٢١ھ)وهو مجاز عن حافظ الملة العلامة عبدالعزیز المحدث المراد آبادی۔

١٣ــ وأجازنی سلطان الواعظین الشیخ المعمر مولانا أبو النور محمد بشیر السیالکوتی وهو مجاز عن والده العلامة المحدث الکبیر والفقیه الشهیر محمد شریف السیالکوتی،وهوعن الإمام الأکبر أحمد رضا خان القادری۔

١٤ــ وأجازنی فضیلة الشیخ العلامة القاضی محمدمظفراقبال القادری الرضوی(١٤٢٣ھ)وأجازه أبوه الفاضل، الحبر العلامة، المفتی غلام جان الهزاروی ثم اللاهوری و أجازه(١٣٣٧ھ):

○ الإمام الأکبر المجدد أحمدرضاخان الحنفی القادری البریلوی سالف الذکر۔

○ العلامة الشیخ محمدرحم إلهی القادری الرضوی المدرس (الأسبق) بمدرسة منظرإسلام،بریلی الهندیة۔

○ البحر العلامة محمدظهورالحسین الفاروقی النقشبندی المجددی الرامبوری المدرس (سابقا) بمدرسة منظرإسلام المذکورة آنفا۔وهو مجاز عن المحدث الجلیل الشاه فضل رحمن المجددی المرادآبادی۔

١٥ــ وأیضا أجازنی فضیلة الشیخ المفتی محمد حسین النعیمی مؤسس الجامعة النعیمیة بمدینة لاهور وقد أجازه صدر الأفاضل العلامة السید محمد نعیم الدین المراد آبادی ۔قدس سره العزیز ۔وأسانیده مذکورة فی "الکتاب المستطاب المحتوی علی الأسانیدالصحیحة للفاضل اللوذعی المولوی محمدنعیم الدین المرادآبادی" وهو مجاز عن أستاذه إمام العلماء الأعلام العلامة الحاج محمد گل ۔رحمه الله تعالی ۔وقد أجازه کوکب الهدایة،عمدة المحققین السید محمد الکتبی المکی۔المدرس بالمسجد الحرام ۔ آنذاك۔وهو مجاز عن والده مفتی الأحناف بالبلد الحرام ۔وقتئذ۔السید محمد بن حسین الکتبی ۔روح الله تعالی روحه ۔وهو مجاز بذلك عن أستاذه خاتم المحققین الشیخ السید أحمد الطحطاوی محشی الدر المختار ۔رحمه مولاه رحمة الأبرار ۔وسنده مذکور بالتفصیل فی مسانیده

المطولة المشهورة فی دیار العرب و العجم خصوصا بجامعة الأزهر الشریف بمصر۔

١٦ــ وأجازنی العلامة السید غلام محیی الدین۔رحمه الله تعالی۔أستاذ الحدیث النبوی الشریف سابقا بالجامعة الرضویة ورئیسها الأسبق بمدینة راولبندی الباکستانیة وهو مجاز عن العلامة محب النبی وهو مجاز عن العلامة المحدث عبداللطیف أستاذ الحدیث بالمدرسة العالیة بمسجدفتحبوری، دهلی (الهند)وهو مجاز عن العلامة لطف الله علی جرهی(ح)و العلامة محب النبی مجازأیضا عن العلامة مشتاق أحمدالکانبوری وهومجازعن أبیه العلامة أحمدحسن الکانبوری وهومجاز عن العلامة لطف الله علی جرهی.

١٧ــ وأجازنی مولاناالعلامة الحافظ / عبد الغفور أستاذ الحدیث بالجامعه الغوثیة مظهر الإسلام بمدینة راولبندی الباکستانیةوهومجازعن الحبر العلامة محب النبی سالف الذکرآنفا۔

١٨ــ وأجازنی العلامة محمد حسن الحقانی الأشرفی (کراتشی)وهومجاز عن الفاضل العلامة عبدالمصطفی الأزهری ابن العلامة صدرالشریعة الإمام محمدأمجد علی الأعظمی(مؤلف موسوعة الفقه الحنفی باسم"بهارشریعت"باللغة الأردیة فی سبعة عشر جزء)وکان العلامة الأزهری شیخ الحدیث بالجامعة الأمجدیة،بمدینة کراتشی،الباکستانیة

١٩ــ وأجازنی الأستاذ العلامة عبدالعزیز النقشبندی رئیس الجامعة الحنفیة الرضویة بکوت رادها کشن (١٤٢٣ھ) وهو مجاز عن أستاذ الأفاضل العلامة الإمام مهر محمداللاهوری وهومجاز عن العلامة غلام محمدالجهوتوی الملتانی وهو مجاز عن العارف بالله السیدالشریف مهرعلی شاه الکولروی والذی تحداه المتنبئ القادیانی للمناظرة فقبل العارف الکولروی تحدیه وجاء فی الوقت المحدد بلاهورفلم یستطع المرزا القادیانی أن یبرزقرنه ۔رغم أن أستاذالاساتذة علامة العصرمهرمحمدمجاز عن العارف بالله السیدالشریف مهرعلی شاه الکولروی بدون واسطة العلامة غلام محمدأیضا.

٢٠ــ وأجازنی الفاضل العلامة محمد أسلم القادری رئیس الجامعة القادریة العالمیة، کجرات، باکستان وهو مجاز عن المفسر الشهیرصاحب التصانیف الکثیرة العلامة المفتی أحمد یار خان النعیمی والذی فسّر عشرة اجزاء ونصف جزء من القرآن الکریم،فسر کل جزء من ثلاثین جزء فی محلد ضخم باللغة

الأردية ولـه تـعـليـقـات على صحيح البخارى باللغة العربية باسم "نعيم البارى" ومن الأسف أنها لم تطبع وهو مجاز عن صدر الأفاضل السيدالشريف محمد نعيم الدين المراد آبادى الأشرفى.

٢١ — وأجازنى فضيلة العلامةأبو الأسدمحمدهاشم على(١٤٢٣هـ) كماأجازه الفقيه الأجل، العالم الورع العلامة أبو الخيرمحمدنور الله النعيمى الأشرفى البصيربورى كماأجازه صدر الأفاضل السيدالشريف محمدنعيم الدين المرادآبادى الأشرفى وقد سبق أن أشرت إلى سنده.

٢٢ — وأجازنى فضيلة العلامة جميل أحمدالنعيمى شيخ الحديث بدارالعلوم النعيمية بمدينة كراتشى الباكستانية كماأجازه تاج العلماء المفتى محمدعمر النعيمى والذى أسس دارالعلوم النعيمية بمدينة كراتشى وأجازه صدرالأفاضل السيد محمد نعيم الدين المرادآبادى الأشرفى سالف الذكر.

○

هؤلاء شيوخى أصحاب أسانيد متعددة و هنا ك مشايخ آخرون والذين أجازونى برواية الحديث وسندهم واحدو أشيرإلى بعض أسانيدهم المتفردة ايضا وأذكرسندهم المشترك بعدذكر أسمائهم وهى كالتالى:

١— المفسرللقرآن الكريم وشارح البخارى العلامة غلام رسول الرضوى، مؤسس الجامعة السراجية الرضوية بمدينة فيصل آباد،باكستان ـ والذى أسس الجامعة النظامية الرضوية بمدينة لاهور الباكستانية ـ(وهومجاز أيضا عن إمام المدرسين فضيلة الشيخ العلامة مهرمحمد،رئيس المدرسين سابقا بالجامعة الفتحية، لاهور،باكستان، وعن مفتى الهند الأعظم فضيلة الإمام مصطفى رضاخان بالسلسلة القادرية البركاتية الرضوية كماأجازه والده الإمام الأكبر أحمدرضاخان القادرى)

٢— فضيلة الشيخ العلامة تحسين رضا خان مدرس الحديث النبوى الشريف بالجامعة النورية الرضوية بمدينة بريلى الهندية.

٣— فضيلة الشيخ العلامة محمد عبدالرشيد الرضوى،جهنگ،باكستان(وهومجازأيضاًعن فضيلة الشيخ سحبان الهند السيدالشريف محمدالمحدث الكشوشوى وهومجازعن الامام الأكبرأحمدرضا الحنفى القادرى)

٤— فضيلة الشيخ العارف الربانى محمد فضل الرسول الرضوى،ابن المحدث الجليل أبى الفضل

محمد سردار أحمد الجشتى القادرى، بمدينةفيصل آباد،باكستان

٥— فضيلة الشيخ حفيظ الرحمن (بيلى بيت،الهند) المدرس السابق بمدرسة مظهر العلوم الكائنة فى مسجد بى بى جى بمدينة بريلى،الهندية.

٦— فضيلة العلامة السيدالشريف محمد مظهرقيوم شاه المشهدى رئيس الجامعة المحمدية النورية الرضوية بقرية بهكهى من ضواحى مندى بهاء الدين.كما أجازه أبوه العلامة المرشد بقية السلف وقدوة الخلف السيدالشريف محمدجلال الدين شاه. والذى أسس الجامعة المذكورة.

٧— فضيلة الشيخ السيدالشريف حسين الدين السلطانفورى رئيس الجامعة الرضوية بمدينة راولبندى الباكستانية.

٨— المربى الكبيرالعلامة المفتى محمد أمين النقشبندى،رئيس الجامعة الأمينية بمدينة فيصل آباد، الباكستانية. والذى هو صاحب الورع والتقوى ومداوم على ذكر الله تعالىٰ.

٩— فضيلة الشيخ العلامة المفتى محمد عبدالقيوم القادرى رئيس الجامعة النظامية الرضوية بلاهور و شيخوبوره باكستان.ورئيس منظمة المدارس (لأهل السنة)باكستان

١٠— الفقيه الجليل فضيلة الشيخ العلامةمحمد عبدالحق البنديالوى،رئيس الجامعة الإمدادية المظهرية، بقرية بنديال،الباكستانية (وأجازه ايضا فى الطريقة الجشتية العارف الكبيروالمرشد الشهير السيد الشريف غلام محيى الدين الكولروى وهومجاز عن أبيه العارف بالله السيد الشريف مهرعلى شاه الكيلانى الكولروى والذى صنف فى ردالقادنية "شمس الهداية" فلماأبرزبعض القاديانية الشبه حول هذاالكتاب صنّف "سيف چشتيائى" (سيف الجشتية)فبهت الذى كفر.ولم يجترء أحدعلى إثارة الغبارفى جوابه. وهو مجاز عن العلامةالمحدث أحمدعلى السهارنفورى والعلامة لطف الله على جرهى.

١١— فضيلةالمفسرالشهيروالمحدث الكبير،مصنف الكتب الكثيرةالعلامة فيض أحمدالأويسى رئيس الجامعة الأويسية بمدينة بهاولبور الباكستانية(١٤٢٣هـ)

١٢— فضيلة الشيخ العلامة محمد شريف رئيس الجامعة السراجية الرضوية بمدينة بهكر. الباكستانية

١٣— شيخ الحديث العلامة البحاثة والمناظرالكامل محمد أشرف السيالوى،رئيس الجامعة الغوثية المهرية بمدينة سرجودها،الباكستانية(وهومجازأيضا عن شيخ التفسير،كشاف الحقائق، فضيلة

العلامةعبدالغفور الهزاروى وعن شيخ الاسلام والمرشد الكبير محمد قمر الدين السيالوى)

١٤ــ فضيلة الشيخ العلامة محمدحسن على القادرى مؤسس "مجلس أنواررضا" والخطيب بجامع فريديه،ميلسى(١٤٢٣هـ)(وأجازه ايضامفتى الهندالأعظم مولانامحمد مصطفى رضاخان كماأجازه البحرالعلامة الإمام أحمد رضا الحنفى القادرى وأجازه أيضا المفسر الجليل العلامة ابراهيم رضا "جيلانى ميان" كماأجازه أبوه حجة الإسلام مولاناحامدرضاخان وهومجازعن أبيه الإمام أحمد رضاخان الحنفى القادرى ـوأجازه أيضا ملك العلماء العلامة محمد ظفر الدين البهارى الرئيس الأسبق لجامعة شمس الهدى،بتنة، الهند وكان من خلّص تلامذة وخلفاء الإمام الأكبر أحمدرضا القادرى، وله تصانيف كثيرة ، أهمّها "صحيح البهارى" فى ست مجلدات، طبع منها المجلد الثانى فقط فى زمنه والذى يشتمل (٩٢٨٧) حديثا وكان ابنه فضيلة الدكتور مختار الدين أحمد رئيس القسم العربى بجامعة على جره.)

إنهم نالوا الإجازة من محدث باكستان الأجل العلامة أبى الفضل محمد سردار أحمد الجشتى القادرى،والذى أخذ الاجازة من:

(ا) مفتى الهند الأعظم العلامة محمد مصطفى رضا خان۔

(ب)حجة الاسلام محمد حامد رضا خان۔

(ج)صدر الشريعة العلامة محمد أمجد على الأعظمى۔

و ثلاثتهم مجازون من الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفى القادرى۔

(د) فضيلة الشيخ محمدالحافظ التيجانى المدنى والذى أجازه الشيخ بدرالدين الحسنى والشيخ السيد محمدعبدالحى الكتانى مؤلف"فهرس الفهارس"

(ه) فضيلة الشيخ عمرحمدان المحرسى المدنى والذى أجازه الشيخ السيدعلى ظاهر المدنى والشيخ محمدحبيب الله المكى.

ثالثا:الإجازات فى الطريقة

أجازنى:ـــــــ

١. فضيلة المربى العلامة محمدريحان رضاخان رحمانى ابن العلامة محمدإبراهيم رضاخان ،أجازنى فى الطريقة القادرية البركاتية الرضوية(١٤٠٢هـ) كماأجازه جده حجة الإسلام مولاناحامدرضاخان

ومفتى الهندالأعظم المولى محمدمصطفى رضاخان وأجازهماأبوهماالإمام الأكبر أحمدرضاخان الحنفى القادرى۔

٢. صاحب الفضيلة والإرشاد العلامةالمعمّرفضل الرحمٰن المدنى فى الطريقةالقادريةوقدسبق سنده فى مشايخ الحرمين الشريفين۔

٣. المرشدالكبير البرفيسور السيدالشريف محمدأمين ميان القادرى البركاتى صاحب السجادةالقادرية البركاتيةبمارهرة(بفتح الراء وسكون الهاء بعدهااسم لقرية الأولياء الكبار بالهند)وأستاذجامعة على جره (١٤٢١هـ)أجازنى فى الطريقة القادريةالبركاتيةوالطريقة الجشتيةالقديمة. كماأجازه أبوه فضيلة الشيخ أحسن العلماء السيدالشريف مصطفى حسن حيدرميان.

٤. فضيلة الشيخ المولوى السيدالشريف أحمدعلى رضوى صاحب السجادة القادرية بمدينة أجمير الهندية وأجازه مفتى الهندالأعظم مولانامحمدمصطفى رضاخان كماأجازه الإمام الأكبراحمدرضاخان الحنفى القادرى۔

٥. المربى الكبيرفضيلة الدكتورمحمد مسعود أحمدوالذى يُعد رائدالرضويات العالمى ابن مفتى دهلى الأعظم الشاه محمد مظهرالله النقشبندى المجددى والخطيب السلطانى(الأسبق)بجامع فتحبورى، دلهى، الهند،أجازنى بالطريقة النقشبندية المجددية كماأجازه فضيلة المرشدالعلامة المفتى محمودأحمد الألورى(والذى أسس دارالعلوم ركن الإسلام بمدينة حيدر آبادالباكستانية) ابن الفاضل العلامة المفتى ركن الدين الألورى والذى صنف كتابه المشهورباسم"ركن دين"باللغة الأردية فى مسائل الصلٰوة۔

٦. فضيلةالمرشدالقاضى محمدفضل الرسول الرضوى أجازنى فى الطريقة القادرية الرضوية وأعمالها وأشغالهاوسائر الطرق سواها(١٤٢٠هـ) كماأجازه محدث باكستان الأعظم محمدسردارأحمد الجشتى القادرى والذى أجازه حجةالإسلام المولى محمدحامدرضاالقادرى ومفتى الهندالأعظم المولٰى محمد مصطفى رضاخان القادرى كماأجازهماأبوهماالإمام الأكبرأحمدرضاخان الحنفى القادرى.

٧. فقيه الهند الأعظم المفتى محمدشريف الحق الأمجدى أجازنى بجميع الطرق المذكورة فى"النور والبهاء فى أسانيد القرآن والأحاديث وسلاسل الأولياء"كماأجازه:

(ا) صدرالشريعة مولانامحمدأمجدعلى الأعظمى وأجازه الإمام الأكبرالإمام أحمدرضاالحنفى القادرى

(ب) مفتى الهندالأعظم مولانامحمدمصطفى رضاخان القادرى البركاتى وأجازه أبوه الإمام الأكبر

أحمدرضاخان الحنفي القادري وأجازه أيضا شيخه سراج السالكين السيد الشريف أبو الحسين أحمد النوري بجميع الطرق المذكورة في "النور والبهاء"

(ح) أحسن العلماء فضيلة الشيخ السيد الشريف مصطفى حسن صاحب السجادة البركاتية القاسمية بمارهرة المطهرة ، الهند بالطريقة القادرية والجشتية والسهروردية والنقشبندية العلائية والبركاتية النورية.

٨. فضيلة الشيخ المفتي محمد أمين النقشبندي العلامة المتحقق العارف بالله الفقيه رئيس الجامعة الأمينية بمدينة فيصل آباد الباكستانية، أجازني في الطريقة النقشبندية كما أجازه زبدة الأولياء والغيث المدرار والمرشد المفضال خواجه محمد صادق المقيم في حيّ كنهار ، بمدينة كوتلي . بمنطقة كشمير الحرة.

أسأل الله - تبارك وتعالى - أن يجزي هؤلاء المجيزين عني وعن العلم خير الجزاء ويعينني على خدمة القرآن الكريم والحديث النبوي الشريف وسائر العلوم الدينية مادمت حيا وأوصي المجازله ونفسي بتقوى الله - عزوجل - في السر والعلن، فإن رأس الحكمة مخافة الله - جل جلاله - كما أوصيه بالإحسان والإخلاص والقيام بالدعوة إلى الله - سبحانه وتعالى - بالحكمة والموعظة الحسنة والتحلي بأخلاق سيدنا وقائدنا ومعلمنا وهادينا رسول الله - صلى الله تعالى عليه وسلم - والاشتغال بتعليم كتاب الله - عزوجل - وحديث رسول الله - صلى الله تعالى عليه وسلم - ونشر دعوة الإسلام ابتغاء مرضاة الله - تبارك اسمه -

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم وصلى الله - تبارك وتعالى - على حبيبه خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين وبارك وسلم -

كتبه خادم العلم والعلماء

التوقيع محمد عبد الحكيم شرف القادري

محمد عبد الحكيم شرف القادري

أستاذ الحديث النبوي الشريف

بالجامعة النظامية الرضوية، داخل بوّابة لوهاري

لاهور . باكستان

الملحق

سادة العلماء الأعلام! ... لما كانت أكثر أسانيدنا من شبه القارة الباكستانية والهندية ترجع إلى علم من أعلام الإسلام بالهند أعني الإمام الأكبر المجدد أحمد رضاخان الحنفي القادري البريلوي رحمه الله تعالى وجب علينا تعريفه بالإيجاز فنقول:

هو الإمام أحمد رضا القادري ابن العارف بالله محمد نقي علي خان ابن الإمام الرباني محمد رضا علي خان. هاجر آباءه من ضواحي مدينة قندهار ، أفغانستان واستوطنوا مدينة بريلي بإقليم أترابراديش ، الهند وبها تولد الإمام أحمد رضا في عام ١٢٧٢هـ في أسرة اشتهرت في شتى نواحي العلم والمعرفة ونشأ في بيئة دينية علمية شاع فيها الفضل تتلمذ على يد أبيه وأنهى مرحلة الدرس النظامي ولم يبلغ أربعة عشر عاما من عمره، بايع على يد قدوة العارفين السيد آل رسول المارهروي في الطريقة القادرية مع أبيه وهو من تلامذة سراج المفسرين الإمام عبد العزيز المحدث الدهلوي فأجازهما في نفس الوقت بالحديث والتفسير وجميع العلوم والطريقة القادرية وسائر الطرق كما أجازه مشايخه.

سافر الإمام أحمد رضا إلى الحرمين الشريفين واتصل بأكابر علماء العرب وتتلمذ على أيديهم واتصل عدد من العلماء العرب في سفرته الثانية بهدف نيل شرف التتلمذ على يده كما هو مسطور في ثبته المسمى ب"الإجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة"

ولقد ذكر أسماء أساتذته والذين أجازوه في الحديث والتفسير وسائر العلوم في إجازته المطبوعة وهي كالتالي:

أولهم: شيخي ومرشدي وسيدي وسندي مولانا السيد الشاه آل الرسول الأحمدي المارهروي عن الشاه عبد العزيز الدهلوي وعن الشيخ عبد القادر الداغستاني وعن المولى الأجل السيد الأبجل، غوث الزمان أبي الفضل ، شمس الملة والدين آل أحمد المارهروي

ثانيهم: أبي وسيدي ومولائي وسندي ختام المحققين وإمام المدققين ، سيدنا ومولانا المولوي محمد نقي علي خان القادري البركاتي البريلوي قدس سره القوي عن أبيه الكريم العارف العظيم سيدنا ومولانا المولوي محمد رضا علي خان رضي الله تعالى عنه في غرفات الجنان

ثالثهم: عين الكرم، زين الحرم، بقية السلف، حجة الخلف، شيخ العلماء الكرام، بالبلد الحرام، مولانا السيد أحمد زيني دحلان المكي قدس سره الملكي

رابعهم: سراج البلد الأمين، تاج العلماء العاملين، مفتي الحنفية، بمكة المحمية، مولانا عبد الرحمن السراج ابن المفتي الأجل مولانا عبد الله السراج قدس سرهما الوهاج عن أبيه الكريم وعن المولى جمال بن عبد الله بن عمر المكي رحمهما الله تعالى.

خامسهم: مولانا السيد حسين بن صالح جمل الليل إمام الشافعية بمكة المرضية عليه الرحمة السرمدية كما هو مثبت في كتب إجازاتهم لي والحمد لله الحميد العلي.

كان بارعا في أكثر من خمسين علما وفنا، يقرب عدد مصنفاته ألفا، أكبرها "العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية" يكمل طبعها الجديد في سبع وعشرين مجلدا، لقد قاوم البدع وأهلها طول عمره، من مصنفاته "الزبدة الزكية في حرمة سجود التحية" أورد فيه أزيد من مائة نصوص على حرمة السجود لغير الله تعالى.

وله تعليقات على "رد المحتار" للعلامة ابن عابدين الشامي في خمس مجلدات باسم "جد الممتار" وطبع ديوانه العربي باسم "بساتين الغفران" رتبه وجمعه السيد حازم محمد أحمد المحفوظ الأستاذ المساعد بكلية اللغات والترجمة، جامعة الأزهر الشريف، ومما يجب ان يذكر ويشكر ان الأستاذ حازم محمد أحمد قام بترجمة القصيدة السلامية للإمام احمد رضا والذي مطلعها:

مصطفى جان رحمت په لاکھوں سلام

شمع بزم هدايت په لاکھوں سلام

معناه باللغة العربية (آلاف ألف تسليمات على روح الرحمة و سراج مجلس الهداية)

إلى اللغة العربية نثرا وقد صاغ هذا النثر العربي شعرا الأستاذ الدكتور حسين مجيب المصري، وقد طبعت هذه المنظومة مع مقدمة قيمة طويلة من القاهرة عام ١٤٢٠هـ/١٩٩٩م، ثم طبعت ترجمة الديوان الأردي للإمام أحمد رضا أعني "حدائق بخشش" بسعيهما عام ١٤٢٢هـ/٢٠٠١م باسم "صفوة المديح". جزاهما الله تعالى في الدنيا والآخرة.

وقد طبع من بغداد كتاب باسم "قصيدتان رائعتان" للشيخ أحمد رضا والذي يحتوى على قصيدتين

عربيتين نظمهما الشيخ أحمد رضا في مدح مولانا فضل الرسول البدايوني وقد قام بتحقيق نص القصيدتين وشرحهما والتعليق على أبياتهما الأستاذ الدكتور رشيد عبد الرحمن العبيدي الأستاذ بجامعة صدام للعلوم الإسلامية ومدير مركز البحوث والدراسات الإسلامية ببغداد، وقد قدم للكتاب الأستاذ الدكتور محمد مجيد السعيد رئيس جامعة صدام للعلوم الإسلامية.

قد ساهم الإمام أحمد رضا في إثراء الفقه الحنفي بفتاويه ومؤلفاته القيمة، يقول العلامة محمد إقبال: لم يولد في الآونة الأخيرة في شبه القارة الهندية عبقري مثل الإمام أحمد رضا خان -رحمة الله عليه- كما هو ظاهر من فتاواه، فهي شاهدة على ذكائه وجودة طبعه وكمال فقهه وتبحره في العلوم الدينية ومما اعتاده الإقدام على التفكير العميق قبل إظهار الرأي وهذا هو السبب في تصلبه بآرائه وعدم احتياجه إلى الرجوع في فتاواه(١) وبتوفيق الله تعالى قام الشيخ مشتاق أحمد شاه الباحث الباكستاني بإعداد بحث علمي عنوانه "الإمام احمد رضا خان وأثره في الفقه الحنفي" لنيل درجة التخصص "الماجستير" من قسم الفقه العام بكلية الشريعة والقانون (القاهرة) جامعة الازهر وتمت مناقشته في ١٥ فبراير ١٩٩٨م وبالتالي منحت للباحث درجة التخصص "الماجستير" وهذه هي الرسالة الجامعية الأولى في الأزهر الشريف عن الشيخ أحمد رضا خان رحمه الله تعالى.

ثم قام الباحث ممتاز أحمد السديدي (الباكستاني) بدراسة الديوان العربي للإمام أحمد رضا المسمى باسم "بساتين الغفران" دراسة تحليلة نقدية في رسالة التخصص "الماجستير" في الأدب والنقد بعنوان "الشيخ أحمد رضا خان البريلوي الهندي شاعرا عربيا" ونوقشت هذه الرسالة في عام ١٤١٨هـ ١٩٩٩م ومنحت للباحث درجة التخصص "الماجستير" وهذه هي الرسالة الجامعية الثانية في الأزهر الشريف عن الإمام أحمد رضا والحمد لله على أن طبعت هذه الرسالة بشكل كتاب مع تقديم الأساتذة المحققين.

أجاز الإمام الأكبر أحمد رضا الحنفي القادري في الحديث والتفسير والعلوم الإسلامية وطرق الصوفية عددا كبيرا من العلماء والمشايخ الأجلاء، منهم علماء العالم العربي وأسمائهم كالتالي:

١. الشيخ المعمر ضياء الدين أحمد المدني   ٢. السيد اسمعيل خليل المكي آفندي

(١) الدكتور حازم محمد أحمد: الإمام أحمد رضا خان في ذكراه الثمانين (ط: دار الاتحاد القاهرة ١٤٢٠هـ) ص ٤٤

٣. الشيخ أسعدبن أحمدالدهان

٤. الشيخ أحمدالخضراوی المکی

٥. السيدابوبكربن سالم الحضرمی

٦. الشيخ بكررفيع

٧. الشيخ حسن العجيمی المکی

٨. الشيخ السيدحسين حسان بن عبدالرحيم

٩. السيدحسين المدنی بن السيدعبدالقادر الشامی

١٠. السيدسالم بن عيدروس البار العلوی الحضرمی

١١. الشيخ عابدحسين المالکی

١٢. الشيخ عبدالله بن ابی الخيرميرداد

١٣. العلامة السيدعبدالله دحلان

١٤. الشيخ عبدالله فريدبن عبدالقادر الكردی

١٥. الشيخ علی بن حسين المکی

١٦. السيدعلوی بن حسن الكاف الحضرمی

١٧. الشيخ عمربن حمدان المحرسی

١٨. الشيخ مامون البری المدنی

١٩. السيدمحمدإبراهيم المدنی

٢٠. السيدمحمدبن عبدالرحمن المرزوقی

٢١. السيدمحمدبن عثمان دحلان

٢٢. الشيخ محمدجمال بن محمدالامير

٢٣. الشيخ محمدسعيدبن محمدبابسيل مفتی الشافعية

٢٤. الشيخ محمدسعيدبن السيدمحمدالمغربی

٢٥. الشيخ محمدصالح كمال بن الشيخ صديق كمال

٢٦. السيدمحمدعمربن السيدابوبكررشيدی

٢٧. السيدمحمدعبدالحی بن السيدعبدالكبير الكتانی(صاحب فهرس الفهارس)

٢٨. الشيخ يوسف

٢٩. السيدمصطفی خليل المکی آفندی

رحل الإمام الأكبر أحمدرضاخان رحمه الله تعالی يوم الجمعة الخامس والعشرين من شهرصفرعام ١٣٤٠ھ الموافق الثامن والعشرين من شهرأكتوبرعام ١٩٢١م ومرقده فی مدينة بريلی الهندية يزار ويتبرك وخلّف بعده ابنين عالمين عارفين احدهما حجة الإسلام مولاناحامدرضاخان وثانيهما مفتی هند الأعظم مولانا محمد مصطفی رضاخان ولهماجهود كبيرة فی نشر العلم والعرفان ورفع رأية الإسلام وترك جماعة من التلامذة والخلفاء والذين قاموا ضد مؤامرات الهندوس وغيرهم من الكفار والمبتدعين وأيدوا حركة استقلال باكستان حتی برزت "الجمهورية الإسلامية باكستان" علی خريطة العالم والحمد لله تعالی.

٢٣ من شهررجب ١٤٢٣ھ — محمدعبدالحكيم شرف القادری

الموافق اول سبتمبر ٢٠٠٢م

۷ جون ۲۰۰۵ء ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

hardships will remove very soon.

What is meant by difficulty? Difficulty means hindrance in relationship between Allah and man or hindrance in relationship between a man and other man.

There is a great lesson for us which is that we have to face ups and downs of our life, we should not afraid of them but we should face them bravely and manly. Oneday by the grace of Allah our difficulties will remove soon.

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾
وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾

Translation: So, when you are free after prayer then, strive hard in invocation and attent to your lord only.

Explanation:

In these two verses, Allah said to His Beloved Prophet that when He would be free from the task of instructing the world or Jihad or Dawah or Preaching, He would turn his face towards His spiritual kindom because He is everything, other things are incidental, and really do not matter. God is the goal of the righteous man's whole attension and desire.

There is a great leason for us which is that we should worship Allah with true attention when we will be free from our tasks of life and we should trust in Allah completely and we should beg everything from Him.

Another aspect of exalting the remembrance is that Allah has stated His Beloved Prophet as His remembrance. In a Hadith Qudsi:

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِي

It means that I have made you my remebrance.

There is a great lesson for us which is that we can also get loftiness and greatness by following Holy Prophet.

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦

Translation: So,verily there is ease with every difficulty.

Verily,there is ease with every difficulty.

Explanation: Here, the repetition of this verse is for stress.

In these verses, Allah has consoled His Holy Prophet (Peace be Upon Him) and said that "You should not become worreid and tolerate the hardships which you are facing in the way of Islam by unbelievers because Allah will simplify your difficulties. At last you will gain the upper hand.

Here, the word "Verily" is guiding us that it is the law of nature that hardships is always followed by relief.

Here, we find the word "With" which is guiding us that ease is attached with hardship. It means that

Here, Allah has attributed the exalting of Holy Prophet's remembrance to Him so that we may come to know that our Holy Prophet has not got esteem due to any special day, place, family or wealth but Allah has blessed Him the esteem.

In this verse, the word "For " is a sign of regard and love.

If there is the word "For" for ownership, the meaning will be that Holy Prophet is the owner of exalting, He can make great whom He want. If there is "For" for pleasure, the meaning will be that Allah has raised high our Prophet's remembrance so that He may please and delight His Prophet.

An aspect of raising high the remembrance is that Allah has attached the name of His Beloved with His name as we see in Kalimah, Azan, Prayar and many other places in a Hadith-e-Qudsi فَإِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِي

It means that when I shall be remembred, you will be remembred also with me.

Another aspect of exalting the remembrance is that Allah has made Holy Prophet's remembrance His own remembrance in. Holy Quran.

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

It means that whose obeys the messanger, was indeed obeyed Allah.

Now we explain here Surah "Inshirah".

Explanation of Surah

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١

Translation: In this verse Allah has mentioned the expansion of Holy Prophet's breast.

Explanation:

In this verse Allah has mentioned the expansion of Holy Prophet's breast.

The meaning of expansion the breast is that it was opened symbolically so that he may lightened and truth may clear and enter his heart completely.

The meaning of expansion the breast may be that Holy Prophet's heart was opened really as it is proved two times by ahadith.

Firstly, when he was four years old.

Secondly, when he went to "Meraj".

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢

Translation: And removed from you your burden.

Explanation: In this verse, Allah says that he had removed His Prophet's burden.

Burden means the sorrows and his hindrances which Holy Prophet was facing in the way of preaching of Islam.

Removing the burden means is that: he has created in His Prophet the patience to bear the difficulties.

There is a lesson for us that we should not afair of sorrows and hindrances in the way of Islam.

اَلَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣

Translation: Which had put burden on your back.

Explanation:

This verse is concerned with the last verse. It means that Allah had removed His Prophet's burden which had put on his back.

Benting the back means that Holy Prophet was upset due to difficulties and hindrances which was facing in the way of preaching of Islam.

It is also possible that It means that Holy Prophet was upset due to "Ummah", Allah removed from Him His confusion about His "Ummah" by granting Him "Shfa'at".

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤

Translation: And we have raised high for you your remembrance.

Explanation:

In this verse, Allah has mentioned the raising up of His Prophet's remembrance.

The sentence "We have raised high" is Present Perfect tense. Here this tense is only for understanding. Infact, when he had been given exalting, there was no past, present and future.

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

جوہرآباد

سہ ماہی

انوارِ رضا

چیف ایڈیٹر: ملک محبوب الرسول قادری

ہر شمارہ
مستقل کتاب

ہر شمارہ
ہر ذی شعور کی ضرورت

- پیغامِ قرآن، ارشاداتِ نبوی ﷺ، سیرتِ پاک ﷺ
- دل، روح اور اخلاق کے تزکیہ و تربیت کے لئے اثر انگیز تحریریں
- ایمان، عبادت، اخلاق، آداب، معیشت، سیاست، تصوف عقائد اور معاشرت کے موضوع پر ٹھوس مضامین
- زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سرکردہ راہنماؤں کے انٹرویوز
- فقہ و اجتہاد کی علمی و تحقیقی بحثیں
- اہم دینی، تہذیبی، سماجی، اخلاقی معاملات اور مسائل کے حل پر مبنی فکر افروز مواد
- شاندار اسلامی تاریخ کے اہم واقعات اور حالات۔
- عظیم مسلم شخصیات کے تذکرے۔
- ایسی زندہ کتابوں پر جاندار تبصرے اور تعارف جو زندگیاں بدل دیتی ہیں
- عالم اسلام میں جاری آزادی و حریت کی تحریکوں کے حالات و واقعات
- اہم دینی، علمی اور روحانی شخصیات کے افکار، نظریات اور تاثرات
- اس کے خریدار بنیئے اور باقاعدہ مطالعہ کیجئے
- اس کے لئے لکھیئے اور قلمی جہاد میں ساتھ دیجئے
- اس کے دوست بنیئے اور اسے دوست بنائیے
- اس میں اشتہارات دیجئے اور اپنا پیغام ایک وسیع اہل الرائے طبقے تک پہنچائیے
- اقرباء اور احباب کو تحفہ میں دیجئے

QUARTERLY
ANWAR-E-RAZA

انٹرنیشنل غوثیہ فورم

قیمت فی شمارہ 150 روپے

قیمت سالانہ 600 روپے

انوار رضا لائبریری 198/4 جوہرآباد #(41200) پاکستان

فون: 0092-454-721787
0092-42-7214940

موبائل: 0300-9429027
0321-9429027

Printed By:
Islamic Media Centre Lahore
0300-9429027